

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الصلوة والسلام عليك يا سيدي يا رسول الله

علمائے نجد کی خدمت میں ایک زناٹے وار

طمانچہ جواب دہا کہ

(از)

ملازم خلیل اشرف قادری رضوی اعظمی

ڈونگہ بونگہ بھاؤ سنگر



حُلمائے حَقِّ

کی اُن جُراتوں اور سرفروشیوں کے نام
 ان سے گستاخانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھرتے ہیں۔
 از جن کی حق نوائی سے امرِ سیت کے یوانوں میں
 زلزلہ طاری رہتا ہے۔

خلیل اشرف ضوی قادری

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ
 وَعَلَى الْإِكِّ وَأَصْحَابِكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ

تقریر

قادر ارشد قادری مدظلہ العالی کی شہرہ آفاق تصنیف ”زلزلہ“ جسے منظر عام پر آئی تو مخالفین اور
محرروں میں مصنف مآثر ہو گئی۔ کتاب کی مقبولیت کا یہ عالم کہ جسے ایک صفحہ پڑھا کتاب خریدنے پر آمادہ
ہونے لگا۔ اپنے تو اپنے خود دیوبندی فرقہ کے ذمہ دار لوگوں نے حضرت مصنف کے محققانہ اسلوب نگارش کو نا
پیش کیا اور اعتراضات کیا کہ کوئی بڑے سے بڑا علامہ العصر بھی اس کتاب کا جواب نہیں دے سکتا
لوگوں نے گستاخان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا گریبان تمام ختم کر پوچھا کہ اس کتاب کا جواب
دیوبندی جواب دینے کی جرأت دکر سکا۔

اس اپنی جماعت کا بھرم رکھنے کیلئے ایک گناہم آدمی نے ”دھماکہ“ نامی کتابچہ لکھ کر بزم غلویش
جو اسب دینے کی ناکام کوشش کی ہے۔ دراصل ”دھماکہ“ ”زلزلہ“ کے جواب کی بجائے دجل و تبلیس کا مرتق
مناسبت ہے۔ کوئی بڑے سے بڑا دیوبندی بتلائے کہ ”دھماکہ“ کے کس مغر پر ”زلزلہ“ کی کوئی عبارت کا جواب
یہ کتابچہ (دھماکہ) اتنا چرسہ کہ اسکی تردید کی چند ضرورت رہتی اور پھر حالات بھی اجازت نہیں
ملک میں انتشار اور فرقہ وارانہ مسائل کو ہادی جانے لگے۔ مجبوراً اس کا گروہی لوگوں کا مزید کرنے کیلئے ہوا
تا کہ یہ سمجھا گیا چنانچہ علیہ السلام مولانا خلیل اشرف صاحب خطیب اعظم ڈوگرہ لوگر نے مضبوط دلائل سے اس
تناقض و تنبیہ کے ساتھ ”دھماکہ“ نامی کتابچہ کو ٹوٹس دیا ہے اور ہر بات مستند کتابوں سے تحریر کی ہے۔

مکن ہے کہ کوئی شخص یہ سمجھے کہ ”دھماکہ“ کے مقابل میں علامہ نے کیا کرے گا۔ حالانکہ اگر قوتوری سی قوت سے
جائے تو بات بالکل واضح ہے کہ دھماکہ دشمن کے آگے پیچھے یا دائیں بائیں بھی ہو سکتا ہے مگر علامہ نے اس کا
منبر پر سید ہو تو مذ کا حلیہ بگاڑ دے۔ اور پھر ”علامہ“ نام اس لئے بھی ضروری ہے کہ دھماکہ کو کونے ولے شا
گئے ہوں کہ ہم نے دھماکہ کو کے مخالفین کو ختم کر دیا ہے۔ اب علامہ نے اس بات کا ثبوت ہے کہ جن پر تم
کیا ہے وہ مجدد قتال زندہ ہیں اور تمہارے منہ پر لانچ مار کر اپنی زندگی کا مزہ یہ ثبوت فراہم کر رہے ہیں۔
ہم ان گستاخان رسول کو آگاہ کرتے ہیں کہ اپنی روش کو چھوڑ دو۔ اب دنیا تمہارے جبہ و دستار اور
تقدس سے واقف ہو چکی ہے اگر تم نے اپنے رویہ کو تبدیل نہ کیا تو معتزلیہ یہ وہ سارا مواد قوم کی عدالت میں پیش
جائیگا۔ جو ابوالعباس سہروردی بہشت روزہ طوفان کے ایک فیم نیر میں شائع کیا اور وہ رکھتے تھے۔

والسلام

ابوالعباس حافظہ نعمت علی چشتی



ایک پاکستان کے مخالفین میں ایک اور خطرناک گروہ نیشنلسٹ علماء کا تھا اس گروہ میں
علامہ آزاد حسین احمد مدنی جیسے امام الہند اور شیخ الہند شامل تھے مسلمانوں کے ایک طبقہ میں
تقدس اور احترام کا درجہ بھی حاصل تھا لیکن یہ ہماری تاریخ کی یہ سب سے دلخراش اور بگڑا ہوا
نہ ہے کہ تحریک پاکستان کو ناکام بنانے میں قتل و کشتار کے خلاف جو مذہم کھیل انھوں نے کھیلا اور
اسے انھوں نے ایشیائے کتب کے بدترین دشمنوں سے بھی اس کی اُمید نہیں کی جاسکتی۔

تحریک پاکستان اور نیشنلسٹ علماء



مذنی سے مرعوم نے جہاں تک ہر دھماکہ پوری قوت و بہت سے اپنی تمام توانائیاں مسلمانوں کے حق
اور تادیر باد کرنے کے لئے صرف کر دیں..... یہی وجہ ہے کہ ان کے زیر اثر علما دیوبند نے تقریباً
۸۰ فی صد قیام پاکستان کی مخالفت کی۔

تحریک پاکستان اور نیشنلسٹ علماء (۲۲)



بہتر جمعیت العلماء ہزاروی گروپ کی ضرورت نہیں رہی۔
اس گروپ کے علماء پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔
ہم جمعیت العلماء ہزاروی گروپ کی سرپرستی کرتے رہے ہیں کیونکہ اس وقت ایک سیاسی ضرورت
کا اتفاق تھا کہ ہم ان علماء کو مستمال کریں۔

(خبرندائے ملت، ۲۲ اگست، ماخوذ از چٹان ۳۱ اگست ۱۹۷۷ء)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

میرزا نواز خان صاحب مولانا غلیل اشرف صاحب رضوی کی تصنیف لطیف "سرمیری" کا اردو اس کے بعض باب تفصیل طور پر پڑھنے کا اتفاق حاصل ہوا۔ مولانا موصوف جو ہماری ملت کی بڑی سرمایہ ہیں، اور تقریبی عہد پر مسکاب اہلسنت کی جو خدمات انجام دے رہے ہیں، وہ انتہائی ہونے کے ساتھ معاضدین کے ایوانوں میں زلزلہ طاری کئے ہوئے ہیں۔

اپنے جس محنت اور تیاری کے ساتھ اتنا قیمتی مواد ایک خاص ترتیب سے مرتب کیا ہے۔ ایک لفظ پڑھنے کے بعد دل سے دعا نکلتی ہے کہ

ع۔ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ

ہمارے بھائی مولانا قاری محمد کے لئے ایک بہت بڑا قیمتی اثاثہ ہے۔ اور اس کا اندازہ ہر شخص کو کتاب کے بعد ہوگا۔ مولانا نے من الغیب کے گھر کے بھیدی افراد کے حوالوں سے اُن دین فروشوں کے بارے میں تعجب کیا ہے۔ جنہیں تاریخ میں نیشہ سلسلہ علماء کے برص زدہ نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس نے چند محلوں کے عوض اپنے ایمان اور ضمیر کی دولت کو انگریز اور ہندو کے ہاتھ بیچ دیا۔ مولانا کی یہ کاوش مطلق حد حسین و تبریک ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے حبیب پاک کو اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں اپنی اہم عظیم مظلوم فرمائے۔

ع۔ ایں دعا از من و جملہ جہاں آئیں آباد

نقطہ غرض

دکھ محمد اکبر خاں سیالوی اُترار

جنرل جیکر ڈی جمعیت علماء پاکستان

صوبہ پنجاب

حضرت سیدنا الشاہ محدث اعظم محمد اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ
صدر استقبالیہ آل انڈیا سنی کانفرنس نے فرمایا:

وہ کسی تعلیم ہے جو پاکستان کے تصور سے کانپ اٹھے۔ اور پاکستان میں جو زندگی حال نظر آئے۔ اسلامی تلوار کی آزادی میں اپنی موت معلوم ہو۔ کیا سنیوں کی زندگی مسلمانوں کی اسلامی غیرت اس قومی و دینی جرم کو برداشت کر سکتی ہے؟
(خطبہ صدارت آل انڈیا سنی کانفرنس ص ۱۵)



ہماری آرزو ہے کہ اسی وقت ہماری زمین پاکستان ہو جائے آل انڈیا سنی کانفرنس پاکستان کے خلاف زبان کھولنے اور قلم چلانے سے پہلے یہ سوچ لینا چاہیے کہ دوا و شرک کیا منہ لے کر جاؤ گے۔ پاکستان میں اس مجرم کو نہ بخشا جائے گا جو کلمہ پڑھ کر اپنے سنی کہہ کر اسلامی اقتدار کے تصور سے چڑھتا ہو۔

(خطبہ صدارت بنارس سنی کانفرنس ص ۲۵)



پیش نظر

حاملہ فصلیہ، دہشتم ایک دن ملتان کے ایک کتب خانہ میں بیٹھا تھا کہ ایک شخص نے مولائے زمانہ کا بیچ دھماکہ ہاتھ میں تھماتے ہوئے پوچھا کہ آپ کی طرف سے اس کی کوئی حوا ہے دہشتم نے اسے پرہیزی سرسری نظر سے دیکھ کر عرض کی کہ جس نے بھی علماء اہلسنت بالخصوص مجدد امام احمد رضا خاں بریلوی رضی اللہ عنہ کی تصانیف جلیلہ کا مطالعہ کیا اور مسک اہلسنت کا صحیح طور پر جائزہ لیا وہ دھماکہ ایسی ذلیل حرکتوں پر کبھی مجیدگی سے کان نہیں دھرے گا۔ کیونکہ اب دیوبندی مولویوں کی اس قدر روشن ہوشیاری ہے کہ یہ مطابق الکذب تہذیبی ان کا شاندار نادر جمع بھی جھوٹ نظر آتا ہے تو میرزا قاسم صاحب مطالعہ انسان پر اظہارِ حق الشمس ہو چکا ہے کہ اہلسنت کے خلاف دیوبندی مولوی کچھ نہ بول سکتے ہیں یا لکھتے رہیں گے وہ ان کی جہالت یا تعصب ہی کا نتیجہ ہے اور اہلسنت دھماکہ کا مصنف لکھتا ہے کہ "مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی آنحضرت صلی اللہ علیہ کی ذات گرامی کے لئے جل و علا کا لفظ استعمال کرتے ہیں حالانکہ یہ لفظ اسم باری تعالیٰ کیساتھ استعمال ہوتا ہے دہشتم کہتا ہے کہ اس سے بڑھ کر دھماکہ کے مصنف عینہ کی جہالت اور تعصب کا اور کیا ثبوت ہے کہ آنحضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر میں جو کثر اس طرح ہوتا ہے "خدا رسول جل و علا و صلی اللہ علیہ وسلم" اس کو بھی وہ نہیں سمجھ سکا اور جہالت کی بنا پر اس پر بھی اعتراض جڑ دیا۔ حالانکہ اگر وہ اہل علم ہوتا تو اسے ہر جگہ کہ آنحضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ایسی تحریر بنا برلف و نشر مرتب ہے کہ علی و علا کا تعلق اسم الہی ہے اور صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق اسم رسالت ہے۔

پھر دیوبندیوں کے تعصب کا عالم یہ ہے کہ دھماکہ میں آنحضرت رحمۃ اللہ علیہ کی اس وصیت پر اعتراض قہو پ رہے ہیں کہ "میرادین و نہرب جویری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قائم

ات نظر انداز فرمائیے کہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی جب تک یہ عہد تہذیبیہ نہ آیا جائے گا بیعت نہیں فرماتے تھے۔ ملاحظہ ہو۔

ابنی کا خط آیا۔ اس میں لکھا ہے کہ میں بیعت ہونا چاہتی ہوں (دلی ان قال)۔ جواب میں لکھا کہ بیعتی زیور کے مسائل پر اور قصد السبیل کے دغائے دیہات پر اور میرے مواظف کے اس شرط پر بیعت کرتا ہوں۔

(اقاضات دیوبند حصہ اول ص ۲۵ طبع لاہور)

ام! انصاف سے کام لیں اور سوچیں کہ مصنف دھماکہ آنحضرت رضی اللہ عنہ کی جس وصیت پر اہلسنت اس میں اور تھانوی جی کی اس شرط میں کیا فرق ہے۔ بلکہ غور فرمائیں تو آنحضرت رضی اللہ عنہ نے نہایت خوفِ خدا اور فکرِ آخرت کے علاوہ قی و نہیبی ہمدردی پر بھی مبنی ہے۔ مگر اہلسنت اور وہ بھی عورت سے کہ ان کی بہشتی زیور کے مسائل پر عمل کریں تو اس شرط پر بیعت ہوا کرتا ہے قابلِ غور بلکہ مضحکہ خیز ہے۔ کیونکہ بہشتی زیور نہ صرف مسائل شرعیہ کی کتاب ہے بلکہ شاملِ ستر سے کم نہیں اس میں زنانہ و مردانہ آلات کو تنگ و طویل کر کے نفوس کا جو وہ جہاں دیوبندیوں کے ایک فکار مجدد کے ذوقِ شریف کا ترجمان ہے وہاں اہلسنت باہمتِ فخر و مباہات نہیں بلکہ موجبِ ننگ و عار بھی ہے۔ بشرطیکہ اس امت میں مسلم دنیا کی کوئی چیز موجود ہو۔

تاریخ کو یقین دلاتے ہیں کہ دیوبندی مولوی دراصل اپنے اکابرین یعنی اولیاء دیوبند کے ذمے داران سے علوم کی توجہ ہٹانے کے لئے ایسے دھماکے کر رہے ہیں جیسے حال اپنے یوگنڈا کے ایک ہوائی اڈے سے اپنے یہ غالیوں کو روکا کرنے کے لئے پہلے مارے کر کے غلیوں کی توجہ شاہی پھر یکدم ہوائی اڈہ پر حملہ کر کے یہ غالیوں کو لے بھاگا۔ ان کا یہی حال ہے۔

مندی مولوی اب جو کچھ کہتے پھر یہ کہتے پھر یہ آپ ان کے گرو گمشدہ الی جناب

تھانوی صاحب کی کُنیں فرماتے ہیں۔

”ہم بریلویوں کو اہل ہوا کہتے ہیں اہل ہوا کا فر نہیں“

(تخص الاکابر لمنوطات تھانوی ص ۹۹/۱۰۰)

سینئر یہ بھی سنیں۔ انہوں نے ایک شخص کی دعوتِ صلح کے جواب میں فرمایا:

”ہماری طرف سے کوئی جنگ نہیں وہ (بریلوی) نماز پڑھاتے ہیں ہم پڑھ لیتے ہیں

ہم پڑھاتے ہیں وہ نہیں پڑھتے تو ان کو (صلح پر) آمادہ کرو۔

(افاضات یومیہ ص ۵ ص ۲۲۰)

اس میں امت دیوبندی کے مجدد کا فیصلہ قارئین نے ملاحظہ کیا کہ وہ علمائے اہلسنت کہ

کہتے مسلمان سمجھتے ہیں اور ان کے پیچھے نمازیں پڑھ لیتے ہیں مگر اسے یہی شکوہ ہے کہ علمائے

ان دیوبندیوں کے پیچھے نمازیں نہیں پڑھتے۔

قارئین سے درخواست ہے کہ وہ دھماکہ ایسی ذلیل حرکتوں کے مرتکب اور تعصب

کو مشرک و کافر قرار دینے والے دیوبندیوں سے پوچھیں کہ جب آپ لوگ بریلوی علماء کی تائید

اور بزمِ غولیشِ شرکیہ عبارات کی نشاندہی کرتے پھر رہے ہیں تو آپ کے بزرگ تھانوی

انہیں (بریلوی علماء) کو کیوں کہ کافر نہ کہا بلکہ اس کے برعکس انہیں مسلمان سمجھ کر ان کے پیچھے

رہے۔ اگر واقعی بریلوی علماء جیسا کہ اب آپ لوگوں کو سمجھی ہے کافر و مشرک تھے تو آپ کے

نے انہیں کیوں مسلمان قرار دیا؟ تو جو میسر مابین علماء دیوبند و بریلوی مشرک کہ جو شخص کسی کافر و مشرک

کہے اور اس کے پیچھے نمازیں رواد رکھے، اس کا کیا حکم ہے؟

اس لحاظ سے یا تو تھانوی جی کافر ہوتے ہیں کہ مشرکوں اور کافروں کو کافر و مشرک

کی بجائے انہیں مسلمان کہتے اور ان کے پیچھے نمازیں پڑھتے رہے یا دھماکہ ایسے ذلیل حرکتوں

اہلسنت کو مشرک قرار دینے والے دیوبندی کافر ٹھہرتے ہیں کہ مسلمانوں کو کافر کہنا بھی تو

مبتلا ہونا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے فقد باءبہ احدہما فاعتبروا یا ادلی

ای لشد کہ دھماکہ کا ایک عظیم ردِ قہر خداوندی کے نام سے دیوبندیوں پر نازل ہوا۔ جسے

مولانا صاحب نے تالیف فرمایا خدا تعالیٰ انہیں بہترین جزا دے اور

من خاص جناب مولانا الحافظ نعمتی علیہ صاحبِ زید کریم مالکِ مکتبہ فریدیہ ساہیوال

پہنچاپ کر عوامِ اہلسنت کے لئے قابلِ فخر کارنامہ انجام دیا۔

اب دھماکہ کے جواب میں امت دیوبندی کے گستاخ منہ پر حسنِ اہلسنت (نبی و صدر الشریعہ

بارئیت) مولانا العلامہ خلیل اشرف صاحبِ ڈوگر بونگہ نے یہ ایک

سید فرمایا ہے اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے اور اس کی طباعت کا اہتمام منہ مار

حافظ صاحب زید محمد نے اہلسنت کا فخر سے سراپا کر دیا ہے۔ یہ طمانچہ محمد ثانی ایک ایسا

جس نے پوری امت دیوبندیہ کا منہ ایسا کالا کر کے رکھ دیا ہے کہ اب کسی بھی امت

یہ اس پر اب کوئی مصنوعی سُرخ نہیں چڑھا سکے گی۔

نقطہ

حمت رح دُعا

مفت محمد سرور قادری

(ایم اے اسلامک لار جامعہ اسلامیہ بہاولپور)

مہتمم جامعہ غوثیہ رضویہ لیڈی پارک

اداکارہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ
(قرآن مجید)

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جہاد کر کافروں اور منافقوں سے اور ان پر
شدت و سختی کر۔

و دشمن احمد پر شدت کیجئے
معدوں کی کیا مروت کیجئے
(اعظم حضرت)

○

أَكْرِهُونَ عَنْ ذِكْرِ الْفَاجِرِ مَتَى لَعَرَفَهُ النَّاسُ
أَذْكُرُ الْفَاجِرَ حَتَّى يَمُوتَ فِيهِ - يَحْذَرُ النَّاسُ دَعِيَّةَ بَاكِ بَنِي
کیا فاجر کو برا کہنے سے پرہیز کرتے ہو۔ لوگ اُسے کب پہچانیں گے۔
فاجر کی بُرائیاں بیان کرو کہ لوگ اُن سے بچیں۔

○

فقہ عقیدہ شریعت عمل سے بدرجہا بدتر ہے۔ (امام اہلسنت اعظم حضرت)

○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّيْ عَلَى رَسُوْلِكَ الْكَرِیْمِ

اے خداوند پہلے حضرت علامہ ارشد القادری زید مجدہ العالی کی ایک قابل قدر تعریف "زلزلہ"
اور ان میں جس کی ٹانگی کا اندازہ صرف اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ جناب عامر عثمانی جو
اصلاً و نسباً دیوبندی بھی ہیں اور جماعت اسلامی سے متعلق بھی۔ اپنے ماہنامہ شعبی دیوبند
۱۱ کے شمارے میں رقم طراز ہیں:

اس کتاب کے فاضل مصنف (علامہ ارشد القادری) بریلوی مکتبہ فکر سے تعلق
رکھتے ہیں میں یہ کہتے ہوئے غرض محسوس ہوتی ہے کہ ان کا انداز تحریر عام بریلوی ابواب
سے الگ ہے اور ان کے کلام میں معنویت کا عنصر بڑی مقدار میں پایا جاتا ہے
اب "زلزلہ" و مشابہتی حقائق اور ناقابل تردید شواہد پر مبنی ہے۔

مذہب نے ایسا نہیں کیا کہ ادھر ادھر سے چھوٹے بڑے فقرے لیکر ان سے مطالب
ہے کہ میں جگہ پوری پوری عبارتیں نقل کی ہیں اور اپنی طرف سے ہرگز کوئی معنی
ہا نہیں کئے ہیں دفاع کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کوئی بڑے سے بڑا منطقی
علامہ الدہلوی بھی ان اعتراضات کو دفع نہیں کر سکتا اور حق یہی ہے کہ متعدد
ساتھ دیوبند پر ترقی پسندی کا جو الزام اس کتاب میں ریل و مشہارت کے ساتھ
ماہ کیا گیا ہے وہ اٹل ہے۔ یہ دیوبندی لٹریچر کی خامی مشہور کتابیں ہیں۔ (ارواح ثلاثہ -
ذکرہ الرشید۔ سوانح قاسمی۔ اشرف السوانح وغیرہ۔)

زلزلہ ہی سے منکشف ہوا کہ ان میں کیسے کیسے غوبے اور کسی کسی ان کہنیاں
مذہب ہیں۔ استغفر اللہ ثم استغفر اللہ۔ واقعہ یہ ہے کہ فحش ناول بھی اپنے تاریں کو

اتنا نقصان نہیں پہنچا سکتے جتنا ان کتابوں نے پہنچایا ہوگا..... مصنف بار بار یہ پوچھتے ہیں کہ اس تضاد کا جواب کیا ہوگا۔ انصاف تو یہ ہے کہ اس کا جواب مولانا منظور نعمانی۔ یا مولانا محمد طیب صاحب کو دینا چاہیئے.... مگر وہ کبھی نہ دیں گے کیونکہ جو اعتراض ایک ناقابل تردید صداقت کی حیثیت رکھتا ہے اس کا جواب دیا بھی کیا جا سکتا ہے..... اسی لئے ردنا صرف ان مریدانِ باصفا کا نہیں جو غیر عالم ہیں بلکہ اس وادی میں تو اچھے اچھے علامہ "روشن فکر" حضرات بھی ایک ہی رنگ میں رنگے نظر آتے ہیں۔ ماشاء اللہ یہ سب لائقِ فائق علمائے شریعت ہیں اور دوسروں کے انکار و عقائد پر اعتراضات کی بوجھا کر نے میں ان کی اہلیت نشین گن سے کم نہیں..... اس مکتب کا کم و بیش ہر عالم پہلے دن سے اس خوش فہمی میں مبتلا ہے کہ اگر کسی نے قرآن کو پوری طرح سمجھا ہے تو وہ ہمارے فلاں شیخ التفسیر ہیں۔ اگر علمِ الحدیث کی تہہ تک کوئی پہنچا ہے تو وہ ہمارے فلاں شیخ الحدیث ہیں۔ اور اگر ولایتِ دہوت پر اور طریقت و تصوف کے اسرار و معارف پر کسی نے عبور حاصل کیا ہے تو وہ ہمارے فلاں شیخِ روح ہیں۔ اس خوش فہمی کے ساتھ ساتھ ان کا پختہ خیال ہے کہ ان کا ہر بزرگ زہد و تقویٰ کے علاوہ عقل و دانش میں بھی بقرطوبہ وار سطو سے کسی طرح ہرگز کم نہیں..... یہ کتاب "زلزلہ" جو نقدِ جواب طلب کر رہی ہے اس سے عہدہ برآ ہونے کی صورت آخر کیا ہوگی؟ اپنی کسی غلطی کو تسلیم کرنا تو ہمارے آج کے بزرگانِ دیوبند نے سیکھا ہی نہیں انہوں نے یہ سیکھا ہے کہ اپنی کبے جاؤ کسی کی مت صحو۔

راہنما رحلی دیوبند دیکھو ۱۲

مدعی لاکھ پہ بھاری سب گواہی تری

(دراستے اس کے جواب میں دھماکہ نامی کتاب دیکھنے میں آئی ہے جسے رنگم کے کئی محمول شخص نے کھلا ہے۔ خیال تھا کہ زلزلہ جیسی عمدہ اور دلنشین و براہین سے لبریز شمسہ و شمسہ

اس مکتب کی کتاب کوئی معیاری کتاب ہوگی۔ گردھما کہ سننے اور دیکھنے کے بعد محنت مانوس

بلبل فقط آواز ہے طاقوس فقط رنگ

افتر بہتان و فتنہ انگیزی کا تو مار بندھا ہوا ہے۔ دلائل و براہین کا کہیں دور دور

(۱)۔

اس کا جواب تو وہ انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک نہ دے سکیں گے۔

دراستی صفحات پر مبنی "دھماکہ" سراسر داس باغی اور بوکھلاہٹ کا نتیجہ معلوم

مر زبان تو الامان والحفیظ۔ بقول جناب شورش

وقت یہ ہے کہ ہزاروں گروپ کے نمائندے فی صلیب اب کال دیئے

ان ہی نہیں سنا سکتے۔ (چٹان ۲۰ جولائی ۱۹۷۷ء ص ۷)

میں ماحظہ فرمائیں۔

انفرنس میں جب غلام غوث تقریر کرنے آئے

تو بساختہ فرمایا "شریف مقرر چلے گئے۔ میں پا جامے آتا رہوں....."

اس دیدوں کا

اظہار تھی کہ ہر شخص پریشان نکلا۔ سبیل الفاظیں دشتام کا طوفان نکلا

شورش (چٹان ۶ جولائی ۱۹۷۷ء ص ۷)

"مولانا بنوری حکم دیں تو ہم بتائیں کہ وہ کیا زبان استعمال کرتے ہیں۔ ایسی زبان کہ

یہ زبان ان لوگوں سے بھی نہیں سنی جو روزِ بخ کا ایندھن ہیں اور اگر غلام غوث حق

ہیں تو ہمیں اپنے جہنی ہونے پر فخر ہے۔ ہم ایسے گنہگار ان کے ساتھ بہشت میں رہنے

وہ ملے نہیں کر سکتے۔ اور اگر اسلام وہ ہے جو جمعیت کے آخری اجلاس میں حضرت

ہا اور ان کے ارشد تلامذہ نے پیش کیا تو اللہ ہمیں ان کے اسلام سے محروم

رہے۔ آمین ثم آمین" (چٹان ۶ جولائی ۱۹۷۷ء ص ۷)

اور میں سوچ رہا ہوں کہ تہذیب محمدی سکھانے والے یہ تقدس تاب لوگ اور ننگی ذ
اعتبار سے اتنی پست ہو چکے ہیں کہ معیار شرافت ان کے نزدیک کوئی معنی ہی نہیں رکھتا۔
جناب دھماکرہ جن کے نام و نسب کا کوئی پتہ نہیں چلتا (اپنی کتاب ”دھماکرہ“ کے منہ
لکھتے ہیں: ”ساس کی شلوار پر شہوت سے ہاتھ لگانے میں غیر کا دعویٰ بشرطیکہ گرمی نہ
مسلمانوں کے کسی خسرنے اور کسی مسلک نے اجازت نہیں دی کہ وہ اس طرح برقع
کی شلوار پر شہوت سے ہاتھ لگا سکتا ہے۔

ایسے ناجائز کام کے متعلق غیر ہونے کا دعویٰ قرآن و حدیث پر ظلم اور فتنہ اسلام پر او
مولانا احمد رضا خاں کی کتاب احکام شریعت میں یہ کار غیر مباح صورت مرقوم ہے۔
مذکورہ بالا شریفانہ تمہید جناب دھماکرہ کی ہے اس اصل مسئلہ دیکھئے:

معرض سے بد معمولی جھینٹ جس کے پاگل سے عورتوں کے ہوتے ہیں خوشداس کا
پاجار ایسی جھینٹ کا ہو اس پر اس کے جسم کو ہاتھ شہوت سے ٹکائے تو کیا حکم ہے؟
(ارشاد: ”اگر ایسا کپڑا ہے کہ جس سے حرارت جسم کی نہ معلوم ہو تو خیر اور
حرمیت مصاہرت ثابت ہو جائے گی“ احکام شریعت جلد دوم
”از دھماکرہ ص ۵۷“

دیکھا آپ نے؟ یہ اس دیس کے بھول باسی نے وہاں کی کنواریاں بے نام و نسب بھرا
جنتی ہیں کس قدر ظالمانہ رویہ اختیار کیا ہے اور کتنی وحشتی سے ایک جیل القندستی کی عظمت
کرنے کی کوشش کی ہے۔ ایک نازک فقہی مسئلہ کو کتنے بدترین طریقہ سے سماتنے لانے کی
کے اور بریلوی ساس کی شلوار پر شہوت سے ہاتھ لگانے کا ریمارکس کتنے گھناؤنے اور
علائے دیوبند اور نو بہالان نجد اپنی اس فخریہ پیش کش ”دھماکرہ“ پر بغلیں نہ بھر
ط آگے آگے دیکھتے ہوئے کیا؟

تاریخ: آپ نے یہ مثال تو سنی ہوگی ”جیسا منہ ویسا طمانچہ“ بس یہ ویسا ہی ا

اور اس کے باوجود کہ یہ طمانچہ مزاج پارکے مطابق ہوگا۔ آپ اسے دلائل و براہین حقائق
مالی نہیں پائیں گے۔ ہم اس کتاب کے ایک ایک حوالے کی پوری پوری ذمہ داری قبول
اور پھر ہم نے ان کی عبادت کی کوئی تاویل بھی نہیں کی ہے نہ ہی اپنی طرف سے کوئی
کئے ہیں۔

اس اگر ہماری کوئی خطا ہوگی تو صرف یہ کہ ہم نے ان کے فریب کار خشک و بوس
دہل و فریب کی تاریک نقایں نوچ لی ہیں۔

دھماکرہ کی پیداوار اس زمانے دارطمانچہ کے سلسلے نہیں ٹک سکتی۔

تمہارے محاسب تمہارا تعاقب

یہ ممکن نہیں چھوڑ دیں۔ رہنماؤ

امت یہ ہے کہ سب کچھ سوچنے سمجھنے اور لکھنے کے باوجود بھی میں سوچ رہا ہوں کہ
کچھ مجھے نہ لکھنا پڑتا اور اب نہ جانے کتنی پگڑیاں اچھلیں گی اور نہ جانے کتنے دامن
کے..... لے کاش! چند لوگوں کے ذوق نقد انگیزی یہ گل نہ کھلاتے۔ اور دھماکرہ
دل صفا ہتھیں مجھے اس بات پر مجبور نہ کرتیں تو شاید بات یہاں تک نہ پہنچتی۔

اختلاف کی تو اختلاف فی نفسہ اتنی بُری چیز نہیں اس سے تو ہزاروں گریں کھل
یہ کام ہر رخ واضح ہو جاتا ہے۔ بسا اوقات بکھری ہوئی کڑیاں بڑبڑاتی ہیں بشرطیکہ
حق و انصاف پر مبنی ہوں۔ ان کی بنیادیں ہٹ دھرمی اور دجل و فریب پر نہ دگی گی ہوں۔
اشد القادری نے اپنی کتاب ”زلزلہ“ میں جس عالی ظرفی اور فراخ دلی کا ثبوت دیا ہے
قابل ستائش ہیں مگر کیا دھماکرہ جیسے لوگ بھی اس قابل تھے کہ ان سے شرافت کی
بات کی جلتے۔ ہرگز نہیں۔ بقول جناب شورش

”لیکن شرافت کمینوں کے لئے نہیں شریفوں کے لئے ہوتی ہے کسی سے سووروں

میں بھی کہیں موتیوں کا ہار ڈالا“ (چٹان ۳۱ اگست ۱۹۷۷ء ص ۲)

یاد رہے کہ جناب شورش کا یہ بقولہ کسی اور کے لئے نہیں واقعہ انھیں کے لئے ہے
کے لئے حوالہ مذکور نکال لیں اور پھر جناب عامر عثمانی دیوبندی نے کتنی ہی بات کہی
”ہمارے علماء دیوبند کا یہ حال ہے کہ اپنی کہے جاؤ کسی کی مت سنو۔ انشاء اللہ
اس کتاب کے ساتھ ہی ان کا سلوک اس سے مختلف نہ ہوگا۔“

بالآخر وہی ہوا جس کا خدشہ جناب عامر عثمانی نے اپنے تجربہ کی بنا پر ظاہر کیا تھا۔ چاہے
کہ جناب دھماکہ ”زلزلہ“ میں پیش کردہ اعتراضات کے جوابات دیتے۔ اپنے عقائد و نظریات
وضاحت فرماتے۔ مگر ان اعتراضات کو چھواٹک نہیں۔ البتہ کذب و افتراء کے انبار ضرور
گئے ہیں۔ اور ان کی اس قبیح فطرت سے ہمیں نہیں ان کے اپنے بھی نکالنا ہیں

○ ”اور شرعی محاذ پر جمیعت العلماء ہزاروی جھوٹ بولنے میں کھٹکتے روزگار سے
ان سے بڑا کذاب ماور گیتی نے پیدا ہی نہیں کیا۔ کیونکہ دہریہ ہیں۔ وہ کسی اخلاقی
قدر پر یقین نہیں رکھتے۔ وہ جھوٹ بھج بھج کر بولتے ہیں لیکن جمیعت العلماء ہزاروی
کے مطوعے لعنة اللہ علی الکاذبین کی آیت ربانی کے علی الرغم جھوٹ
بولتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ان کے جیسے اللہ تعالیٰ نے مسخ کر دئے ہیں۔“

دچان ۲۰ جولائی ۱۹۷۷ء

اور جب جناب شورش کو جو کبھی ان کے مجاہد اعظم اور سیف اللہ (المسکول)
انہوں نے ستایا تو کہنے لگے۔

○ ”ابھی پچھلے سال ہی ہماری رہائی پر جس امام احمد احن مغل اور امام ماکٹ
رحمہم اللہ تعالیٰ کی روایت کا علم ہوا کہ رہے تھے۔ اور ایک سو پانچوے بیس سال
پیش کے تھے“ دچان ۳۱ اگست ۱۹۷۷ء

اور پھر یوں رہے کہ بھرے بازار میں تنکا کر دیا۔ ملاحظہ فرمائیے:
”لیکن انھیں (اشتریکوں کو) جمیعت العلماء ہزاروی ہاتھ آگئی جس کے بیشتر

پہلے اسلام کے نام پر پاکستان کے مخالف اور متحدہ قومیت کے حامی تھے
اسلام کے ترجمان کو کھلا کر سوشلزم کے بالواسطہ حامی اور بایاں بازوں کے پورا دل
حقیقت یہ ہے کہ غلام غوث اسلام کا میر جعفر اور مفتی محمود اسلام کا میر صادق ہے
تو آپ کو معلوم ہی ہوگا کہ جعفرانہ بنگال صادق از دکن بنگال ملت ننگ دریں
کے وطن“ (دچان ۱۷ اگست ۱۹۷۷ء ص ۳)

وارثان منبر و محراب سے کیسے کہوں
آدمی کو صاحب کردار ہونا چاہیے (شورش)

ان کا بددیانتی مدیر۔

ماہنامہ الرشید ساہیوال کے مدیر معاون قریشی صاحب جنہوں نے دھماکا کا ابتداء
پہلے ہی مرحلے میں ننگے ہو گئے ہیں۔ شاید آپ کے مولانا شرف علی صاحب تقاوی نے
تجسس کے لئے فرمایا ہو۔

○ ”ترتیب و اصلاح کا کام بڑا ہی نازک ہے اس میں بڑے ماہر فن کی ضرورت ہے
طبع کا دلی ہونا، بزرگ ہونا، قطب ہونا، غوث ہونا ضروری نہیں ماہر فن ہونا ضروری ہے
طبع کا متقی، پرہیزگار، زاہد، عابد ہونا بھی ضروری نہیں لیکن ماہر فن ہونا۔“

دانا ضات الیوم جلد ہشتم جز اول ص ۵۷

مرے لفظوں میں فریب کار، مکار، دیا کار ہونا ضروری ہے کیوں جناب قریشی فرمائیے
”صاحب علم، اخلاقی قدروں کا محافظ، ایماندار و دانتدار ہونا ضروری نہیں بلکہ فنکار ہونا
! بڑا ایک سے ایک اعلیٰ جھوٹ کو یادش بخیر لکھ کر پیچ کر دکھائے۔ آئیے میں آپ
آپ نے یادش بخیر ماکر کتنا بڑا جھوٹ بولا ہے۔“

”جب پاکستان کے مسلمان ساریں برت کے خلاف نبرد آزما تھے۔ اور
ن قوم ابتلا و آزمائش کے دور سے گذر رہی تھی یادش بخیر جناب الشاہ احمد نوانی

صاحب تبلیغ اسلام کے لئے بیرون ملک تشریف لے گئے ان کے ساتھ ایک خان صاحب بھی تھے جنہوں نے انگلستان میں ایسی مسموم اور فرتہ دارانہ تقریریں کیں جس سے دھماکہ گذارش احوال واقف کیوں جناب قریشی؟ آپ نے سوچا کہ آپ کے اس کذب و افتراء کے کتنے دردناک مرتب ہو سکتے ہیں مگر نہیں۔ بددیانتہ لوگ ایسی شریفانہ باتیں نہیں سوچا کرتے۔ کردار کشی ان کا ہے۔ اور جھوٹ ان کی فطرت ہے۔ اس میں قریشی صاحب کا تصور نہیں بلکہ اس عصبیت کا اثر انہیں ان کے پرکھوں سے دلالتاً منتقل ہوتی رہتی ہے۔

تھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو :

میں آپ کو یاد دلا دوں کہ یکم ستمبر ۱۹۶۲ء کو شاہی مسجد لاہور میں وہ تاریخی اجتماع ہوا تھا پاکستان بھر کے منتخب افراد شامل ہوئے تھے جس میں آپ کے مقدس فتنہ بالوں اور جماعت کے صالح چوتوں نے اسلامیان پاکستان سے جی بھر کر وادلی تھی۔ اور وقت کے اس عظیم الشان اجلاس کو دہم برہم کر دیا تھا۔ یہ تخریبی کاروائی ان شرعی ٹیکیداردن کی طرف سے ہوئی تھی جو اپنے کو کافر و مشرک اور جاہلیت کی پیداوار سمجھتے ہیں۔

اور یہ بھی آپ کو یاد دلا دوں کہ اُس عظیم اجلاس میں جمعیت علمائے پاکستان کے آٹھ نے خطاب فرمایا تھا جس میں مبلغ اسلام حضرت شاہ احمد صاحب نورانی مجاہد ملت حضرت مولانا خان صاحب نیازی، حضرت مکرم شیخ الحدیث علامہ عبدالصغی صاحب الانزہری صر فہرست جبکہ یہ قرار پایا تھا کہ ہر جماعت سے صرف دو مقرر خطاب کریں گے۔ مگر جب جمعیت علمائے کے مقدس شہزادوں نے جناب مولانا مودودی صاحب کی تقریر نہ ہونے دی تو جواب میں ہمارے کے شہزادوں نے بھی مفتی محمود صاحب کی تقریر کی ویرہ مار دی۔

اور یہ بھی یاد دلا دوں کہ وہ ۷ ستمبر کی شب تھی جب مرزا یحیٰی کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا اس سے پہلے جب مرزا یحیٰی کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی شکر یک پیش کی گئی تو ۲۹ افراد کے دستخط

شاہ احمد نورانی نے پیش کی تھی جس پر غلام غوث ہزاروی اور مولوی عبدالکیم نے دستخط کیے۔

یہی یاد دلا دوں کہ جب کوثر نیازی نے پوری قومی اسمبلی میں یہ چیلنج کیا تھا کہ تم میں سے کون کی ایسی تعریف پیش کرے جو سب کے لئے قابل قبول ہو تو وہ چیلنج قبول کرنے والے شاہ احمد نورانی ہی تھے اور اسلام کی صحیح تعریف کھنے والے حضرت شیخ الحدیث علامہ الانزہری ایم این اے تھے۔ اور اس کا انگلش ترجمہ حضرت کرم پرندیسرٹا فریڈلوف نے

یہی یاد دلا دوں کہ آپ لوگوں نے صرف ختم نبوت کا چندہ کمایا تھا اور کچھ نہیں کیا تھا۔ اب شورش رکھتے ہیں :

(جمعیت کے موجودہ رہنماؤں کا حال دوسرا ہے انہوں نے گزشتہ چوبیس برس لچو کیا تو فقط یہ کہ اپنے بزرگوں کا نام بیجا اور ان کی سامراج دشمنی کی روایات کے بل پر انبیاءت چمکانی ۱۹۹۲ء کے ایوانی دستور میں دوسری ترمیم کے موقع پر شہور ہوا تھا کہ حق مود نے ترمیم کے حق میں ووٹ ڈالنے کے بدلے ایوب خان سے دو لاکھ چہرہ ہی کن کر لے تھے مگر یہ دوسری بے ایمانی کا تھا جس میں کوئی کس سے حساب نہ لے تھا۔)

یہ بھی یاد دلا دوں کہ فراتے وقت لاہور۔ جنگ کراچی کی اطلاع کے مطابق مبلغین اسلام کا یہ ہر سالہ کوچ کے لئے روانہ ہوتا ہے۔ پھر اس کے بعد دوسرے نالک کا دورہ ہوتا ہے پھر فراتیے جناب قریشی! کہ جب پاکستانی قوم ابتدائی دور سے گزر رہی تھی تو حضرت رانی اور ایک خان صاحب کہاں تھے؟

یہ یہ سچ نہیں کہ دروغ گو را حافظہ نباشد۔ اور اس سے بھی زیادہ سچ یہ ہے کہ

لَعْنَةُ اَنْدَرُ عَلَى اَنْكَلِزِیْنِ (جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ہے) اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ وہ منافق ہے کہ جب بولتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے۔

اور پھر آپ نے مولانا عبد الستار خان صاحب نیازی کا نام بڑی حقارت سے لیا ہے خان صاحب ہی تھے۔ اب اس اتفاق کو کیا کہیے کہ جس نے پوری دنیا نے دلا بیت کو سہارا دیا، صاحب تھے اور جس نے کانگریسی بیوروں کا مقابلہ کیا اور اب بھی شیریں کی طرح دھاڑا خان ہی ہے۔ عہد گفتم میں کردار میں اللہ کی برہان

جرات مند، بے لوث و شیر فر کیا آپ اپنی پوری جماعت سے کوئی فرد بھی اس شاپا پیش کر سکتے ہیں؟ ذرا ۲۲ دسمبر ۱۹۷۱ء کا اداکار تو دیکھئے۔ اس مرد سپاہی کے متعلق جناب شامی کیا لکھتے ہیں

سفر آخرت پروردگار ہوئی والا۔ اور آخرت سنوارنے کے سفر پر جان و مال "نیازی صاحب دہنگ جاہد ہیں۔ ان کی بگڑی بھی تقدیر کی طرح لمبی ہے لیکن یہ خطرہ بے باکی بظاہر عمل بھی ہے۔ اس کی باتیں من کر دل میں جذبہ حریت بیدار ہوتا ہے۔

○ تحریک پاکستان کے سپاہی۔ اور پھر پاکستان کے سپاہی کی حیثیت سے وہ بڑے سے بڑے اور بہادری سے لڑ رہے ہیں۔

ذکر چھوڑ گیا ۱۹۵۳ء کی ختم نبوت تحریک کا اور پھر پھانسی کی سزا پانے کا کیا خوب ایک بار کسی نے پوچھا نیازی صاحب! آپ کی عمر کتنی ہے۔ جواب ملا سات دن اور آٹھ راتیں کی گھٹری میں گزاریں اور جن میں ہر لحظہ دھیان دہتا تھا کہ اب پھانسی ملی کہ اب ملی اور پھانسی خاتم النبیین کے ملازموں میں نام لکھا جائے گا یعنی ہو گیا جس پر عمر زندگانی ہے باقی سب شرمندگی "ہفت روزہ" کیا آپ بتا سکتے ہیں قریشی صاحب کہ کسی کی دیوبندی کو مسئلہ ختم نبوت میں پھانسی کی سزا ملی ہو؟

سینکڑوں راز و خفیہ ہیں میرے سینے میں

بات برٹھ جائے گی ادا جہ جانیے دو

علیل اشرف

الہامی سنت محمدی ملت اعلیٰ حضرت
الشاہ احمد رضا خاں
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

لاکھ حکیم سر سجدیپ ایک حکیم سر بکف

چونکہ دھماکہ میں کچھ صفات "مولانا احمد رضا خاں شریعتی کے کچھ ذاتی حالات" کے سے ہیں لکھے گئے۔ اس لئے فردی سمجھا گیا کہ عظمت کی حیات ہمارے پراختصار و روشنی کے لئے رہی بات "دھماکہ کے اعتراضات کے جوابات کی قودہ بہر صورت ملانچہ کی صورت ل ہو کر دیں گے۔

ہن کی اس سے زیادہ متم نظر یعنی ادا کیا ہوگی کہ وہ عظیم المرتبت شخصیت جو ماہ تاباں بن کر پورے انات کی لامحدود مسرتوں میں رشتہ بند و درخشندہ رہی جسے عرب و عجم نے خراج عقیدت کے ذریعہ قلم نے الحاد و بے دینی کے اُمتد سے ہونے طوفانوں کے رخ موڑ دیئے جس کی

دات آموزی نے برصغیر ہی نہیں پوری دنیا میں تہلکہ مچا دیا۔

انے لکھیے پناہ قابلیت اور وسعت علم کا سکھ عرب و عجم پر بٹھایا۔

ن نے کسی دجل و فریب 'ریا کاری و مکاری کا مکروہ لبادہ نہیں لٹھا۔

ن نے کسی کسی امیر وزیر راجہ و نواب کے آستانے پر جیسا ملی نہیں کی۔

ن نے کسی اعتماد امن کے نام پر منافقت و ریا کاری نہیں کی۔

ن نے کسی حکمرانوں 'فرمانرواؤں کی خوشنودی حاصل نہیں کی۔

- جس نے کبھی کسی دھوکہ باز فریب کار لیڈر کو اپنے دروازے پر پھنکنے نہیں دیا۔
○ جس نے کچاس سے زیادہ علوم و فنون پر ایک ہزار سے زیادہ کتابیں اور رسائل لکھے۔
○ جس کے بے پناہ سیل رواں کے آگے حرس و آزر کے بندہ ہاندھے جاسکے۔
○ جس کے قلم کی لٹکار نے کینہ پرور، تاریک سازشی سینوں کے جیتھڑے اڑا دیے۔
○ جس کا قلم کبھی منافقت و غرشاءد اور صلحت اندیشی کی غلافت سے آلودہ نہیں ہوا۔
○ جس نے کبھی مزاج خضر داں کے مطابق مسائل تبدیل نہیں کئے۔

○ جس نے کبھی فخر بھی کیا تو یہی کہا کہ

نہ اُس گلی کا گدا ہوں میں جس میں

مانگتے تاجدار پھرتے ہیں

ایسے واقع اور بلند انسان کو غلا و ناواہر و بیگنڈے کا ہدف بنا دیا گیا۔

اعلیٰ حضرت عبدالمصطفیٰ محمد احمد رضا رضی اللہ عنہ

اُس سپیکر صداقت، اُس وقار و منانیت، اُس عالم دین متین، اُس حامل علم و یقین کا
جسے وَعَلَّمْتَا دُیْنًا لِّدُنَا عَلِمَاکَ تَعْبِيرٌ اور اِنَّمَا یَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ
وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِفِی الْعِلْمِ کہ تفسیر کہیں تو بے جا نہ ہوگا۔

اعلیٰ حضرت اُس عاشقِ رسول کا نام ہے جس کی زندگی کا کوئی سانس، جس کی حیات کا کوئی
کے ہوش کا کوئی لمحہ عشقِ مصطفیٰ کی رعنائیوں سے خالی نہ تھا۔

اعلیٰ حضرت ۱۰ ذوال الحکمہ ۱۳۴۲ھ بمطابق ۲۴ جون ۱۹۵۴ء بروز ہفتہ ربیع الثانی شریف
پیدا ہوئے۔ جد امجد مولانا رضا علی خان صاحب نے آپ کو احمد رضا کہہ کر پکارا اور تاریخی نام
تجزیر ہوا۔ چار سال کی عمر میں قرآن مجید ختم فرمایا۔ اور پوسے چودہ سال لکڑی نہیں دستارِ نفیسا
سند فراغت حاصل فرمائی۔

اور پھر جب آپ نے ہوش سنبھالا تو بے صغیر کا ذرہ ذرہ فروپگھان تھا۔ فضا کی بیکراں،

کی بورچی ہوتی تھی۔ لہذا تکی کھیتیاں جل چکی تھیں۔ سرسبز و شاداب باغات ویران ہو چکے تھے۔
ادریاں اُجڑ چکی تھیں۔ ہرے جڑے گلستان جھلس گئے تھے۔ بقیہوں سے لبریز مہلات کھنڈرات
ہوتے تھے۔ لکھتے لکھتے پھول پامال کر دیے گئے تھے۔ دہشت و کشت کلیاں مسل دی گئی تھیں اور وہی
دولہا جلالِ آفریں قلندر اور اسلامیانِ ہند کے مرتد پر یونین جیک لہرا رہا تھا۔

دست کی بات ہے :

○ جبے حریت پسندوں کے دولہا انگریز شیرازہ نعرے عرضیوں کی ٹھوڑا آنکھوں میں جاسوئے تھے۔

○ جبے بہادر حیدر علی کے نامور بیٹے سلطان فتح علی ٹیپو کا آخری حصار ٹوٹ چکا تھا۔

○ جبے نواب مزاج الدولہ کے بیجاگ نعرے اور پر جوش قیادت دم توڑ چکی تھی۔

○ جبے مولانا فضل حق خیر آبادی علیہ الرحمہ کے نعرہ حق کی گونج ختم ہو رہی تھی۔

○ جبے ملت کے وقیع و شجاع سپاہی مولانا غنایت احمد کاکوروی اور مولانا سید احمد شاہ عوراسی
کے باجروت سرکائے جا چکے تھے۔

○ جبے حضرت عقیقہ نامہ دلف ثانی علیہ الرحمۃ کی جرأت آموزی لوگ بھولتے جا رہے تھے۔

○ جبے بخت خان کی پر جوش لٹکاروں کو غداریاں نگل چکی تھیں۔

○ جبے عاشقِ رسول مولانا کفایت علی کافی نعمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے ہوئے تختہ دار
کی زینت بن چکے تھے۔

○ جبے نا اُمید یوں کا سیلاب اُٹھ رہا تھا۔

○ جبے مایوسیوں کی گھاٹیوں چھا رہی تھیں

○ جبے نام نہاد مجاہدین کو لانے والے مولویوں کا ایک گروہ انگریزوں کی دستبردِ غنیمت اور

بدیسی سرکار کو رحمت اور ہندوؤں سے برادرانہ تعلقات کو راہِ نجات سمجھ رہا تھا۔

○ اسی دور کشمکش میں اعلیٰ حضرت امامِ اہلسنت زیورِ علم سے آراستہ ہوئے اور پھر حریت و

ادب کا ایک اور دولہا انگریز دور شروع ہو گیا۔ دجل و فریب کے پردے نوچ لئے گئے۔ مکاری و

عید کی تقاریر کچنچ لی گئیں۔ یہ وہ دور تھا۔

اللہ شریکوں تجھ سے
بے شک مشرک ناپاک ہیں

اللہ اور اس کے رسول زیادہ ہتھیار ہیں کہ ان کو راضی کر دے

مرد حق اور اس لٹکار کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ ہندو کی دولت انگریز کی سیاست اور کافر کی سولوں

شریعت نے اعلیٰ مرتبہ کے خلاف ایک متحدہ محاذ بنالیا اور پھر غلط پروپیگنڈوں سے اس

مردم فیت کو پامال کرنے کی ناپاک کوششیں کی گئیں۔

دسین دھامین ہنود رضا دہی کی اس متحدہ دینار کو اس ایک مرد حق نواس نے نہایت پامردی

دست سے نہ صرف برداشت کیا بلکہ انہیں کہل کر رکھ دیا اور عظمت مصطفیٰ و عصمت محمدیہ

اسلم پر آنچ نہ آنے دی۔

اہلسنت و جماعت کے لئے یہ تاریخ کا سب سے بڑا المیہ ہے کہ علمائے حق علمائے

کفر اور بریل کو دار التعمیر سمجھ لیا گیا۔ اور وہ لوگ جو واقعہ امانتِ خدا و انبیاء و اولیاء کے

جنہوں نے پورے عالم اسلام کو اپنے خود ساختہ اور سنی برقعہ و جہالت خواتمے شرک

کا اناجین کے بیڑوں سے اب بھی حجاز مقدس کے ترکوں کا ہولنیک رہا ہے۔

ہم نے حرم محترم میں خون کی ندیاں بہائیں۔

ہم نے حجاز مقدس کے مکینوں کا خون ملاں ٹھہرایا۔

ہم نے اہل مدینہ کے اسوا کو اسبابِ عنیت سمجھا۔

ہم نے قبور شہدائے بدر و اُحد کو سار کرنے کی ناپاک جسارت کی۔

ہم نے مقام میلادِ رسول پر گھوڑے باندھے۔

ہم نے سنتِ حبیبِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ بنول ناطلہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے

مروتہ شریف کو پامال کیا۔

ہم نے اپنے غلط کردار اور شرکوں سے مداخلت (جہاں چاہے) کر کے برصغیر میں محاذِ آرائی کی

فضا پیدا کی۔ اسلامی تشخص کو روندنا۔

○ جب سے متحدہ قومیت ہندو مسلم بھائی بھائی کے نعرے بلند ہو رہے تھے۔

○ جب سے ہندو دوستی میں ذبیحہ کاؤسے رد کا جادو رہا ہے۔

○ جب سے منبرِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر کانگریسی تیتا براجمان ہو رہے تھے۔

○ جب سے خانہ خدا میں ہندو مسلم، مشرک دوسوں محبت و دوست کے ہمدرد بیان ہو رہے۔

○ جب سے نعرہ بھیر کے ساتھ بھارت ماتا اور گاندھی جی کی جے پکاری جا رہی تھی۔

○ جب سے پچاس پچاس ہزار کی تھیلیاں وصول کی جا رہی تھیں۔

○ جب سے وطن و قومیت پہلے اور ایمان بعد میں کا شور بلند ہو رہا تھا۔

○ جب سے مسلم خوداری اور مسلم تہذیب اور قی تشخص کا مذاق اڑایا جا رہا تھا۔

○ جب سے نام نہاد جمہورین کا ایک گروہ جہاد پر بھی جا رہا تھا اور فرنگیوں کی دعوت بھی اڑا رہا۔

○ جب سے گاندھی کی نقاب پوش سیاست کا انگریزی سولوں اور دیوبند کے مقدمین پر مسلط

تھی۔

ایک اعلیٰ حضرت تھے جو پوری جرأت اور انتہائی بے باکی کے ساتھ ان کے دھرم کا

کھل رہے تھے۔ دیکھیے (الْحِجَّةُ الْمَوْقِفَةُ ص ۱۰)

اعلیٰ حضرت نے فرمایا:

• سوالاتِ مشرکین ایک • معاہدہ مشرکین دو • استعانتِ مشرکین تین

• مسجد میں اعلیٰ مشرکین چار

ان سب میں باہانہ یقیناً قطعاً لپیٹوں نے خنزیر کو دینے کی کھال پہنا کر حلال کیا

پس نے بانگِ اہلِ اعلان فرمایا۔ خبردار

• لَا تَتَّبِعُوا فِرْعَوْنَ وَكَذَلِكَ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ

• وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ

مومن اور مومنات ایک دوسرے کے ولی اور

- جنہوں نے مسلمانوں کے کے مسلحہ معتقدات پر کفر و مشرک بدعت و ضلالت کے آڑے
- جنہوں نے امکان کذب باری تعالیٰ کا مسئلہ کھوکھلا دیا۔
- رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کو شیطان و ملک الموت کے علم سے کم
- نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال آجانے کو گھوڑے گدے کے جانے سے بدتر کہا۔
- میلاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو کنیا کے جنم دن سے تشبیہ دی اور ناجائز کہا
- زیارت فعل پاک رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہندوانہ فعل کہا۔
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑا بھائی اور نمبر وار کہا۔
- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کو چوڑے چار سے تشبیہ دی
- خاتم النبیین کے معنی میں تحریف کی اور عوام کا خیال کہا۔
- سبیل امام حسین کو ناجائز و حرام کہا۔
- نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کو حیوانات و بہائم بچوں اور باگلوں کے مل برابر کہا۔

- جنہوں نے مسجد پر کانگریسی جھنڈے لہرائے۔
- منبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ہندوؤں کو بٹھا کر تقریریں کروائیں۔
- غرض سب سے کہ وہ اب بھی پارسی ہیں، متدلس ہیں، رہنمایان دین و مذہب اور نہ جانے کیا کیا لالچا ہیں۔

مگر وہ ذات گرامی جس نے ان کا محاسبہ کیا جس نے پورے المادی عہد کا مقابلہ کیا جس نے ایک ایک بطل نظریات کی سرکوبی میں صرف کیا وہ کفر گزشت ہوا۔ آخر کیوں؟ سنو اور غور سے سنو۔

ابراہیم بریلی کو جو وہ کہتے ہیں مستدار - دینا یہ الزام علم جس کے دسے گا ہم خون سے نکھیں گے اکابر کبھی - ہر لفظ سرِ دارِ رقم ہو سکے دسے گا

ایں۔ میرا استغاثہ آپ کی مدالت میں ہے۔ میں ہر صاحب بصیرت و بصارت کی دلب کتا ہوں کہ

- نجد سے درآمد کردہ نفعی جنم لے رہے تھے۔
- ناموس محمد کو باز سچے اطفال بنایا جارہا تھا۔
- مفلکتہ اولیاء اور عصمت انبیاء پر حملے کے جارہے تھے۔
- ہندوؤں کی رضائے لئے ذبیحہ گاؤں کو ممنوع قرار دیا جارہا تھا۔
- اتحادی مومنین و مشرکین کے غمے لگاٹے جارہے تھے۔
- ان حالات میں اعظم حضرت کیا کرتے؟ کیا خاموش رہتے؟ یا ان کا ہاں میں ہاں ملائے؟
- نظریات و معتقدات کو پھیلنے دیتے؟ یا ان کوڑھ کے برصوں کو ناکارہ دیتے؟
- بیٹا اعظم حضرت امام اہل سنت نے وہی کیا جو ان کی ذمہ داری تھی جو انہیں ہر حال میں کرنا چاہیے
- بن علویوں کیوں کہا جاتا ہے؟ انہیں کفر گر اور بریلی شریف کو دار الکفر کیوں کہا جاتا ہے۔
- آئیے دیکھیں کہ خود امام اہل سنت اعظم حضرت علیہ الرحمہ جن کی ذات گرامی پر کفر گری کا بدترین الزام
- اہل حق و خود کیا فرماتے ہیں۔

”عوام المسلمین کو بھڑکانے اور دن و حاضری ان پر اندھیری ڈالنے کو یہ چال چلتے ہیں کہ امام اہل سنت کی نوائی تکفیر کا کیا اعتبار؟ یہ لوگ ذرا ذرا سی بات پر کافر کہہ رہتے ہیں۔ ان کی مشین میں ہمیشہ کفر کے فتوے چھپا کرتے ہیں۔ اسماعیل دہلوی کو کافر کہہ دیا۔ مولوی اسحاق صاحب کو کافر کہہ دیا۔ مولوی عبدالحی صاحب کو کافر کہہ دیا۔ پھر جن کی حیا اور اسمی ہوئی ہے وہ اتنا اور ملائے ہیں کہ معاذ اللہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کو کہہ دیا۔ مولوی اللہ صاحب کو کہہ دیا۔ عیاذ باللہ عیاذ باللہ حضرت شیخ محمد والف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کہہ دیا۔ غرض ہم پر ایسے ہی افترا اور بہتان کرتے ہیں۔“

(رحام المحرمین ص ۴۲-۴۳ تعریف اعظم حضرت)

فرمائیے۔ یہ سب کچھ وہی نہیں جو آج بھی ہو رہا ہے آج بھی پوری ٹیلیسٹو واپسیت گئی ہے۔
 کہ شورشِ بجاتی ہے دیکھو لوگو دیکھو یہ ہمیں اور ہمارے علماء کو کافر کہہ رہے ہیں۔ اور سیدھے سادہ اور
 شکل و صورت دیکھ کر یقین کر لیتے ہیں کہ بھلا ایسے مقدس لوگ بھی جھوٹ بول سکتے ہیں۔ حقیقت
 کہ یہ لوگ اپنی اس چال میں کامیاب ہیں۔ اور جھوٹ تو ان کے نزدیک کوئی محبوب بات ہی نہیں
 امامت کے تحفظ کے لئے دینی کی خوشامد بھی درست ہے۔

سوالیہ۔ اگر نازبان مسجد بدعتی ہوں مگر جو اس کے کہ اخلاق اور محبت ان سے کرنے سے
 وہ میری امامت سے خوش رہیں گے در نہ بغض رہے گا اور جماعت میں فساد پڑنے کا لہذا
 ان سے سلام و اخلاق وغیرہ کرنا اولیٰ ہے یا نہ کرنا۔

جواب۔ اس وجہ سے بدعت درست ہے۔ (فتاویٰ رشتہ دیدہ ص ۲۲)

چنانچہ اسی فتوے کے تحت دیوبندیوں نے ہزاروں مسجدوں پر تفتیح کر کے قبضہ کیا ہوا ہے۔
 اسکے پڑھیں اور دیکھیں کہ اعظمیہ اس باب میں کتنے عموماً نظر آتے ہیں۔

”ہرگز ہرگز ان کو کافر نہ کہنا جب تک یقینی واضح روشن، جلی طور پر ان کا سر یہ کفر
 آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہو گیا جس میں اصلاً اصلاً ہرگز ہرگز کوئی گناہ نش کوئی تاویل
 نہ نکلی سکی۔“ (حسام الحرمین ص ۱۶)

دوسری جگہ فرماتے ہیں:

”ماش اللہ حاشیہ ہزار بار حاشیہ ہرگز ان کی تکفیر پسند نہیں کرتا۔ ان
 مقتدیوں یعنی مدعیانِ حسد یہ کہ تو ابھی تک مسلمان ہی جانتا ہوں..... اور امام الطائفہ
 اسماعیل دہلوی کے کفر پر بھی حکم نہیں کرتا کہ یہیں علی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل لا الہ الا اللہ
 کی تکفیر سے منع فرمایا جب تک وہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہو جائے اور حکم اسلام
 کے لئے اصلاً کوئی ضعیف سا ضعیف محل بھی باقی نہ رہے۔“ (حوالہ مذکور ص ۱۵)

مگر جب علامہ نے نجد کی کفریہ عبارتیں بار بار چھپیں۔ اعظمیہ کے خطوط کے جواب میں مغلط

ات کے بجائے دشنام طرازیوں سے کام لیا گیا۔ اور ان علماء کو جنہیں اعظمیہ نے ان
 کرنے کے لئے بھیجا تھا بے نیل ورام واپس کر دیا گیا۔ اور اپنے ناپاک گستاخانہ موقف پر
 ہر کر کہا ہوا..... آگے پڑھیے

”نہ عہد اموی تو ہے جو ان دشنامیوں (دعاویوں) کی نعمت جب تک ان
 ساریوں پر اطلاع یقینی نہیں ہوئی انھیں شہرہ سے حکم فقہائے کرام لازم کفر کا ثبوت ہے
 ان نامہ پکا تھا کہ ہزار ہزار بار حاشیہ ہرگز ان کی تکفیر پسند نہیں کرتا۔

جب کیا ان سے کوئی ملاپ تھا اب رعیش ہو گئی؟ جب ان سے جائیداد کی کوئی شرکت
 اب پیدا ہو گئی؟ جب تک ان دشنام دہوں کو گالی دینے والوں سے (دشنام ثابت
 والی یا اللہ رسول کی جناب میں ان کی دشنام دگالی) نہ دیکھی گئی تھی اس وقت تک کہ کوئی
 لازم تھا غارت احتیاط سے کام لیا حتیٰ کہ فقہائے کرام کے حکم سے طرح طرح ان پر
 لازم تھا مگر احتیاطاً ان کا ساتھ نہ دیا اور حکمین عظام کا سسک اختیار کیا جب صاف
 یہ انکار ضروریات دین و دشنام دہی رب العالمین وسید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم آئینہ آنکھ سے دیکھی تو اس پر محکوم جارہ تھا۔ (حسام الحرمین ص ۱۶)

اب اس بحث کی تکمیل کے لئے ناظم تعلیمات و شعبہ تبلیغ دارالعلوم دیوبند کے مولانا محمد رفیع حسن
 اشعہ العذاب دیکھیں تاکہ تمام شبہات ختم ہو جائیں۔

”بہا ہا یہ وضاحت کرتا چلوں کہ سید محمد رفیع حسن مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کے
 اور دیوبند کے مناظر اسلام بھی۔ اور کتاب اشعہ العذاب مرزا ثناء کی رد میں لکھی گئی ہے۔
 سب تک آجاتے تو کہہ دیتے کہ ہم سے کیا مقابلہ کر دے کہ تم پر خود تمہاری عبارتوں کے سبب کفر
 ہے۔ تم نے ہم سے پہلے خاتم النبیین کے معنی میں تحریف کی ہے۔ خاتم النبیین کے معنی آخری نبی نہیں
 خاتم النبیین کہلے۔ آخری نبی کو تم نے علوم کا خیال کہلایا ہے۔ بیک وقت چھ آخری نبی مانے ہیں چنانچہ
 اب میں سید صاحب موصوف نے اشعہ العذاب نامی کتاب تالیف فرمائی۔“

یادش بخیر رکیز قریش صاحب ٹھیک ہے نا، جب وہ خاص کمیٹی بیٹھی جس میں مرزا ادا
نے اپنے بیانات پڑھے تو اس میں یہ تمام باتیں بھی تھیں نتیجتاً اس محکمہ نوکروں کے علاوہ کھانے لگے
طاریاں بکول گئی تھیں۔ ان حالات میں علامہ اہلسنت ہی تھے جنہوں نے ناصر احمد کو دزدان شکن
اور اسے منہ چھپانے کی جگہ نہ ملی تھی۔

بہر صورت اشد العذاب کا حوالہ ملاحظہ فرمائیں :

بعض علامہ دیوبند کو خان بریلوی یہ فرماتے ہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
خاتم النبیین نہیں مانتے۔ جو پائے مجاہدین (دیوبند) کے علم کو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے علم
سے برابر کہتے ہیں۔ شیطان کے علم کو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے علم سے زائد کہتے ہیں
لہذا وہ کافر ہیں۔

تمام علامہ دیوبند فرماتے ہیں کہ خان صاحب کا یہ حکم بالکل صحیح ہے۔ جو ایسا کہ
کافر ہے، مرتد ہے، ملعون ہے۔ لاکھ ہم بھی ہمارے نزدیک پر دستخط کرتے ہیں بلکہ ایسے
مرتدوں کو جو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔ یہ عقائد بے شک کفریہ عقائد ہیں..... مگر خان صاحب
کا یہ فرمانا کہ بعض علامہ دیوبند ایسا اعتقاد رکھتے ہیں یا کہتے ہیں غلط ہے..... اگر
خان صاحب کے نزدیک بعض علامہ دیوبند گرفتار واقعی ایسے ہی تھے جیسا کہ انہوں نے انہیں
سمجھا تو خان صاحب پر ان علامہ دیوبند کی تکفیر فرض تھی اگر وہ ان کو کافر نہ کہتے تو وہ خود کافر
ہو جاتے کیونکہ جو کافر کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔

اشد العذاب ص ۱۱۱، ص ۱۱۲ محمد رفیع حسن ناظم تعلیمات دیوبند

میں ہاں اب صرف ایک بات رہ جاتی ہے کہ پھر علامہ دیوبند کی کفریہ عبارتوں کا مطلب کیا
اس کا جواب گوئی دیوبندی عالم ہی دے سکتا ہے جس کی آج تک کسی نے جرأت نہیں کی۔ علامہ
کو چاہیے تھا کہ اگر اعلیٰ حضرت اور ان کے متبعین نے ان عبارتوں کو صحیح نہیں سمجھا تو اس کی وضاحت
ان کی صداقت و سچائی پر دلائل و براہین قائم کرتے۔ مگر وہاں کیا رکھا ہے۔ مغالطات اور صرف مغالطہ

اپنی کوئی دانشمند قبول نہ کرے۔

۱۰۔ صرف طریقہ کار یہ ہے کہ جب آپ ان کے اکابرین کی کفریہ عبارتیں پیش کریں گے تو یہ
کہہ کر دیکھیں حضرات یہ بریلوی ہمارے اکابرین کو گالیاں دیتے ہیں اور بھولے لوگ کہتے
آدر یہ کہنے کی قطعاً ضرورت محسوس نہیں کرتے کہ امر واقعہ کیا ہے۔ اس نے صرف
۱۱۔ باتیں پیش کی ہیں۔ یہ گالیاں کیسے بن گئیں۔ گالیاں تو یہ خود دیتے ہیں اور ان کے نوک قلم سے
پانظر نہیں آتا۔ بیچ تو یہ ہے کہ :

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو جو جلتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا



یہ نقل اس کے کہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت رضی اللہ عنہ کے متعلق انہوں نے کیا لکھا کیا کہا اور
وہ قدر علامہ دین کی کیا رائے ہے۔ بزرگان دین متین کیا فرماتے ہیں۔ ہم اپنے ان صفحات
پاٹیں کھو رہے ہیں جو بہر صورت اعلیٰ حضرت کو اپنا نہیں سمجھتے تھے۔ جن کے نظریات معتقدات
کے عقائد و نظریات سے مختلف اور متضاد رہتے۔ بلاشبہ ایسے ہی موقع کے لئے
فرمایا ہے : - خوشتر آن باشد کہ سید دلبران
گفتہ آید در حدیث دیگران

ب زین جوارحیات ماہ جزری قمری ۱۹۶۶ء کے "انوار صفیہ" قصور میں نظر سے گزرے تو اس
اثرم جناب اسد ملانی سے ملنے کے لئے دل تڑپ اٹھا۔ چنانچہ ذوق و شوق کی ہمیز سے
۱۱۔ لہان جاپہنچایا۔ میرے تصور میں بھی یہ بات نہیں تھی کہ اسد ملانی (جسے ہم بلا جھجک معلومات
دیتے ہیں) اس قدر مشاعرہ و درویش صفت افسانہ جوگا۔ اس معاملہ میں خصوصاً میں اپنے محترم
۱۱۔ علامہ مفتی محمد غلام سرور صاحب قادری رضوی کا یہ رشک و ہون کہ انہوں نے اسد ملانی

سے طاقت کا بندہ بہت فرمایا۔

بہر بھی ہم نہ جان سکے کہ کون ہیں۔

حضرت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کی نظر میں:

مولوی احمد رضا خان بریلوی کی بھی ان کے بڑا بھلا کہنے والوں کے جواب میں درجیت فرمایا کرتے ہیں اور شد و مد کے ساتھ یہ فرمایا کرتے ہیں کہ ممکن ہے ان کی قیادت و اتقیٰ حُصْب رسول ہی ہو۔ اور غلط فہمی سے ہم لوگوں کو فوہ باللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخ سمجھتے ہوں۔ (اشرف السوانح جلد اول صفحہ ۱۱)

الحسن صاحب کی یہی روایت بعینہ رسالہ النور صفحہ ۱۱۱۱ ماہ جمادی الاول ۱۳۳۹ھ میں بھی ہے یہ بات مترشح ہوتی ہے کہ علامہ دیوبند سے اعلیٰ حضرت کا اختلاف خلوص ولہبیت رائے مذہب حق کے اور کوئی جذبیہ کارفرمانہ تھا۔

مولانا اشرف علی صاحب کا ایک اور حوالہ دیکھتے چلیں:

”وہ مجھ کو کافر کہتے ہیں تو پھر میں بھی ان کی بقاء کے لئے دعائیں مانگتا ہوں کیونکہ ان میں سے نیک لوگ ہیں۔ اور مجھ کو بڑا کہیں لیکن وہ تعلیم قرآن و حدیث ہی کی کرتے ہیں۔ ان کے دوسرے دین تو قائم ہے۔ میں ان کو دہریہ اور مدعیان اسلام کے مقابلے میں ہزار بہ نسبت سمجھتا ہوں جو میرے دین کو اڑانا چاہتے ہیں۔“ (اموۃ اکابر صفحہ ۱۱۱)

اعلیٰ حضرت سید سلیمان ندوی کی نظر میں:

”اس احقر نے جناب مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی مرحوم کی چند ایک کتابیں پڑھیں تو میری آنکھیں خیرہ کی خیرہ ہو کر رہ گئیں حیران تھا کہ واقعی مولانا بریلوی صاحب مرحوم کی ہیں۔ جن کے متعلق کل تک یہ سنا تھا کہ وہ صرف اہل بدعت کے ترجمان ہیں اور صرف چند فروعی مسائل تک محدود ہیں۔

مگر آج یہ پتہ چلا کہ نہیں ہرگز نہیں یہ اہل بدعت کے نقیب نہیں بلکہ یہ تو عالم اسلام کے اسکالر اور شاہکار نظر آتے ہیں۔ جس قدر مولانا مرحوم (اعلیٰ حضرت) کی تحریروں میں

پھر میں نے اپنے طور سے ”انوار صفحہ“ میں مرقوم تمام حوالہ جات کی تفسیر حاصل کی اور ان

کو مزید افسانے کے ساتھ پورے اعتماد و یقین سے پڑھ کر دیکھیں کہ

○ اعلیٰ حضرت محمد مرتضیٰ حسن ناظم تعلیمات دیوبند کی نظر میں:

مولانا موصوف کی رائے جو اشد العذاب میں مرقوم ہے گذشتہ صفحے میں لکھی جا چکی

○ اعلیٰ حضرت، مولانا محمد شبلی صاحب اعلیٰ کی نظر میں:

مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی جو اپنے عقائد میں سخت ہی متشدد ہیں گرامی کے باوجود مولانا صاحب کا اعلیٰ شجر اس قدر بلند درجہ کا ہے کہ اس دور کے تمام عالم

اس مولوی احمد رضا خان صاحب کے سامنے پتھر کا کھال بھی حیثیت نہیں رکھتے۔ اس

احقر شبلی نے بھی آپ کی متعدد کتابیں دیکھی ہیں جس میں احکام شریعت اور دیگر

بھی دیکھی ہیں۔ اور نیز یہ کہ مولانا صاحب کی زیر سرپرستی ایک ماہوار رسالہ ”الرضا“ بریل

نکلتا ہے جس کی چند تعطیلات بغور و غوص دیکھی ہیں جس میں بلند پایہ کے مضامین شائع ہوتے

رسالہ الندود صفحہ ۱۱۱۱ اکوڑ برس ۱۳۱۳ھ

آپ جانتے ہیں ستر دھاک؟ یہ شبلی نعمانی اعلیٰ کون ہیں؟ یہ آپ کے مندرجہ

ہیں۔ سیرۃ النبی اور دوسری بہت سی کتابوں کے مصنف بھی ہیں۔ ذرا ایک مرتبہ مذکورہ بالا حوالہ

”اس دور کے تمام عالم دین اس مولوی احمد رضا خان صاحب کے سامنے پتھر کا کھال“ کی بھی حیثیت

پتھر کا کھال کے معنی جانتے ہیں کہ نہیں؟ یعنی تمام مولوی ان کی علمیت و قابلیت کے ساتھ

کی حیثیت بھی نہیں رکھتے۔

اور پھر کمال یہ ہے کہ جس کتاب ”احکام شریعت“ کا آپ نے اپنی کتاب ”دھاکہ“ میں مذکور

اس کتاب کی مولانا شبلی ترقی کر رہے ہیں۔ اب یہ آپ بتائیں کہ آپ دونوں میں کون کون

شبلی کو تو خیر اختلاف رائے کے باوجود ہم آپ سے زیادہ ہی جانتے ہوں گے۔ البتہ آپ کی

گہرائی پائی جاتی ہے اس قدر گہرائی تو میرے استاد و مکرّم جناب مولانا شبلی صاحب
حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی علیہ الرحمہ اور حضرت مولانا مہر
صاحب دیوبندی و حضرت مولانا فیض التفسیر علامہ شبیر احمد عثمانی کی کتابوں کے اندر
نہیں ہے جس قدر مولانا بریلوی کی تحریروں کے اندر ہے۔

دامہ نامہ ندوہ ص ۱۸۱

دیکھ لیا جناب و حکماء! یہ ہیں جناب مولانا سید سلیمان ندوی جن کی شہرت جناب
کم نہیں ہے بہت سی کتابوں کے مصنف بھی ہیں۔

آج اسی دنیا میں خصوصاً آپ کے طبقہ میں بہت کم لوگ ایسے ہوں گے جو اختلاف
باوجود اتنی فراخ دلی اور وسعت قلبی سے حقیقتِ حال کا اعتراف کرتے ہوں۔ جناب سید
دیگر علمائے دیوبند کی تحریروں سے معلوم ہوتا ہے کہ اصاف تو اصاف کا برہمی بہت کم اظہار
کھینچنے کی کوشش کرتے تھے بلکہ اکثر تو سب سے اس جلیل القدر عالم دین کی کتابیں پڑھنی ہی گوارا
تھے اور اپنی تمام توفیق علیٰ سنی مسائل باتوں کی نذر کر دیتے تھے۔

مجھے حیرت ہے کہ علمائے دیوبند نے مولانا سید سلیمان ندوی پر مرتد و زندقہ
کی بارشیں کیوں نہ کر دی۔

در نہ یہاں کا تو دستور یہ ہے کہ مخالف کی کتابوں کا پڑھنا، سننا، دیکھنا جرم قرار
جیسا کہ مولانا مودودی صاحب کی کتابیں دیوبندی مکتبہ فکر کے مدارس میں ہم تنقید کی کے باوجود
(ممكن ہے اب بھی ہوں)۔

ممكن ہے ان لوگوں کے پاس اتنا وقت نہ رہا ہو کہ وہ علامت علیہ الرحمہ کی معتقدانہ تحریروں
کر سکتے۔ مگر حیرت اُن بزرگانِ دیوبند پر ہے کہ وہ علامت علیہ الرحمہ کے خلاف کتابیں ان
تکلیف تھے اور مقابل کی کتابیں دیکھنی گوارا نہیں کرتے تھے صرف سنی مسائل انتِ شفت باتوں
کی ہر مار کر دیتے تھے۔ در نہ جس نے بھی علامت علیہ الرحمہ کی کتابیں دیکھیں ان کا مطالعہ کیا وہ

حضرت مولوی فضل عظیم بہاری کی نظر میں :

شہرہ دونوں بندہ اہل حدیث کی سالانہ کانفرنس میں شرکت کی غرض سے بہار
ایا تو اتفاقاً اہل بدعت کے راہنما جناب مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی
ان دنوں اور فتادی افریقہ مل گیا۔ پہلے تو میرے بعض دوستوں نے اُسے پڑھنے
کا روکا مگر اس کے باوجود بھی اس بندہ نے راست کے وقت ان دونوں کتابوں کا
ایک تو عظمت جو حضرت میرے دل میں اہل بدعت کے راہنما مولانا احمد رضا خان
صاحب کے متعلق تھی وہ ختم ہو گئی اور میرے دل میں جذبہ رحم ابھرنے لگا اور یہ بات
میرے بغیر نہ رہ سکا کہ واقعی موجودہ دور کے انداز اگر کوئی محقق اور عالم دین ہے۔ تو وہ
راہنما احمد رضا خان بریلوی ہے۔ (اخبار ہند میرٹھ ۱۲ دسمبر ۱۹۱۲ء)

اسے مولانا فضل عظیم بہاری (المحدث غیر مقلد) کی ہے جو کسی حال میں بھی علامت
کو برا نہیں سمجھتے۔ نظریات و عقائد کے تصادم کے باوجود بھی حقیقت کشف پر مجبور ہو گئے۔
میں دیکھتے کہ ان کے دوستوں نے کتنی سختی کے ساتھ انھیں علامت امام المذت کی کتابیں
روکا تھا۔ مگر سب انھوں نے کتابیں پڑھ لیں تو یہاں خستہ پکار اٹھے کہ واقعی موجودہ دور کے اندر

محقق اور عالم دین سے تو وہ مولانا احمد رضا خان بریلوی ہے۔

کچھ عرصے جناب و حکماء! یہ طمانچہ کیسا رہا۔

اعلیٰ حضرت مولانا محمد علی جوہر کی نظر میں :

اس دور کے مشہور عالم دین جناب مولانا احمد رضا خان صاحب واقعی ایک عظیم
مسلمان راہنما ہیں۔ ہم بعض باتوں پر اختلاف کے باوجود ان کی عظیم شخصیت اور دینی
راہنما ہونے کا اعتراف صرف اس لئے کرتے ہیں کہ وہ اس دور کے سب سے بڑے
محقق، معتمد، ادیب، شاعر، مدقق اور مروج ہیں۔

بلاشبہ ایسی ہیبتوں کا وجود مسود ہمارے لئے مرہونِ منت ہے۔

(روزانہ خلافت، بمبئی ص ۱۷)

امام اہلسنت کے متعلق یہ راستے مولانا محمد علی جوہر کی ہے جن کے صدق و صفائے
جامعہ کا سب سے گورنمنٹ برطانیہ اپنی تمام تر طاعتوں کے باوجود سر نہ کر سکی، جس کی
سے حکمرانوں کے ایوان تھرا یا کرتے تھے مگر جب اعلیٰ حضرت کے متعلق کچھ لکھنے کے لئے ہم
تو سبے اختیار قلم کی صداقت چچ اٹھی ہے کہ وہ اس درد کے سب سے بڑے محقق، مستف
مذہب اور مدد حق ہیں۔

○ (علیٰ حضرت ہندو اڈیٹر کرشنا چند کی نظر میں :

”مجھے رام چندر کی قسم کہ گزشتہ دنوں مدرسہ دیوبند میں ہیں نے دیوبند
حضرات کے مخالف فریق کے رہنما مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی کی نعتیہ شاعر
مدائق بخشش نامی کتاب دیکھی تو حیران و ششدر ہو کر رہ گیا یہ دیوبندی حضرت
مولانا احمد رضا خان کو کافر کہتے ہیں اور اسے گایاں دیتے ہیں مگر اس کے برعکس مجھے
معلوم ہوتا ہے کہ مولوی احمد رضا خان صاحب کا ایک ایک شعر علم و ادب کا مرقعہ
اور آپ کی شاعری میں کسی قسم کی غلطی بھی نہیں نہ شعر میں نہ سطر میں بلکہ مدق و بخشش
گہنیدہ حق ہے کہ جسے اہل ادب اپنا اثاثہ حیات سمجھیں تو بجا ہے۔“

(حضرت روزہ بھجن پٹنہ ص ۱۰، الزمیر ص ۱۷)

شاید ہم اس ہندو اڈیٹر کرشنا چند کا حوالہ نہ دیتے اگر یہ پٹنہ کا ہندو لیڈر دارالعلوم
حوالہ نہ دیتا۔ دارالعلوم دیوبند واصل ہندو لیڈروں، نیتاؤں، پیر و جانوں کا گڑھ ہے۔ چند
مسجد ضرار میں بیٹھ کر مسلمانوں کے خلاف سازش کرتا ہے اور اس کے بدلے میں غلاستے دیوبند
آگ سے پیٹ بھرتے ہیں چنانچہ دارالعلوم دیوبند کا کوئی ایسا مرحلہ نہیں گذرا جب دارالعلوم
نے انگریزوں اور ہندوؤں سے دس تیس زانیہ نکل دیں اور مسلمانوں کے خلاف سازش نہ کی تو

دیوبند دارالعلوم دیوبند میں بیٹھ کر مدائق بخشش کا مطالعہ کرتا ہے اور یہ لکھنے پر مجبور
دیوبندی حضرات مولانا احمد رضا خان کو کافر کہتے ہیں اور اسے گایاں دیتے ہیں مگر
مجھے یوں معلوم ہوتا ہے کہ مولوی احمد رضا خان صاحب کا ایک ایک شعر علم و ادب کا مرقعہ
فرمائیے جناب دھماکہ نہ ڈال بھیجوا کہ ہوا کہ نہیں۔

مدائق بخشش کے متعلق لکھنا اور دلی والوں کی راستے :

— مدد اعظم ہند سید محمد کچھو چھو رحمت اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں :

ایک مرتبہ لکھنؤ کے ایسوں کی ایک شاندار محفل میں اعلیٰ حضرت کا قصیدہ معراج میں
اپنے انداز میں پڑھا تو سب جھوٹے لگے میں نے اعلان کیا کہ اردو ادب کے نقطہ نظر
میں ایسوں کا فیصلہ اس قصیدہ کی زبان کے متعلق چاہتا ہوں تو سب نے کہا کہ اس کی
ان تو کوثر کی دھلی ہوئی زبان ہے۔

اسی قسم کا ایک واقعہ دہلی میں پیش آیا تو سہ آدمی شہر آئے دہلی نے جواب دیا کہ
”سے کچھ نہ پوچھیے آپ عمر بھر پڑھتے رہیں اور ہم عمر بھر سنتے رہیں گے۔“

مگر بزرگم کا دھماکہ جس کے بڑوں کی زبان بھی کہیں درست نہیں ہوئی مدائق بخشش کے اشعار
تاسے۔ یا اسفذا

اشش! یہ لوگ اپنے بزرگوں کی تحریریں ہی معقول طریقے سے پڑھ لیتے تو شاید انھیں اعلیٰ حضرت
علم کا کچھ اندازہ ہو جاتا۔ مگر بے حیائی جن کی گمشدہ ہوئی ہو ان سے کسی خیر کی توقع ہی ہوتی ہے
آئیے اپنے ہی ایک بزرگ کا نظریہ پڑھیے۔

(علیٰ حضرت امام اہلسنت مولانا محمد انور کشمیری کی نظر میں :

”جب بندہ ترمذی شریف اور دیگر کتب احادیث شریف کی شرح لکھ رہا تھا تو
صبر ضرورت احادیث کی جزئیات دیکھنے کی ضرورت درپیش آئی تو میں نے شیعہ
حضرات و اہل حدیث حضرات دیوبندی حضرات کی کتابیں دیکھیں مگر ذہن مطمئن نہ ہوا

بالآخر ایک دوست کے مشورے سے مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی کی کتابیں لکھ کر
توزیر اعلیٰ ملنے ہو گیا کہ میں اب بخوبی احادیث کی تشریح پر توجہ دے سکتا ہوں۔

تو واقعی بریلوی حضرات کے سرکردہ عالم مولانا احمد رضا خان صاحب کی تحریریں پڑھ کر
اور غور و فکر میں رہے دیکھ کر یہ اعزاز ہوتا ہے کہ یہ مولوی احمد رضا خان صاحب ایک زبردست
عالم دین اور فقیہ ہیں۔" (رحالہ النور ص ۲۱ جمادی الاول ۱۳۳۰ھ)

کیوں جناب دیکھ کہ مولانا انور شاہ کاشمیری آپ ہی کے اکابرین ہیں لا
عشرم تم کو مگر نہیں آتی

کھینچتے کستان زور دار پھیر رہے۔ برقی منہ لگاتے مولانا اعجاز علی دیوبندی مر
ناملے چلے آ رہے ہیں۔ منہ پھر جائے گا۔

○ (اعلیٰ حضرت مولانا اعجاز علی دیوبندی کی نظر میں:

"جیسا کہ آپ کو معلوم ہے ہم دیوبندی ہیں اور بریلوی علم و عقائد سے ہمیں کوئی
تعلق نہیں مگر اس کے باوجود بھی یہ احقر یہ بات تسلیم کرنے پر مجبور ہے کہ اس دور کے ان
اگر کوئی محقق اور عالم دین ہے تو وہ مولانا احمد رضا خان بریلوی ہے۔ کیونکہ میں نے مولانا
احمد رضا خان کو جسے ہم آج تک کافر، بدعتی، مشرک کہتے رہے ہیں۔ بہت وسیع الذہن
اور بلند خیال، علم و ہمت عالم دین صاحب نظر و فاضل پایا ہے۔ آپ کے دلائل قرآن و سنت
سے متصادم نہیں بلکہ ہم آہنگ ہیں۔ لہذا میں آپ کو مشورہ دوں گا کہ اگر آپ کو کسی بڑے
مسئلہ حیات میں کسی قسم کا الجھن درپیش ہو تو آپ بریلی میں مولانا احمد رضا خان صاحب
بریلوی سے جا کر تحقیق کریں۔" (رحالہ النور صفحہ ۲۰ شوال الحرام ۱۳۴۲ھ)

کیوں جناب دیکھ کہ! اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چاروں طرف سے

ذرا اوپر کی عبارت ایک بار پھر پڑھیے۔ شاید حیا آجائے۔ مگر یہاں تو حال یہ
مرض بڑھتا گیا جو نون دوا کی فی قلوبہم مرض فزادہم الله مسرہ

میں بیماری تھی اللہ نے ان کے مرض (حسد و بغض) کو کچھ اور زیادہ کر دیا اور اب یہ ناقابل
تعمیر ہے کہ ختم اللہ علی قلوبہم و علی سمعہم و علی ابصارہم غشا و لا
یستغنیہم ۵

یہ ہے کہ علامتے دیوبند بار بار یہ تسلیم کرتے ہیں کہ ہم انہیں کافر، مشرک، بدعتی کہتے ہیں
انگریزی کا الزام اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے سر تعویض ہے
عہ نہیں تفادیت رہ اذ کیا است تا کجا

ف ان الله مولانا العظیم و من یضللہ فکلن یتحد لہ دلیلاً مرشداً
یہ ہے خدا گمراہ کر دے اس کا کوئی دلی وارث مرشد درمیان نہیں ہوتا۔

سہ بات تو کوئی ہم سے پوچھے کہ یہ ریاکار مفلسین کتنے پانی میں ہیں۔ اپنے کھدروں میں
سام میزبوں کی رو میں پھیلے پھرتے ہیں۔ اور یہ تقدس کے پردے میں کیا کیا کھیل کھیلتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت جناب عامر عثمانی دیوبندی کی نظر میں:

"مولانا احمد رضا خان اپنے دور کے بہت بڑے عالم دین اور مدبر تھے۔ گو
میں نے علامتے دیوبندی کو کفر کی مگر اس کے باوجود بھی ان کی عیبت اور تدبیر افادیت
ت بڑی ہے۔

کو اہل بدعت کے نقیب تھے مگر جو بات ان کی تحریروں میں پائی جاتی ہے وہ بہت
اگر لوگوں میں ہے۔ کیونکہ ان کی تحریریں علمی و فکری صلاحیتوں سے ممد و نفع آتی ہیں۔"

(مولوی دیوبند ص ۱۱ حرم الحرام ص ۱۳۶ھ)

یہ تو حقے عامر عثمانی جو علی اولیٰ دنیا میں مشہور ہیں اور اب کل جماعت اسلامی میں شامل ہو چکے
یہ بندے مقہور و مغلوب ہیں۔ اور یہ جناب مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی کو بھی منہ لگاتے ہیں چلے جاکر تھپڑ مار دے

○ (اعلیٰ حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی کی نظر میں:

"مولانا احمد رضا خان کو تکفیر کے جرم میں برا کہنا بہت ہی بڑا ہے کیونکہ وہ

بہت بڑے عالم دین اور بلند پایہ محقق تھے۔ مولانا احمد رضا خاں کی رحلت عالم اسلام کے ایک بہت بڑا سانحہ ہے جسے نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔

(رحمدی دیوبند ص ۲۱۱ ذوالحجہ ۱۳۶۹ھ)

اور اب علمائے دیوبند کے سابقہ شیخ الاسلام اور مجاہد ملت جناب شورش کاشمیری کی ایک تحریر بھی ملاحظہ کرتے چلیں۔

○ اعلا حضرت کے متعلق جناب شورش رقمطراز ہیں :

”مولانا تقی نوئی نے فرمایا میرے دل میں احمد رضا خاں کے لئے یہ احترام ہے وہ سب کا فرزند ہے لیکن مشتق رسول کی بنا پر کسی اور عرض سے تو کافر نہیں کہتا۔“

(چستان ۲۳ اپریل ۱۹۱۲ء)

کیوں جناب دھماکہ منہ لال ہو کہ نہیں؟ یہ ہی میں نا جنہیں آپ کا نہ ہوں۔ پھر یہ تھے۔

○ اعلا حضرت جناب مولانا مودودی صاحب کی نظر میں :

”حقیقت یہ ہے کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب کے بارے میں اب تک ہم لوگ کثرت غلط فہمی میں مبتلا رہے ہیں ان کی بعض تصانیف اور آوازوں کے مطالعہ کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ جو علمی گہرائی میں نے یہاں پائی وہ بہت کم علمائے یابی جانتے ہیں اور عشق خدا و رسول تو ان کی سطر سطر سے پھوٹا پڑتا ہے۔“

(بغت روزہ شباب لاہور ۲۵ نومبر ۱۹۷۲ء)

میں نے یہ مشق غور و فکر سے اس کے باوجود بھی اگر معاندین کو اعظمت کی جہالت میں اگر کوئی شک ہو۔ یلبے حیاتی و مذہبی کا مظاہرہ کریں تو ان کے لئے صرف یہی کافی

اذا لم تلتحقوا بجماعتنا فليكن منكم اعداؤنا (بخاری شریف)

یعنی بے حیا ہش دہر چہ خواہی کن۔

علم کی آبرو اور علمائے نجد کے کرتوت

علم کی آبرو اور عظمت تو یہ ہے کہ اسے غفلت سے آلودہ نہ کیا جائے۔ مگر دھماکہ اور اس کے بعد ایسا حالانہ اور صفیانہ رویہ اختیار کیا کہ ہم ان کا انہیں کی زبان میں جواب دینے پر مجبور ہو گئے۔ دھماکہ کے الزامات میں کچھ حقیقت ہوتی عبارت کی قطع و برید نہ ہوتی اس کے معنی میں بددیانتی کی جاتی اور کچھ ایسے معاملات ہوتے جو غور و فکر کو مجبور کر سکتے۔ کچھ عالمانہ باتیں ہوتیں جو محبت مبارزت دینیوں کو شاید اتنی دل آزاری نہ ہوتی مگر یہاں تو سراسر افترا پر بازی ہے اور ہذا و اس کا انبار۔ پھر بھلا یہ خون آشام بھی نہ تھے ہم کسی شرافت کی توقع کس طرح رکھ

بقول جناب شورش ڈیٹر چستان

○ لیکن شرافت کمینوں کے لئے نہیں شریفین کے لئے ہوتی ہے۔ کسی نے سوردوں کے

میں کبھی موتوں کا مار ڈالا؟ (چستان ص ۳ اگست ۱۹۱۲ء)

یہ بھی یاد رہے کہ حوالہ مذکور خصوصاً انہیں کے لئے ہے۔ تصدیق کے لئے حوالہ مذکور دیکھ لیں۔ یاں تو گویا انہیں درد نہ میں ملی ہیں۔ چنانچہ آئین شریعت کا نفرت کے موقع پر جب غلام غوث قریب کرنے آئے تو خطبہ یوں شروع فرمایا :

”شریف لوگ چلے گئے ہیں یا ہمارے اہل دین بانس دے دوں گا (غیرہ وغیرہ)“

(چستان ۶ جولائی ۱۹۱۲ء بحوالہ ندائے ملت)

سے یہ وہی سناجیت فروش ہزار دی ہیں جنہوں نے اس جلت کی صدارت کی تھی جس میں

۱۲ ائمہ دیوبندی نے قائد اعظم کو کافر اعظم کہا تھا۔ تفصیل کے لئے دیکھئے

(روزنامہ نوائے وقت ۲۶ اپریل ۱۹۱۳ء)

چنانچہ شورش فرماتے ہیں :

۱۔ غلام غوث ! شرفیاء گفتگو ! ارے تو بہ

خدا نے توڑ دیئے ہیں دماغ کے خانے

پھر بھلا بتائیے جن لوگوں کا مقابلہ میرے شرفاء سے ہو وہ کیا کریں ؟

۲۔ حضرت امام اہلسنت کے متعلق ہم گذشتہ صفحات میں لکھ آئے ہیں : ”اب ہم ذرا ان کو

بتاتے چلیں کہ بانیہ کا تو کا اپنے ہی مذہب پر ہے۔ علم حضرت کی تمام زندگی سے اگر انہیں کوئی مراد

۳۔ علم حضرت کے اُستاد علم حضرت پر جان چھڑکتے تھے : ”دازدہما کو صدم

بھیجے جائیے کہ اُستاد کی محبت اپنے ہونہار شاگرد سے کون سی معیوب بات ہے

پر جان چھڑکنی کون سی بڑی بات ہے۔

۴۔ انسوس کو جان چھڑکنے کو دھماکے بھول بے نسب معترف نے ایک غلیظ معنی دے کر :

کا ثبوت دیا ہے۔ ایسی کہیں باتیں وہ بھی اکابرین کے متعلق صرف دہی شخص سوچ سکتا ہے جس

ذہن صاف نہ ہو۔ خود ان کے اکابرین نے اسی نہج اور اسی طور و طریق سے ان کی تربیت کی ہو،

شخص کے ساتھ اس قسم کے حالات گذرے ہوں۔ خود ان کے یہاں سن گوروں سے الفت

یہی غلیظ معنی عرفہ ہوں اور یہ بات بھی میں بلا دلیل نہیں کہتا اور نہ زور دار فقہ پر کے کیا معنی

ملاحظہ فرمائیں : ۱۔ کچھ مقائق ، کچھ معارف ، کچھ لطائف ، کچھ نکات

اس طرح بکھرے پڑے ہیں جیسے ہاروں کی ہرات

○ جو کچھ ان کہیوں میں ہوتا رہا جو چارے لئے پہلی دروازے سے شیر لٹا کر دروازے

تک لگائے گئے تھے تو اس کا ذکر دناست کے خلاف ہے اول تو سب یکساں طبیعت

نہیں ہوتے۔ اور کالی میٹریں ہر جگہ ہوتی ہیں۔ لیکن جب مفتی صاحب کی توجہ دلائی

تو انہوں نے یہ کہہ کر ٹال دیا کہ مسجد سے باہر ان طلبہ کو پہلی دفعہ میاحست کا موقع ملا

اگر طبیعت شکستہ کرتے ہیں تو کہنے دو۔ کانفرنس میں جو تقریریں کی گئیں مقرر سے خالی

۱۔ ہم اس میں مولانا غلام غوث ہزاروی کے علاوہ ضیاء القامی نے بھی خطاب کیا۔ اگر ان

کی زبان علماء کی زبان ہے اور اس اسٹیج کو علما کا اسٹیج کہا جاسکتا ہے تو پھر خدا حافظ ہے

۲۔ قاضی نے جس طرح لہک لہک کر فحش گالیاں دیں اس قسم کی زبان علماء اور شرفاء کی نہیں

۳۔ بس جن لوگوں کی جوتی ہے ان سے ضیاء القامی واقف ہی ہیں ہو سکتا ہے کہ وہ اسی

۴۔ پھول ہوں۔ الخ (دیکھو از طلبہ جامعہ رشیدیہ ساہیوال)

۵۔ اے آگے صاحب مراسلہ سنہ جو کچھ لکھا ہے وہ ہم شائع نہیں کرنا چاہتے۔ ہم ضیاء القامی کو

۶۔ ناچشان کی عظمت کے خلاف کہتے ہیں۔ اخلاق اہانت نہیں دیتا کہ ہم مراد لگا کر کی دہکائی

۷۔ صانع کریں جو انھوں نے حلقہ لکھی اور اس کی صحت پر اصرار کیا۔

درجہ شان ص ۱۷۱ ۲ جولائی ۱۹۰۷ء

۱۔ ان کی کوئی باتیں ہمیں بھی معلوم ہیں مگر ہر شریف انسان کی طرح ہم بھی اسے قلم کی آبرو کے خلاف

۲۔ ان مقدسین کو کہیں نہ چھپانے کی جگہ نہ ملے۔ مسترد دھماکے کیے :

۳۔ جو میں نے دیکھا جو میں نے سمجھا کہوں تو فطرت بھی کانپ اٹھے

۴۔ قلم سے قاصر زبان ہے عاجز ابھی مناسب فضا نہیں

۵۔ اہلسنت پر کیڑا پھیلنے والا ! کہی تم نے اپنا چہرہ بھی دیکھا ہے۔ کاش تم عین مجبور نہ کرتے

۶۔ ان غار زاروں میں نہ گھسیتے۔ بہر صورت اب تو بات جل نکلی ہے۔ ایکسٹ تصدیق اور بھی

۷۔ پر کموں کو سنبھالو

(۱) (مولوی) عبدالقیوم صاحب فرماتے ہیں کہ مولانا اسماعیل صاحب کی عادت تھی مذاق کد بہت

۲۔ اس لئے وہ تیر صاحب کے پاس نہ ٹھہرتے تھے۔ بلکہ الگ ٹھہر گئے تھے۔ جب تیر صاحب کا قائلہ

۳۔ کو لایا تو مولانا اسماعیل صاحب تیر صاحب کے چار میں سوار نہیں ہوئے بلکہ دوسرے چار

۴۔ سوار ہوئے۔ (مولوی عبدالقیوم) اس زمانہ میں تیر تھا اور مولانا کو کچھ سے ہمت محبت تھی اسلئے

۵۔ والا کچھ اکثر اپنے پاس رکھتے تھے اور جہاز میں بھی مجھے اپنے ساتھ ہی رکھا تھا۔ اس جہاز

میں علاوہ سید صاحب کے تانہ والوں کے اور بھی بڑے بڑے لوگ سوار تھے۔۔۔۔۔ ان لوگوں میں سرگرم
ہونے لگیں کہ شیخ (مولوی اسماعیل) لوگوں سے منہ منہ مذاق کرتے تھے اسی کی شامت ہم پر پڑا۔
(ادراج ثالثہ ص ۱۱۸)

فرمایا سید صاحب دھماکہ! جہاں میں ایک نو عمر امروہہ ریش و ریت بچے کو لئے پہرہ
سے پہرہ بدھ صاحب کے جہاں میں کیوں نہیں سوار ہوتے تھے۔ جہاں والوں کی سرگوشیوں کا کیا مفہوم
آپ ہی سوچیں۔ ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

اور آپ کے یہ مولوی عبدالغفور صاحب تو غضب کے طر آتے تھے۔ خود ہی روایت کرتے ہیں،

○ اس وقت میں سید صاحب کے دونوں پاؤں کے درمیان بیٹھا تھا تو چونکہ میں چھوٹا بچہ تھا

میں سید صاحب کے پاؤں چھیر رہا تھا کبھی اس پاؤں کو چھیرتا کبھی دوسرے پاؤں کو چھیرتا

اور چھیرتا اس طرح تھا کہ قدم پر ہاتھ رکھ کر کہہ گاتا ہوا اور کہتے جاتا تھا لیکن جب میرا ہاتھ

نصف ساق سے اوپر جاتا تو سید صاحب اسے نیچے اتار دیتے۔ (ادراج ثالثہ ص ۱۱۸)

سبحان اللہ آپ بھی کہیں ستر دھماکہ شہان اللہ کیا میں آپ کے یہ پونچھوں کہ یہ سب

اللہ جہ ساق سے اوپر کیا ٹوٹنے جارہے تھے۔

فرمایا سید صاحب لے جاؤ سب ان بچہ و مقدسین دیوبند! آپ بھی آپ عیبت نہیں کرنا

کچھ اچھا لانا بند کیجئے۔ ورنہ دنیا آپ کے منہ پر ٹھوکرے کی بھی نہیں۔ یقین رکھیے آپ حضرات جو ہیں گے

ہمیں سب نیکو کوئی خوشی حاصل نہیں ہو رہی ہے بلکہ دکھ ہو رہا ہے کہ ہم نے جو اب اپنے فکرم کو

بروزال دیا ہے۔ کیا آپ لوگوں میں کوئی بھی معتدل مزاج کا شخص جو حق و انصاف سے تجزیہ کر سکے

ہے کہ آپ بہتے اس کے کہ شرافت سے سوچیں غلاظت اگلیں گے (ذاتِ حرّٰ کو جنتا

کی مثال صادق آئے گی۔ نیچے نیچے

نہ صد تم میں دیتے نہ ہم فریادوں کو رستے
نہ کھلتے راز سرسبز نہ یوں روتا یاں ہوتیں

ابا برین دھماکہ کی دھماکہ خیز شوخیوں!

ان فطرت علامہ مرحوم

۱۔ آپ کو اکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ

دھوکہ دیتے ہیں یہ بازی گر کھلا

تقدسین کی تہذیب رشتہ نگاری آپ خود ہی ملاحظہ فرمائیں۔ ط آفتاب آمد دلیل آفتاب۔

یانا تارف آپ ہیں ہمیں کسی قسم کے تھمرے اور نقد و نظر کی ضرورت نہیں۔ ویسے حضرات اپنی

فطرت کے مطابق ہمیں ہی گالی دیں گے کہ ہم نے ان کے راز کیوں کھول دیئے۔

(آپ شخص کسی مکان میں اندر سے کڑی لگا کر گس اور عورت سے زنا کر رہا تھا۔ لوگوں نے

اب دی تو اب اندر سے کہتے ہیں کہ میں اب یہاں صبر کر رہا ہوں تو خود ہی آدمی پر آدمی

ہے۔ (انفاضة الیومیر ج ۴ ص ۱۱۸ تصنیف اشرف علی تھانوی)

بگ میں عظیم الامت صاحب کے کلمات حکمت و امانت مستفید ہونا آپ کا کام ہے سبحان اللہ

آپ کی کیا ترتیب تھی اللہ اللہ۔ کیوں ستر دھماکہ! آپ بتا سکتے ہیں کہ حضرت تھانوی صاحب

باری کے فرائض ختم دے رہے تھے؟ یا چار ٹائٹل کھڑے تھے؟ اور گنگنا رہے تھے

ط ادھر آتا ہے دیکھو یا ادھر پروانہ جاتا ہے

○ عوام کے عقیدہ کی بالکل ایسی حالت ہے جیسے گدھے کا عضو مخصوص ریشہ تو بڑھتا

نہ پٹا جائے اور جب غائب ہو تو بالکل پتہ ہی نہیں۔ (انفاضة الیومیر ج ۴ ص ۱۱۸)

یہ بھی حکیم الامت صاحب کی کیا نہ بات ہے۔ اے عوام اپنے اپنے عقیدوں میں

صاحب کی طرف متوجہ ہوں تاکہ وہ آپ کے عقیدے دیکھ سکیں اور بڑھنے گھٹنے کی صمیم رائے

○ ایک شخص کسی کے مکان پر اس کو درگزر کرنے کے لئے آیا تو اس کی بڑی نئی بیابھی ہوئی تھی۔ زبان سے کیسے بولے اور بتلانا ضرور تھا۔ اس لئے کہا تو سب نے نہیں دیکھا۔ (مذکرۃ الخلیل ص ۲۴۳)۔
(بولی) لہنگا اٹھا کر اور موت کر اس پر کو بھانڈ کر گئی۔ (الفاضة الیومیرج ص ۱۳۸)

کاشف ہم پوچھ سکتے کہ حکم صاحب جب وہ لہنگا اٹھا رہی تھی تو آپ کہاں تھے؟

○ ایک صاحب غصے اور دوست یہاں پر یہاں ہوئے ان کے ساتھ ان کا لازم ایک سبے ریش رو کا تھا۔ قانون یہاں پر یہ سبے کہ شب کو بے ریش خانقاہ میں نہیں رہ سکتے۔ مگر چونکہ ان سے بہت خصوصیت کا تعلق تھا اور ان کی نگرانی پر اعتماد بھی تھا۔ اس لئے ان سے کچھ نہیں کہا گیا۔ صبح کو بعد نماز فجر کہنے لگے کہ میں نے رات کو خواب میں حضرت حافظہ ضامن صاحب کو دیکھا کہ بہت خفا ہو رہے ہیں کہ بے ریش رو کے کو لے کر خانقاہ میں کیوں قیام کیا۔
(الفاضة الیومیرج ص ۱۱۷)

یہ سب زمانے وار تھیں۔

دیکھئے تو سہی کتنی لکڑا گیز باتیں ہیں۔ ان کی نگرانی پر اعتماد بھی تھا۔ کتنا گہرا اور معنی خیز گویا خانقاہ تھا نہ بھون میں قوم لوط بستی تھی کہ مہانوں سے بھی درگزر کرنے کی روادار تھی یا اس قدر رات کو جنگل کا قانون چلتا تھا۔ اور حافظہ ضامن صاحب کی خواب میں ناراضگی تو ضیح طلب سب ہمیں آپ کا جواب معلوم ہے گایاں گایاں اور صرف گایاں۔ مگر اس سے کیا فرق پڑتا تھا تو بہر صورت زیر قلم آکر رہیں گے۔

○ ایک روز ایسا ہوا کہ بڑے بھائی پیشاب کر رہے تھے میں نے ان کے سر پر پیشاب کرنا شروع کر دیا۔ (الفاضة الیومیرج ص ۲۴۳)

کیوں جناب دھماکا؟ یہ قابلِ قدر بلکہ قابلِ صد فخر کارنامہ کس کا ہے۔ سبحان سادگی تھی ان الشہ والوں میں۔ بہر صورت کیجئے تاویل

ظ۔ صلائے عام سے یارانِ نکتہ داں کے لئے

حضرت مولوی خلیل احمد کے ایک ڈاکر شاغل خادم ایک مدرسہ میں مدرس تھے ان کو ایک ڈاکے سے تعلق ہو گیا کہ اس کی صورت دیکھے بغیر چین نہ آتا تھا۔ (مذکرۃ الخلیل ص ۲۴۳)۔

دیکھتے جناب دھماکا! بڑے میاں تو بڑے میاں چھوٹے میاں سبحان اللہ یہاں تو آدے کا آوا ب پھر کیا کسی کا لگا کرے کون۔ ہم تو صرف یہ کہہ سکتے ہیں

کارِ طفلانِ تمام خواہ شد

(حضرت والد صاحب مرحوم نے فرمایا کہ مولانا منصور علی خان صاحب مرحوم مراد آبادی تھے، ان کی بڑی کے تلامذہ میں تھے طبیعت کے بہت پختہ تھے اس لئے جلد طبیعت مائل آتی تھی اور انہماک کے ساتھ ادھر جھکتے تھے۔ انہوں نے اپنا وقت خود مجھے نقل فرمایا کہ مجھے ایک روکے سے عشق ہو گیا اور اس قدر اس کی محبت نے طبیعت پر غلبہ پایا کہ رات دن اس کے تصور میں گذرنے لگے۔ الخ (اشرف التبیان ص ۵۹۷) ارواحِ ثلاثہ ص ۲۱۳)

ابست ہم اس کے سوا کیا کہیں:

سے رات سے غلے میں کاٹی دن حرم کے صحن میں

دوسلے پن پہ ہے دستارِ نصیحت کا مدار (شورش)

ہے گاہے بازمی خواں قصہ پارینہ را

(حضرت والد ماجد مولانا حافظ محمد احمد صاحب و علم محترم مولانا حبیب الرحمن صاحب

اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ ایک دفعہ لنگوہ کی خانقاہ میں مجمع تھا حضرت لنگوہی اور حضرت

اروزی کے مرید شاگرد صبح جمع تھے اور یہ دونوں حضرات وہیں مجمع میں تشریف فرما تھے۔

حضرت گنگوہی نے حضرت نالوقی سے محبت آمیز لہجہ میں فرمایا کہ یہاں ذرا لیٹ جاؤ۔

حضرت نالوقی کچھ شرما سے گئے۔ مگر حضرت نے پھر فرمایا تو آؤ سب کے ساتھ چٹ لیٹ گئے

۱۱۔ حضرت بھی اُسی چار پائی پر لیٹ گئے اور مولانا کی طرف کو کر دے کر اپنا ہاتھ ان کے

صحن پر رکھ دیا جیسے کوئی عاشق صادق اپنے قلب کو تسکین دیا کر تا ہے مولانا ہر چند فرماتے

کہ میں کیا کر رہے ہو یہ لوگ کیا کہیں گے۔ حضرت نے فرمایا کہ لوگ کہیں گے کہنے دو
(ارواحِ ثلاثہ ص ۳۰)

اور پھر دھماکہ صاحب بقول کے

سہ ذکر جب چھڑ گیا قیامت کا

بات پہنچی تری جوانی تک

○ (رشید احمد گنگوہی) ایک بار ارشاد فرمایا میں نے ایک بار خواب میں دیکھا تھا
مولوی محمد قاسم عروسی (دلہن) کی صورت میں ہیں اور میرا اُن سے نکاح ہوا۔ موصوفی
دن دشوہر کو ایک دوسرے سے فائدہ پہنچتا ہے اُسی طرح مجھے اُن سے اور انھیں مجھ
فائدہ پہنچا۔ (تذکرۃ الرشید ص ۲۸۹)

لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم - استغفر اللہ غم استغفر اللہ
کے متدین اور ذرا نہیں شرماتے۔ کیجئے جناب دھماکہ اس عارفانہ کلام کی تاویل نہیں تو یہی کہ
ظ - اندھے کو اندھیرے میں بڑی دُور کی سوجھی

پتہ نہیں ان پر عسدا کا کیا غضب ہے۔ یہ پورا لور بڑے عجیب و غریب اور تاو خواب
اور چٹ پٹ چھپا بھی دیتا ہے تاکہ سند رہے۔

○ ایک شخص نے مجھ سے شکایت کی کہ ذکر میں جو پہلے مزا آتا تھا اب نہیں آتا۔ میں
کہا کہ میں مزا تو مذی میں ہوتا ہے یہاں کیا ڈھونڈتے ہو۔

(اناضات الیومیہ ج ۱ ص ۳۰)

دیکھئے حکیم صاحب پھر لے اور جناب چرکیں کی طرح ان کا کوئی کلام ان ناواقف
خالی نہیں پڑتا۔ خدا جانے حکیم صاحب نے مذی کے مزے کو کیکھا بھی تھا یا یوں ہی ہانک
کیا ڈھونڈتے ہو کہ مطلب تو یہ ہوا۔ ساری مذی تو ہم چٹ کر گئے اب یہاں کیا رکھا ہے۔

○ مکتب کے لوگوں نے حافظہ کی کو نکاح کی ترغیب دی کہ حافظہ کی نکاح کر لو بڑا مزا

مذی نے کوشش کر کے نکاح کیا۔ اور رات بھر روٹی لگا لگا کھاٹی۔ مزا کیا خاک آتا۔ صبح
اُس پر غما ہوتے ہوئے آئے کہ سسر نے کہنے تھے کہ بڑا مزا ہے۔ ہم نے روٹی لگا کر
نہیں تو نہ ٹیکن معلوم ہوتی نہ بیٹھی نہ کڑوی۔ (اناضات الیومیہ ج ۴ ص ۱۷۷)

کی لہائی کی سبک دوج ہے۔ اور بڑے عجیب و غریب انداز کے ساتھ جسے لکھتے ہوئے

یہ وہ جناب دھماکہ! آپ کے یہ حضرت حکیم صاحب تو بڑی چٹنی اور چٹنیارے دار باتیں کرتے
دار اور تجربہ کار معلوم ہوتے ہیں۔ اسے کہتے ہیں نا لذت کام و دین

دھماکہ کی دھماکہ خیز باتیں

دین و مذہب پر چلو (اعلیٰ حضرت کی وصیت) از دھماکہ صاحب

انوار کے بعد جناب دھماکہ نے ایک دہلا دیئے والا تند و تیز تبصرہ رقم فرمایا ہے۔ اور پھر حضرت
اعین سے ایک حوالہ نقل کیا ہے۔

رضا حسین حسنین اور تم سب محبت اور اتفاق سے رہو اور حق الامکان اتباع شریعت

چھوڑو۔ اور میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر رضو بی سے قائم رہنا۔

دین سے اہم فرض ہے (نفیر احمد رضا بقلم خود) از دھماکہ صاحب

میں سب اعلیٰ حضرت امام اہل سنت علیہ الرحمہ کی وہ عبارت جس نے صاحب دھماکہ کو دھماکہ بنا دیا۔

اس کے کہ اس عبارت پر تنقید کرتے ہوئے مسٹر دھماکہ نے کیا کچھ خرافات کہی ہیں۔ میں آپ سے پوچھتا

ہوں کہ کون سا پہلو قابلِ ملامت اور کون سا مدح قابلِ مذمت ہے۔

دین و مذہب جو میری کتابوں سے ظاہر ہے اس میں جناب دھماکہ کو کون سی ایسی کفریہ بات

نظر آئی جو اتنے چراغ پا ہو رہے ہیں۔ یقیناً حقاً عظمت کی کنکریں میں وہی کچھ ہے جسے اللہ علیہ وسلم کے زمان سے سمجھا گیا۔

جناب دھماکا: (هَدَيْنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ جانتے ہیں۔ دیکھتے ہیں غیر مسکین المؤمنین کے مفہوم کا علم ہے؟ میرا خیال بلکہ ہرگز نہیں۔ یہ باتیں تو پڑھ لکھے لوگوں کے لئے ہوتی ہیں اور آپ کے مبلغ علم کا اندازہ آپ ہوتا ہے۔ آپ اپنے ہی گریبان میں جھانکئے شاید مسئلہ حل ہو جائے۔

○ سنُ سوچی وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے۔ اور تقسیم ہوں کہ میں کہہ نہیں ہوں مگر اس زمانہ میں ہدایت و نجات موقوف ہے میری اتباع پر۔

(مذکرۃ الرشید ج ۲ ص ۱)

جناب دھماکا: ذرا اس کے ہر جملے پر زور دے کر فرمائیے۔ حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے۔ مگر اس زمانہ میں ہدایت و نجات موقوف ہے میری اتباع پر۔ یہ دونوں کہنے خطرناک جملے۔ و نجات کے لئے رشید احمد صاحب کی اتباع ضروری ہے۔ اس زمانہ میں شاید انہی کو نجات ہوتی تھی۔ کیوں؟

○ (جو کچھ) مولانا خلیل احمد صاحب نے تحریر فرمایا ہے واقعی اس قابل ہیں کہ ان کا اعتماد کیا جائے اور ان سب کو مذہب قرار دیا جائے۔ (المہند علی المہند ص ۱)

کچھ ہیں..... یہاں تو خلیل احمد صاحب کی تحریر کو مذہب بنایا جا رہا ہے پھر بھی میری ضرورت (مذکورہ بالا دونوں عبارت کی) کی کچھ تاویل اور بیان کیجئے معنی اور ہماری طرف سے ہی لیجئے۔ البتہ جاتے جاتے اپنے مولانا احمد علی صاحب کے دونوں اور دیکھتے جاسیے۔ پھر دیکھنا نہ ہوتی۔

○ سن پچاس ہجری کے بعد قرآن و سنت کو صرف میں نے سمجھا ہے اور سائے منہ و محدثین جھک مارتے رہے ہیں۔ (سلسلۃ المسکوک ص ۱۹) از ماہنامہ ترجمانی دیوبند ہجری

میں اللہ ہوں اور اللہ میں ہیں مجھ میں منصور ہے..... اور میں منصور میں ہیں مجھ ہے اور میں ہیں۔ (حوالہ مذکور ص ۲۱)

مرزا غلام احمد قادیانی اصل میں تو نبی ہی تھے لیکن میں نے ان کی نبوت کشید کر دی۔ نبوت اس مجھے وہی کی منتوں سے نوازی ہے۔

(وحی والہام ص ۲۹) از ماہنامہ ترجمانی حوالہ مذکور

اس کے صدق و کذب کی تمام تر ذمہ داری برگردن راوی عاصر عثمانی دیوبندی پر ہے۔ اگر دیوبندی رائے آئے تو اس کھری کھری منانے والے عاصر عثمانی کو سنبھالیں وہ خاص دیوبندی میں رہتے ہیں تو اگر قبول کیا ہو تو پستہ پستہ دل

نہ فترک میں پہلے کوئی پنچر بھی تھا

حضرت علامہ اقبال علیہ الرحمہ کے متعلق ہی صاحب دھماکا نے کچھ گل افشانی فرمائی ہے۔ ان انہیں برا بھلا کہتے ہیں اور عوام کو متفرک کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

جو باعرض ہے کہ حضرت علامہ مرحوم سے علماء ابتدا کچھ خوش نہ تھے۔ اور ان کی ناراضگی کسی فتنی چپقلش سیاسی انجمن کا نتیجہ نہیں تھی۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ حضرت علامہ مرحوم اپنے ابتدائی دور میں اسے رستے تھے کہ ان پر اس درد کے جلیل القدر علماء تنقید نہ کرتے۔ جب حضرت علامہ نے شکوہ اور کچھ ابتدائی ہمیں اور اس میں لکھا کہ

تہا کیا تو میرا ساقی نہیں ہے؟ ترے شیشے میں سے باقی نہیں ہے

مہندر سے ملے پیاسے کو شبنم بھینلی ہے یہ رزاقی نہیں ہے

تو علماء نے فوراً اپنا فرض ادا کیا اور حضرت علامہ کی گرفت کی اور انہیں بتایا کہ خدا کے تبارک تعالیٰ است پاک کو بھینلی کی مذموم صفت کے ساتھ موصوف کرنا قطعاً نارستہ ہے جس کے نتیجے میں جواب سدا معروض وجود میں آیا۔

آپ فرمائیں کہ کیا علامہ نے اپنا فرض ادا کر کے کوئی غلط کام کیا تھا۔ اگر یہی سدا آپ سے دریافت

کیا جائے تو آپ کا کیا جواب ہوگا۔

شیخ جناب دھماکہ! حضرت علامہ اقبال علیہ الرحمہ بھی دوسرے بہت سے بڑے لوگوں کی طرح انسان تھے، فرشتہ اور نبی نہیں تھے کہ معصوم ہوں، ہمارے نہیں تھے کہ محفوظ ہوں یہی نہیں ہکا بکا کے کئی استدائی اشعار ایسے ہیں جن پر شرعی نقطہ نظر سے تنقید کی جاسکتی ہے۔

مگر علمائے حق علمائے اہل سنت کی گرفت کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ آپ اس جائز گرفت پھیلانے کا اختیار بنالیں۔

بخدا ایسے دھماکہ کے معرض وجود میں آنے کے اسباب و علل معلوم ہیں، حقیقتہً دھماکہ قذافی، انگریزی کا ایک ایسا شہکار ہے جس کی مثال شکل سے ملے گی۔

سنو: یہ علمائے اہل سنت ہی ہیں جو شب و روز اپنے جلسوں میں خطبوں میں حضرت محمد کے اشعار پڑھتے ہیں اور اس کا مفہوم لوگوں کو بتاتے ہیں اور ان کی تعلیمات کو اتنی فیصد سے زیادہ پہنچاتے ہیں اور حضرت علامہ کی تعریف و توصیف کرتے نہیں ٹھکتے۔

ہم پورے یقین و اعتماد سے کہہ سکتے ہیں کہ جس طرح علمائے اہل سنت نے حضرت علامہ کو روشن کر دیا ہے وہ حکومت بھی نہ کر سکی۔

اور آپ لوگ؟ آپ تو چھوٹے منہ بھی حضرت علامہ مرحوم اور قیامِ عالم کا نام تک نہیں لے سکتے ہیں جو حضرت علامہ کی بات کریں۔ اور کمالی یہ ہے کہ بقول دھماکہ حضرت علامہ کو گایاں چو، طعن ہم نے کیا، فتوے ہم نے لگائے، توین ہم نے کی مگر حضرت علامہ کا غضب و غضب ان کے اکا ملاں ہوا۔ اور پڑھتے تو

عجم ہنوز نداند روز دین در نہ - زدیو بند حسین احمد این چہ بلا بھی است
سرور بر سر منبر کلمت از وطن است - چہ بے خبر مقام محمد عربی است
بمصطفیٰ رسول غریب را کہ دیں چہ راست - اگر باور سیدی تمام ہو بھی است
(عقدا اقبال)

میری طبع کے لئے اس کا ترجمہ بھی سن لیجئے:

ان دین ہے، باطل کی پیروی کرنا - چمن سے اڑکے در بستکہ پہ مرجانا
ملم کو گاندھی کے پاؤں پر دھرنا - عجم ہنوز نداند روز دین در نہ

زدیو بند حسین احمد این چہ بلا بھی است

کے مصلحت دین بھلا کے عبد الست - بستان دیر کے غزوں پہ ہو گیا بدست

ام کوں سہی ہے جس کا ہے یہ قوم پرست - سرور بر سر منبر کلمت از وطن است

چہ بے خبر مقام محمد عربی است

(نوائے وقت، ۸ جولائی ۱۹۷۵ء)

وقت یہ ہے کہ بندے ماتم کا ترازہ الٹا اپنے دلوں کی حضرت علامہ اقبال سے کیا نسبت ہو سکتی ہے اہل سنت نے حضرت علامہ کی گرفت کی تو بخدا انھوں نے ہی حضرت علامہ کو سینے سے لگایا۔ انہیں میں جبکہ دی، ان کے دلوں انگریز خیالات لوگوں تک پہنچائے۔

ایک کے بارے میں:

ماں دھماکہ نے مسلم لیگ کے بارے میں ایک حوالہ نہ دیا کہ کیا ہے کہ بریلوی حضرت مسلم لیگ کو درست ہے۔ مگر صرف ایک فرد۔ اور اس کی یہی صورت ہے جو ہم حضرت علامہ کے دیکھ آئے ہیں۔

مدیٹھ۔ ابستاء خود جناب تادمہ انکم کیا مسلم لیگ میں تھے؟ کچھ تاریخ کا علم بھی ہے آپ ہیں؟

آئیے میں آپ کو آئینہ دکھا دوں۔ کہ قاتلہ کہیں جسے۔ تاکہ آئینہ آپ نصرت انگریزی کی جرأت نہ دیکھے تو سہی۔ کلمت کہتی ہے مجھ کو خلقِ خدا غائبانہ کیا

○ کانگریسی جمعیت العلماء کے اجلاس دہلی میں مولوی حبیب الرحمن اور مولوی عطار اللہ

نماری نے مسلم لیگ کو جو لاجیاں ستائیں ان کا ذکر اخباروں میں آچکا ہے ان لوگوں نے

مشر محمد علی جناح کو یزید اور مسلم لیگ کے کارکنوں کو یزیدوں سے تشبیہ دی۔ خدا کا نام لے کر کہیں گاندھی کو امام حسین سے مشابہ قرار نہیں دے دیا۔

(انقلاب ۱۵ مارچ ۱۹۳۹ء ص ۱۱۹) تحریک پاکستان
مولوی حبیب الرحمن لدھیانوی صدر احرار کہتے ہیں:

○ دس ہزار جینا (جناح)، شوکت اور ظفر خواہ لال نہرو کی جوئی کی نوک پر قے کئے جاسکتے ہیں۔ (حوالہ مذکور از چمنستان ص ۱۲۵)

یہی مولانا فرماتے ہیں:

○ مسلم لیگ کا موجودہ رویہ خود مسلمانوں اور تمام ملک کے لئے نقصان دہ ہے۔ اور کایہ رویہ جاری رہا تو قلیل عرصہ میں ان کو جاپان و جرمنی کی طرح کچل دیا جائے گا۔ مولانا اور پٹنہ نہرو کی سب سے عرقی کا نتیجہ مسلم لیگ کو بھگتنا پڑے گا اور ضرور بھگتنا پڑے گا (تحریک پاکستان اور نیشنلسٹ علماء ص ۱۱۹)

○ جناب علامہ اذہ شاہ کٹاری نے پسرور کانفرنس ۱۹۴۶ء میں فرمایا: پاکستان جناح بڑی بات ہے کسی ماں نے ایسا بچہ نہیں جنا جو پاکستان کی آپ بھی بنا دے۔

(روزنامہ جدید نظام استقلال ص ۱۹۵) مافوق از تحریک پاکستان

○ ان لوگوں کو شرم نہیں آتی جو اب بھی پاکستان کا نام جیتے ہیں۔ یہ سب ہے پاکستان ایک خوشحور سانپ ہے جو سنہ ۱۹۴۷ء سے مسلمانوں کا خون چوس رہا ہے اور مسلم لیگ ہائی کمانڈ ایک سپیرا ہے۔ (آزاد ۹ نومبر ۱۹۴۶ء)

سب کچھ لکھ کر جناب چودھری حبیب احمد کہتے ہیں:

○ ہند میں مسلمانوں کی نمازوں کو غدیر برہمن کرنے والے ان مولاناؤں کے برگ و بار پاکستان کے مختلف میں پھیل چکول رہے ہیں ارباب اقتدار و اختیار کے احساس فیہ سے فریاد ہے..... جہاں جم بیرونی دشمنوں سے اس مملکت کو محفوظ و مہنوں رکھنے

مشر محمد علی جناح کے جرنیلوں اور سپاہیوں پر ناز و غر سے اتید و البتہ کے ہوتے ہیں ہند کے ایجنٹوں سے بھی باخبر و ہوشیار رہنا ارباب ہست و کشاد کا اہم فریضہ ہے (حوالہ مذکور ص ۱۲۲)

○ ان افضل رئیس احرار کہتے ہیں:
نہروں کو بھوکتا چھوڑ دو۔ کاروان احرار کو اپنی منہر کی طرف پھٹنے دو۔ احرار کا وطن رہا یہ دار کا پاکستان نہیں۔ احرار اس کو پلیدستان سمجھتے ہیں۔

(خطبات احرار ص ۹۹)

○ بشر جناح آج تک کر توحید پڑھ کر مسلمان نہیں ہوا لیکن پھر بھی مسلمانوں کا نامہ غنیمت ہے۔ (تحریک پاکستان اور نیشنلسٹ علماء ص ۸۸)

○ (نیشنلسٹ پیسج بشر جناح کا اسلام)
جو لوگ مسلم لیگ کو روٹ دیں گے وہ سو رہیں اور سو رکھانے والے ہیں۔

(چمنستان ص ۱۲۵)

○ پاکستان انگریزی ایجنٹوں کا فریب ہے۔ (مولوی حبیب الرحمن)
مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی نے کہا:

○ ملک آزاد ہونے پر بشر جناح اور اس کے لیگیسٹروں پر مقدمہ چلا دیا جائے گا۔ انہوں نے ہند کے مفاد کو اس قدر نقصان پہنچایا ہے..... کہ کہیں بھی یہ پاکستان کے حقدار نہیں۔ (روزنامہ جنگ استقلال نمبر ۱۹۳۹ء)

○ (نہرو جناب دھاکہ۔ یہ زنا طے وار طانیہ بھی تو دیکھتے جاہلے۔ اور یہ بھی سوچتے کہ

اس بھر کو آگ لگ گئی مگر کے چراغ سے

انہی کے علماء اور طلبہ ہند و دھرم سالہ میں:

اور یہ سب کچھ کہنے والے آپ ہی کے مسکبہ فکر کے مولانا دریا بادی ہیں کوئی غیر نہیں۔

○ دریاباد ۲۳ فروری آج چار دن سے اس قصبہ پر کانگریسی خیال کے مسلمانوں کا دھاوا ہے۔ دیوبند کے طلباء کا ایک دستہ آیا ہوا ہے اور اپنے مسلک کی تبلیغ یا کوشش میں مصروف ہے اس میں مضائقہ نہیں۔ ظاہر ہے کہ ہر فرقہ ہی کو تلبہ یا کرنا چاہتا ہے لیکن عجیب و غریب بات یہ ہے کہ کام مسلمانوں کے اندر کر تلبہ کی تعلیمات یہ تمام لافوں سے توڑے ہوئے ہے۔ اور قصبہ کی غیر مسلم آبادی سے جوڑے ہوئے ہے۔ قیام ان کا دھرم سالو میں ہے۔ حالانکہ قصبہ میں ایک نہیں دو دو سرایش مسلمانوں کی ہیں۔ ان کا رہنا سہنا چلنا پھرنا، کھانا پینا تمام تر ہندوؤں کے ساتھ انہیں کے درمیان اور انہیں کا سارہ عہدہ کہ ان سطور کے راقم کو جب انہوں نے سرفرازی تو ہمیشہ ہندوؤں ہی کے حلقہ میں یہاں تک کہ ایک دن مسلمان صاحب تو ایک تھے اور ان کے ہندو رفقاء تین کی تعداد میں۔ گویا توحید شکیب کے جھینڈے میں ۱۰ اس سے قبل منزل اہلی کے ایکشن کے وقت تو یہ نظر دیکھنے میں آیا تھا کہ کونسل مسلمان امیدوار کے کارکن اور باقاعدہ پولنگ ایجنٹ تک ہندو تھے۔

(ماخوذ نوائے وقت ۱۲ مارچ ۱۹۴۶ء صدق کھنڈ ۲ فروری ۱۹۴۶ء)

○ (قرآن) اب ذرا اپنے ابوالکلام کے متعلق بھی چند جملے سنتے جائیے۔

○ بہر حال مولوی ابوالکلام آزاد نے ایک مرتبہ اور یہ حقیقت واضح کر دی کہ غداری تیرا دوسرا نام ابوالکلام آزاد ہے۔

(نوائے وقت ۲۹ جون ۱۹۴۶ء)

(ارشے کے متعلق ہمارے پاس اتنا ذخیرہ ہے کہ شاید کئی کتابیں لکھی جا سکیں پھر یہی بیج رسب مسجدوں کی کہانیاں:

○ مولوی خیر الدین نقوی نے (ابوالکلام کے باپ) مہنام (مضافات بمبئی) میں مل لاری کے آگے ایک مسجد بنائی تھی۔ اس مسجد کو چھ ہزار روپے میں ایک بقال کے یہاں رکھ دیا۔ اگر مولوی صاحب کے یمن مقتدرین اور کوسر مولو اسے چندہ کر کے اس مسجد کو نہ چھوڑتے تو یہ مسجد نیلام چڑھا جاتی۔

(ماہنامہ ناران سنہ ۱۹۴۶ء مارچ ص ۱۳، ص ۱۴، ص ۱۵)

○ وہاں ایک اور مسجد کی داستان بھی سنتے چلیے، مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی صدر امتیاد اشت میں سنہ ۱۳ پر رکھتے ہیں۔

سے چچا مولانا مفتی نعیم صاحب نے سٹی کانگریس کے صدر کی حیثیت سے غازی خان عرف مانا، مسٹر مظہر جمیل اور کانگریس کے رضا کاروں کے ساتھ شاہی مسجد ایٹمی باغ میں ہزاروں ہندوؤں اور مسلمانوں کے سامنے حلف نامہ آزادی پڑھا۔

رہنے کانگریس کا جھنڈا لہرایا۔ مگر انہوں نے کہ آج سنہ ۱۹۴۶ء میں اسی شاہی مسجد پر جو ۱۹۲۹ء کی یوم آزادی کی یادگار تھی گرا کر اس پر گوردارہ تعمیر کر دیا گیا۔ سنہ ۱۹۴۶ء بعد کانگریس کے جلسوں کا مرکز بنی۔ تمام کانگریس تحریک کے کام اسی مسجد میں ہوتے رہے۔

کر کے اس مسجد کی طرف بڑھنے کی جرأت نہ ہو سکی۔

تھی تو خیر خود نوشت تھی اب ذرا چوہدری حبیب احمد کا تبصرہ بھی ملاحظہ فرمائیں تاکہ آپ پر اپنی مع ہو جائے۔

(۱) کیونکہ مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی آج اس دنیا میں نہیں مگر ہم انہیں لے جاتے کہ مسلمان بچا کرے تو اتنے سادہ لوح اور خود درگزر سے کام لیتے واسے ہیں کہ لائیو پور ان لونی کے علاقہ کی جامع مسجد میں آپ کے چچا مفتی نعیم صاحب مسلمان مقتدیوں کی قطار میں مارنے کے لئے بھی سوجنا چاہتے تھا انہیں وہاں مسلمانوں نے خطیب بنا رکھا ہے۔

... کا کش جناح کا لونی لائیو پور کے مسلمان بھی سوچیں کہ اس اسلام کا علمبردار جو تمام پاکستان مخالف تھا جو جناح اور اقبال پر اپنے منہ سے آگ کے انگارے برساتا رہا ہمارا خطیب امام نہیں۔ بلکہ کوئی مولانا محمد صادق سیالکوٹی یا حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیال شریف یا رزہ شریف چور شریف کے سرپرست یا سید محمود شاہ گجر آل جنوں نے تحریک پاکستان میں اپنی تقریروں سے مسلمانان ہند کو حضرت قائد اعظم کی ہمنوائی و وفات کے لئے اُجاڑا تھا ان کا لونی شاگرد ہونا چاہیے۔

(تحریک پاکستان ص ۵۸)

مسٹر محاکر یہ تو جتنے نمونہ از خود اسے تھا۔ بندا اگر تھا اسے صاحبوں کے جیل دفریب (۱) اور پوری کائنات شرم سے پانی پانی ہو جائے گی۔ اس بزرگ کی یہ خود تمام اعظم آپ لوگوں کے لیے جمیعت العلماء اسلام ہند ہندوؤں کے جاہل آلہ کار

۵) مسٹر جناح نے بالکل صحیح فرمایا ہے کہ چند لوگ جو جمعیت العلماء کا نام استعمال کر رہے ہیں اور ملک و دونوں کو سب سے بڑھ کر نقصان پہنچا رہے ہیں۔

(اداریہ روزنامہ اشفاق) ۵ مارچ ۱۹۶۹ء پاکستان اور بین الاقوامی

○ ہماری معلومات کے مطابق ان لوگوں میں بھی عارِ جہیں۔ ان سب کے پیشرو مولانا احمد ہیں جن سترہ سو چار مسلمانوں کے مقاصد و تحفظ کے ساتھ دشمنی اور عداوت کا اظہار کسی نے نہیں کیا۔ (حوالہ مذکور ص ۸۷)

گھر کی شہارت :-

○ جس وقت حضرت مولانا کا مریض پہلا تو ایک اللہ اکبر کا نعرہ بلند ہوا۔ اس کے گاندھی جی کی جے، مولوی محمود الحسن کی جے کے نعرے بلند ہوئے۔

الانجازات اليومية ج ٤ ص ٢٥٥ اشرف م

○ زیادہ تر وہ لوگ عام مسلمانوں کو ان لیڈروں کی وجہ سے ہوا۔ یہ ناقابل اعتدال اندیش مسلمانوں کی گشتی کے انداز بنے ہوئے تھے۔ ان کی باگ ان کے ہاتھوں میں ہے۔ انھوں نے ہزار مسلمانوں کے ایمان کو تباہ و برباد کیا۔ دیکھ لیجئے مشاہدات و واقعات اس کے سامنے ہیں۔ سب سے پہلے ہندوؤں کے نفرتی گنگے۔ تشقے (تکلیف) پیشانی پر لگائے۔ ہندوؤں کی ارم کندھا ریا۔ ان کے مذہبی تہواروں کا انتظام مسلمانوں والے نہیں کرے کیا۔ الخ..... الی قرا جب علماء ہی پھسل گئے۔ دوسروں کی کیا شکایت۔

(اتفاقات الیومیه ج ۴ صفحہ ۱۱)

یوں ما یوں ما پتہ پتہ حال ہمارا جانے ہے
 چلنے بھانے گل ہی نہ جلنے باغ تو سارا جانے ہے

ہم آپ کو نہایت ایجاز و اختصار کے ساتھ علمائے اہل سنت اور علوم اہل سنت کے متعلق بتانا
احسن نے تحریک پاکستان میں کیا خدمات انجام دیں اور کس علما و حضرات کا مظاہرہ کیا؟ یہ تاریخ کی
راہماری کو تاہی ہے کہ وہ لوگ جو سب کچھ تھے اب کچھ نہیں۔ اور جو باقی تھے، دشمن تھے اب صاب
ن صاب میں ان کو ذکر ہے۔ استقامت کے پرچوں میں پتوں سے دلربند اور علمائے دیوبند کے متعلق
ستہ ہیں۔

یہ ہے کہ جب پاکستان میں میرٹ کا انگریزوں کا انتہام ہوتا ہے تو پاکستان سے درمندی وہ جانتے ہیں جو بہر صورت نظریاتی اعتبار سے تحریک پاکستان کے مخالف تھے۔ کیا کوئی بتا سکتا ہے کہ کن لوگوں کی ذہنی سازش کا نتیجہ ہے؟

مہمورت علمائے کرام اور مشائخ عظام اپنی پوری تخلیق طاقت سے طاعونِ طاقتوں سے ملک کے اور نہایت
 میں برصغیر کی پوری نضا اللہ اکبر۔ اللہ اکبر۔ یا رسول اللہ یا رسول اللہ۔ اور سب کے رہیں گے پاکستان
 انہوں سے محروم ہو گئی۔ اس اجتماعی زندگی کا آغاز ﷺ بنا کر سنی کا غرض سے ہوتا ہے۔ جس
 جزائر سے زائد صرف ملاوٹا شائع شدہ شمولیت کی اور عوام اہل سنت جو باہر سے آئے تھے ان کی تعداد
 سے کم نہ تھی۔

راقم الحروف خود بنارس سنی کافرنس میں شامل تھا۔ جذبات سے لبریز ایسے ولولہ انگیز نفاکھی پہلے نہیں آئی تھی۔

بنارس کی ایک ایک گلی تکیہ و تہلیل کے پر شکوہ نغروں سے گونج رہی تھی۔ سامعین کا ایک سیل متحاور اُٹھتا چلا آ رہا تھا۔ ۲۰ تا ۳۰ میل پر ۱۹۴۱ء کے یہاں بنک دن کسی نہیں بھلائے جاسکتے۔

جن میں سوا اٹھ سو سے زائد کا سب سے بڑا اور سب سے زیادہ صحیح فیصلہ فرمایا تھا۔ میں اس سب سے اُس خطبہ صدارت کے صرف چند اقتباسات پیش کرتا ہوں جسے رئیس المدین رئیس المنکلیں الحاج محمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اشرفی جیلانی کچھ چوبی صدر استقبالیہ جمہوریت اسلام آباد کے آل انڈیا قس کے بے نظیر اور عدیم المثال اجلاس میں پیش کیا۔

آپ نے تمہید میں فرمایا:

○ مسلمانوں کی بے نظری اور سینوں کی یکسو اور اعدا کی تشریاں دشمنوں کی پلاکیاں اور سب سے بڑھ کر خمیر دشمنوں کی فڈاریاں اور مسلم غاؤں کی اسلام دشمنیاں جن کو ہم آج ہر برنٹ دیکھ رہے ہیں یہی ہمارے اظہار مدعا کی تمہید ہے۔ (خطبہ صدارت)

○ بڑی خوشی اس کی ہے کہ ہمارا بڑے سے بڑا دشمن بھی زیری کر سکتا ہے کہ ہمارے سامنے کوئی سیاسی جماعت ہے جس کا تعاون ہمارا مقصد ہے۔ زیری کر سکتا ہے کہ ہماری پشت پناہی و امانت کوئی سیاسی جماعت کر رہی ہے۔ (خطبہ صدارت)

○ اگر مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس قدر شکر ہی اس قدر منظم ہو جائیں اور اتنے کثیر قائدین کی قیادت جمیع قوم پر کھلے بند غیر مسلم ہوں یا مسلم غافل کیا حال کوئی ہم سے کر سکے اور کیا طاقت کہ ہمارے سامنے اسکے برکتیوں کو تاور کنار ہاتھ ملائے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ (خطبہ صدارت)

○ وہ کسی نابالغ تعلیم ہے جو پاکستان کے تصور سے لڑاٹھے اور پاکستان میں جس کو اپنی زندگی محال نظر آئے۔ اسلامی تلوار کی آزادی میں اپنی موت معلوم ہو۔ کیا شہر کی شہیت اور مسلمانوں کی اسلامی غیرت اس قوی و دینی جرم کو برداشت کر سکتی ہے۔ (خطبہ صدارت)

○ حضرات وقت آگیا ہے کہ خلافت راشدہ کے وقت کو پٹایا جائے اور صدارت سے نظام شریعت کو اسلامی دنیا کا نصب العین بنا دیا جائے۔ (خطبہ صدارت)

حیدر دینی رہنما! میں نے عرضداشت میں ابھی ابھی پاکستان کا لفظ استعمال کیا ہے ابھی کی جبکہ پاکستان کا لفظ اچھلے..... نعرہ لگا گونج میں پاکستان کے رہیں گے میں میں تھا ہوں میں، بازاروں میں، ویرانوں میں لفظ پاکستان ہر جگہ اور ہر مقام میں ملتا رہا ہے۔ اس لفظ کو اب پنجاب کا یونیٹسٹ ایڈ بھی استعمال کرتا ہے۔ مگر پاکستان پاکستان وہ ہوگا جس کی شہنشاہی سردار جوگند سنگھ کے ہاتھ میں ہوگی، لیگ کے ان کے متعلق دوسری قومیں چھٹی ہیں کہ اب تک اس نے پاکستان کے معنی نہیں بتائے۔ انہوں نے لیگ کے اس پیغام کو قبول کیا ہے..... وہ صرف اس قدر کہ ہندوستان اب ہند پر اسلام کی قرآن کی آزاد حکومت ہو۔ (خطبہ صدارت ص ۲۴)

○ صرف اتنا سمجھ کر کہ قرآنی حکومت اسلامی اقتدار لیگ کا مقصد ہے ہم اس کے ساتھ ہو گئے..... اب تو تمام شہر نے جو یقین کر لیا ہے وہی دستور اساسی ہی ہے اور وہی تجاویز میں ہیں۔

○ ایک ان کے لئے کوئی نیا دین سے کہ نہیں آئی ہے جس کو سوچ کر ٹھونک بھاگ قبول کیا..... ہماری آرزو ہے کہ اسی وقت صدارتی زمین پاکستان ہو جائے۔ آل انڈیا قس کا دفتر پاکستان کے خلاف زبان کھولنے اور قلم چلانے سے پہلے یہ سوچ لیا جائے کہ دواؤں کے کیا منہ کر جائیں گے۔ پاکستان میں اس مجرم کو نہ بخشا جائے گا جو کہ بڑھ کر اپنے کو..... (خطبہ صدارت ص ۲۵)

○ زارہ دلولہ انگریز خطبہ میں ملاحظہ کر لیں۔ جو سلطان الہند حضرت خواجہ غریب نواز سیدنا امین الدین اور امیر کے خانقاہ متعلق پر محدث اعظم الشاہ سید محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ہزار اہمیت کے کام اور کے سامنے دیا تھا۔ ہم یہاں جستہ جستہ چند سطور درج کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔

○ آپ نے فرمایا: لئے شہر پاکستان بنا کر دم لو کہ یہ کام صرف تمہارا ہے۔ (خطبہ صدارت)

کی جارہی ہے۔ تمام دارالعلوم (دیر بند) رکھا اور کام دیر بند رکھا گیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گھبراہٹ اور ہندو سے ماترم کا تڑا گاٹیں۔ مسلمانوں سے بیزار مشرکوں کے علمبردار..... دستار کے شلوں کو چرخیوں پر شواروں کو دھو تیوں پر چند ٹکوں کے عوض بچھا اور کرچکے ہیں۔

○ شفیق جاگو جاگو! شفیق ہوشیار خبردار! آؤ بڑے چلے آؤ۔ اٹھو کھڑے ہو جاؤ چلے جاؤ ایک منٹ میں نہ کرو۔ پاکستان بنا لو تو جا کر دم لو پاکستان کی تعمیر آل انڈیا سنی کانفرنس کرے گی۔ ہمارے ناپاکوں نے اپنے اندر بے شمار اختلاف رکھتے ہوئے پاکستان کے خلاف صف آرائی کر لی ہے۔ پاکستان کے معنی اسلامی قرآنی آزاد حکومت ہے۔

والخطبۃ الاشرافیۃ للجمہوریۃ الاسلامیہ ہوا

کیا اب بھی کوئی غیر رہ جاتا ہے کہ ملائے حق ملائے اہل سنت مسلم لیگ، قائد اعظم کے دشمن اور مخالف تھے۔ اہل البتر ایک صورت ہے جو جناب دھماکہ اور ان کے کارہیوں کے ہر سکتی ہے..... اور وہ یہ ہے کہ

سبے حیا باشش ہر چہ خواہی کن

○

چند اور لرزہ خیز دھماکے

جناب دھماکہ رقمطراز ہیں:

سال گذشتہ جب پاکستان کے مسلمان سار تین ہفتے کے خلاف ہندو آزما تھے۔ اور پوری قوم ابتلاؤ آزمائش کے در سے گذر رہی تھی۔ یا دشمنِ بخیر مولانا شاہ احمد نورانی صاحب تبلیغ اسلام کے بڑے بیرون ملک تشریف لے گئے۔ ان کے ساتھ ایک خان صاحب بھی تھے جنہوں نے انگلستان میں ایسی مہم اور فرقہ وارانہ تقریریں کیں۔ جن کا نتیجہ یہ ہوا کہ برطانیہ

ایسی زیرِ تعمیر جامع مسجد بن گئی جس میں ایسا فساد برپا ہوا کہ اگر نہ پولیس نے غارت خانہ سے ان کے لئے کسے کسے چھوڑے اور نتیجہً مسجد متعلقہ کر دی گئی۔ (دھماکہ ص ۵)

○ اس قدر وحشت اور بے حیائی کے ساتھ جھوٹ بول کہاں سے سیکھا ہے! کیا آپ کو نہیں معلوم تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ ادا حدیث کذب کہ جب بھی گفتگو کرتے ہو تو اسے آپ لوگوں کو سوا ملوڑ سے شرعی کذاب کہا جائے تو کچھ بیجا نہ ہوگا۔ پاکستان کا ہر اور اہل کی کاروائی اس بات کی شہادت دیتی ہے کہ جس شان سے سوادِ اعظم اہلسنت کے ان انجمنوں، قادیانیوں اور آمروں سے ختم نبوت کی جنگ لڑی۔ ماضی حال میں بھی کوئی دیر بندی اس دور کا کوئی بھی اخبار رسالہ اور اسمبلی کی کاروائی اٹھا کر دیکھ لیں حقیقتیں واضح ہو کر سامنے

○ سالِ اسلام حضرت کرم شاہ احمد نورانی زید مجدہ العالی اور مرزا محمد مدحتی مولانا عبدالستار صاحب نیازی کی بات کہتے ہیں ایسے عظیم فرزندِ قوم سے پیدا نہیں ہوئے جو دیکھی حق کہنے سے اور نہ کجی تمہارے اسلاف و اختلاف کی طرح فروخت ہوئے۔ نہ بیروں کے ہاتھ میں کھلونے بنے جس آپ کے بے مہابا جھوٹ اور ناراضگی کے اسباب و وجوہات معلوم ہیں و دراصل آپ نے وہی کاروائیاں شروع کر رکھی تھیں جو مدینہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں مسجد ضرار بنا کر منافقین نے کی تھیں۔ وہیں علامہ ارشد القادری اور دیگر علماء حق کی فریب شکن لیٹا روں اور لٹکاروں سے یورپ میں قمرانے لگیں تو پوری دنیا نے غیب میں زلزلہ طاری ہو گیا۔ اندھیروں کے تاریک سینے چھلنے ہو۔ ام نہاد تبلیغی جماعت کے دہلی و فریب کے دامن تار تار ہو گئے۔ پھر ظاہر ہے کہ آپ حضرات قمرانے اور مولانا عبدالستار صاحب نیازی سے کیسے خوش ہوں گے۔ جن کی ہمتی نے آپ کو بنگلہ کے بھرے بازار میں لٹکا کر دی ہے۔

○ گمراہی نہیں ہم پوری دنیا میں آپ کا تقارف کرائیں گے کہ آپ کیا ہیں؟ اور کن خیروں سے لے کر تیر ہوئی ہے! ماضی میں کن لوگوں کے حکموں پر چلتے رہے اور حال میں کن لوگوں کے ہاتھ کے

کھلوانے ہیں؛ اس عنوان پر چونکہ ہم پہلے لکھ آئے ہیں اس لئے یہاں نہایت اختصار کے ساتھ جماعت کے متعلق کچھ لکھنا چاہتے ہیں۔

تبلیغی جماعت۔ دراصل علامہ نے نجد ہی کی ایک شاخ ہے۔ چنانچہ

○ ایک بار مولانا الیاس نے فرمایا۔ حضرت مولانا تھانوی نے بہت بڑا کام کیا ہے میرا دل یہ چاہتا ہے کہ تبلیغ تو ان کی ہو اور طریقہ تبلیغ میرا ہو کہ اس طرح ان کی تعلیم عام ہو جائے گی۔ (ملفوظات ص ۵۸)

حالانکہ تبلیغی جماعت والے بڑے زور شور سے یہ پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ ہم تو صرف راج و نزکوۃ کی باتیں کرتے ہیں۔ حقائق قلب کی طرف توجہ دیتے ہیں ہمیں والدہ باللہ مسلک نہیں۔ دیوبندی بریلوی نزاع سے ہمیں کوئی تعلق نہیں وغیرہ وغیرہ۔

مگر حقیقت حال اس کے بالکل برعکس ہے۔ آج تک ان کی فریب کاریوں میں پھینکنے کے فرو بھی مسلک اہل سنت پر قائم نہیں رہا۔ تھانوی صاحب کے ملفوظات کے مرتب خواجہ عزیز علی نے کہ حضرت تھانوی نے

○ احقر کو مخاطب کر کے فرمایا کہ دیکھئے میرا مادہ تاریخی (تاریخی نام) ”مکتبہ عظیم“ ٹھیک ہے یا نہیں؟ ٹھیک ہے یا نہیں؟ میں آخر شیخ زادہ ہوں۔ شیخ زادے بڑے فطرتی ہیں ہیں مجھے بھی فطرتیں بہت آتی ہیں۔ (حسن العزیز راج ص ۱۳)

نظا ہر ہے کہ یہی فطرتیں سے کہ الیاس صاحب اٹھے اور تبلیغی جماعت کا چرچہ کھم ادا اور مولوی منظور احمد نعمانی اور مولوی زکریا میں مولوی الیاس کی جانشینی و خلافت کے بارے میں دوا ل مولوی منظور احمد نعمانی نے ظاہر کیا کہ

○ ہم بڑے محنت و لابی میں ہمارے لئے اس بات میں کوئی کشش نہ ہوگی کہ یہاں حضرت کی قبر مبارک ہے۔ یہ مسجد ہے جس میں حضرت نماز پڑھتے تھے۔

(دسواں مولانا یوسف ص ۱۹۳)

دراب میں مولوی زکریا بھی گرج اٹھے اور فرمایا:

○ مولوی صاحب میں تم سے بڑا دہائی ہوں۔ تمہیں مشورہ دوں گا کہ حضرت چچا جان کی حضرت کے حجرہ اور درو دیوار کی وجہ سے یہاں آنے کی ضرورت نہیں۔

(حوالہ مذکور ص ۱۹)

بہر کرے۔ ہیں بھی دہائی اور ایک سے ایک بڑھ کر جفاور نہدی۔ مگر حضرت کی قبر اور لئے لڑ رہے ہیں!

یعنی جماعت کے متعلق جناب الیاس صاحب کے خلیفہ جناب احتشام الحسن صاحب کیا میں وہ بھی ملاحظہ فرماتے ہیں:

○ میری عقل و فہم سے بالاتر ہے کہ جو کام حضرت مولانا الیاس صاحب کی حیات میں مولانا کی انتہائی پابندی کے باوجود صرف بدعت حسنہ کی حیثیت رکھتا تھا۔ اس راہ انتہائی سبب ائمہ دیوبند کے بعد دین کا اہم کام کس طرح قرار دیا جا رہا ہے۔ اب دشکرات کی شمولیت کے بعد اس کو بدعت حسنہ بھی نہیں کہا جاسکتا۔

(اصول دعوت و تبلیغ کا آخری ٹائٹل پیج)

○ افسوس! اب ذرا ان کے مرکز کی اہمیت بھی دیکھتے چلیں۔ اگر کوئی کو دین نہ جاسکا تو کوئی حرج و مرکز کی غیر حاضری کفر تک جا پہنچتی ہے۔

○ میں حیران ہوں کہ کیا کہوں کچھ سمجھ میں نہیں آتا پتہ نہیں کب سے تبلیغی جماعت کا مرکز بھی ایمانیات میں داخل ہو گیا اور اس کا مخالف قرار پایا ہے۔

(اصول دعوت ص ۹۱)

○ اگر ذرا بھی طاقت حاصل ہو جائے اور جو مرکز آئے، تو اسے بالکل مرکز کے درجہ میں سمجھتے ہیں۔ (اصول دعوت ص ۹۱)

لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

برنگم کے مرد مجھول کی تذییر

امام اہلسنت اعلمت علیہ الرحمہ کے متعلق برنگم کا فتنہ رقمطراز ہے
ازواج مطہرات کے شانے میں گستاخ

اور کس گستاخی سے آگے بڑھتے ہیں محمد ابن عبدالباقی کو اپنی تائید میں پیش کرتے ہوئے
تمام انبیائے کرام کے مزار قدس سید کے بارے میں لکھتے ہیں،

”انبیاء کرام کی قبور مطہرہ میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں اور وہ ان کے ساتھ
شب باشی فرماتے ہیں۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ استغفر اللہ ثم استغفر اللہ“

(ملفوظات حصہ سوم ص ۲۵ ماخوذ از دھماکہ)

اور پھر اس کے آگے جناب دھماکہ کا گھناؤنا تبصرہ ہے جو سراسر جہالت پر مبنی ہے،
مشہور ملفوظات حصہ سوم میں تحریر ہے وہ یہ ہے کہ اعلمت نے ایک سوال ہوا تھا جس کا آپ
جواب مرحمت فرمایا جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

عرض ہے: انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیائے کرام کی حیات برزخیہ میں کیا فرق
(ارشاد: انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات حقیقی حسی دنیاوی سے ان پر تصدیق وعدۃ
الہیہ کے لئے مقرر ایک آن کی موت طاری ہوتی ہے پھر فرما ان کو ویسے ہی حیات عطا
فرمادی جاتی ہے اس حیات پر وہی احکام دنیویہ ہیں ان کا ترکہ بانٹا نہ جائے گا۔ ان کی
ازواج مطہرات کو ناک حرام۔ نیز ازواج مطہرات پر عذرت نہیں۔ وہ اپنی قبور میں
کھاتے پیتے نماز پڑھتے ہیں بلکہ سیدی محمد ابن الباقی نے فرماتے ہیں کہ انبیاء
علیہم الصلوٰۃ والسلام کی قبور مطہرہ میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں۔ وہ ان کے

شب باشی فرماتے ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کو (انبیاء کرام کو)
اسے ہوتے لیبیک پکارتے ہوئے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ الخ

(اللفظ ج ۲ ص ۳۸)

سارے کیا پوچھوں۔ آپ بتائیں کہ اعلمت نے اس میں کون سا لفظ گستاخی کا استعمال کیا ہے
ای مطہرات کی شان میں گستاخی قرار دیا گیا۔ یہ مسئلہ ایسا تو نہیں تھا کہ دھماکہ جیسے سطحی لوگ اس
میں اور اپنی سفاہت و بددیانتی کا مظاہرہ کر کے لوگوں کو تشغیر کریں۔

دعا ہے۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دیگر انبیائے کرام کی حیات طیبہ میں ان کی ازواج
ت ان کے لئے جائز تھیں یا نہیں۔ اگر جائز و درست تھیں تو اب جبکہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ
م کو دہی زندگی حاصل ہے تو پھر کیوں ناجائز ہو گئیں۔

یہ جب کرنا ”الفاظ کو غلط معنی دینے تو بہت آسان ہے۔ مگر دانتداری سے کسی موضوع کو
مک پہنچانا بہت مشکل ہے۔ اور جناب دھماکہ دانتداری تو آپ کے قریب سے بھی نہیں
ی ہے۔

فرمائیے جناب دھماکہ! آپ حسب ذیل موضوعات کے متعلق کیا فیصلہ فرمائیں گے۔
دریں کسی ہوں گی؟ ہر مرد کو کتنی حدیں ملیں گی؟ ان کے رنگ و درجہ حسن و جمال کی
امانیت ہوگی؟ مشروبات کی اقسام کیا ہوں گی؟ غلامان کیسے ہوں گے!

یہ سب کچھ تو خدا نے فرمایا ہے نا۔ اگر آپ کے غلط ذہن سے سوچا جائے تو یہ سب
اشہ بن جائے گا۔ البتہ آپ کے گندے ذہن کی صفائی کرنے آپ کے اکابرین کی حیات طیبہ کا
والضروروں کا۔ ملاحظہ فرمائیں۔

○ پہلی سے برقرار داری خاتون سلیب کا کارڈ بھی میرے نام آیا جس میں برقرار داری نے
اپنا ایک خواب درج کر کے درخواست کی ہے کہ حضرت دالکی خدمت مبارکہ میں عرض
کر کے تعبیر منگا دوں لہذا ذیل میں نقل کی جاتی ہے۔ دعوہ خدا۔

ایک جنگل ہے اس میں میں ہوں یعنی برغورداری سلہا) ایک تخت ہے کچھ اونچا سا اس پر فریضہ ہے۔ ایک عین اور دو تین آدمی ہیں۔ ہم سب کھڑے ہیں حضرت رسول اور کے انتظار میں۔ اتنے میں ایسا معلوم ہوا کہ جیلے بجلی چکی تھوڑی دیر میں حضرت تشریف آئے اور زینے پر چڑھ کر میرے سے ہنگام ہوئے اور محمد کو خواب زور سے بھیجے یا جس سے سارا تخت مل گیا۔

(اصدق الروایا مصنف اشرف علی تھانوی حصہ دوم ص ۲۴)

یاد رہے کہ یہ خط مولوی اشرف علی تھانوی کی مریدانی کا ہے۔ اس نے رشید احمد کو اس نے تھانوی صاحب کو بھیجا اور انہوں نے نہایت فخر سے شائع کر دیا۔ اور جس کتاب میں خواب درج ہے اس کا نام اصدق الروایا (بہت سچے خواب) رکھا گیا ہے۔ الامان والہ۔ حدیث پاک میں ہے مَنْ رَأَى نَفْسَهُ رَأَى الْفُحْشَ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَسْتَعْمَلُ رُبِّي جس نے مجھ کو دیکھا (خواب میں) اُس نے یقیناً مجھ کو ہی دیکھا۔ اور شیطان میری صورت میں ظاہر ہو سکتا۔

میرے نزدیک تو یہ خواب (برغورداری خاتون سلہا) سراسر کجواں ہے اس سبب خواب دیکھا ہی نہیں۔ اور اگر اصدق الروایا کی روایت کے مطابق سچ مان لیا جائے تو کیا یہ جناب صلی اللہ علیہ وسلم پر الزام نہ ہوگا کہ معاذ اللہ تم معاذ اللہ انہوں نے خاتون سلہا کو گلے سے لگایا؟ اس الزامات نہ ہی تو لگا سکتے ہیں سستی نہیں۔

ہاں غیبی مقام کے مطابق ممکن ہے وہ مولانا اشرف علی تھانوی ہی ہوں۔ کیونکہ تھانوی کے مریدوں کا خیال تھا کہ حضرت تھانوی رسول اللہ کی شکل و صورت کے تھے (معاذ اللہ) واللہ اعلم فرمائیں :

○ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے مولانا تھانوی کی شکل میں ہیں۔ (اصدق الروایا ص ۲۴)

○ شکل ایسی ہی ہے جیسے ہمارے مولانا تھانوی کی۔ (اصدق الروایا ص ۲۴)

ہم اقدم مبارک اور رنگت اور چہرہ شریف اعلیٰ اور تن شریف مولانا اشرف علی تھانوی (اصدق الروایا ص ۲۴)

میں نے مقدمہ میں لکھا کہ یہ گروہ کہتے دردناک خواب دیکھتا ہے۔ اور کہ کس طریقے سے ناموس رست ہے۔ ایک اور خط لکھا کہ خواب ملاحظہ فرمائیں۔ حد یہ ہے کہ انہیں بڑے فخر سے شائع کیا جاتا ہے۔ ہم نے خواب میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا۔ انہوں نے ہم کو سینے سے چمٹا لیا۔

(اناضات الیومیہ اشرف علی تھانوی ج ۲ ص ۲۴)

ایک مولوی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت عقد ثانی کا راعی کیا پیش آیا تھا۔ فرمایا کہ سادگی اور دینداری اور سبہ نفس۔ جی چاہتا تھا کہ ایسی اچھی طبیعت کا آدمی گھر میں ان کے گھر میں رہنے کی بجائے عقد کے کوئی صورت نہ تھی نیز ان کے میں نے یہ بھی خواب دیکھا تھا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا میرے مکان حریف لائے والی ہیں۔ اس سے میں یہ تعبیر سمجھا کہ جو نسبت عمر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بوقت نکاح حضور کے ساتھ تھی وہی نسبت ان کو ہے۔

(اناضات الیومیہ ج ۱ ص ۲۴)

میں کیا کہوں کہ

ناوک نے ترے صید نہ چھوڑا زمانے میں

تو مے ہے مرغ قبلہ غما شیلانے میں

ان خیالات و تعبیرات پر لاکھ بار لغت بھیجتے ہیں اور ان پر بھی جو اس قسم کے ظالم خواب دیکھیں ان کی تشہیر کرتے ہیں۔

ناب دھماکہ زلزلہ دیکھتے تو آپ کے اکابرین کا معاملہ کہاں تک جا پہنچا ہے۔

☆ پھر بھی ہم سے یہ گھڑے کہ دغاوار نہیں

ہم سنے اعلیٰ حضرت امام اہلسنت کو رضی اللہ عنہ کہہ دیا، لکھ دیا تو پوری دہائی دنیا میں زلزلہ
گیارہ تمام نجدی گئے پھاڑ پھاڑ چلائے گئے کہ دیکھو غضب ہو گیا۔ انھوں نے احمد رضا بریلوی کو م
کر صحابی بنادیا۔ صحابی کی توہین کر دی۔ اور خود آؤ دیکھنا نہ تاؤ رحمۃ اللعالمین بن
جب رشید احمد گنگوہی صاحب کو حضرت حاجی امداد اللہ صاحب علیہ الرحمہ کے دما
لی تو.....

○ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ حضرت کی نسبت ارباب رحمۃ اللعالمین فرماتے
(اناضات الیومیہ جلد ۱۱ ص ۱۱)

○ آج نماز جمعہ پر یہ خبر جانکاش کر دل حزن پر سبے حد چوٹ لگی کہ رحمۃ اللعالمین
یعنی محمد حسن دیوبندی) دنیا سے سفر آخرت فرما گئے۔ (ماہنامہ تہجدی دیوبند)
اور پھر جناب گنگوہی صاحب نے تو جھگڑا ہی ختم کر دیا۔

○ سوال کیا فرماتے ہیں ملتے دین کو لفظ رحمۃ اللعالمین مخصوص آنحضرت صلی اللہ علیہ
سب سے یا ہر شخص کو کہہ سکتے ہیں؟

جواب لفظ رحمۃ اللعالمین صفت خاصہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں ہے بلکہ
اولیاء و انبیاء اور علمائے ربانیت میں بھی موجب رحمت عالم ہوتے ہیں اگرچہ جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے اعلیٰ ہیں۔ لہذا اگر دوسرے پر اس لفظ کو بتا دیں
دیوبندے تو جائز ہے۔ بندہ رشید احمد (فتاویٰ رشیدیہ ص ۱)

کیوں حضرت!

میری نگاہ شرقیہ اس درجہ سختیاں
اپنی نگاہ شرق کی کچھ بھی سزا نہیں

○

مستند بیوقوف

○ محاکم نے اپنی تصنیف دھاک میں جہاں حقائق کے بے شمار گلی کھلائے ہیں وہاں ایک پورا
مال کے بارے میں "لکھ مارا ہے اور ثبوت ثابت کرنے کی احقانہ کوشش کی ہے کہ بریلوی رسول اللہ
اسم کو غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خدا مانتے ہیں۔ العیاذ باللہ خدا کی توہین کرتے ہیں۔
الہام کو منشی کہتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

○ تو جھوٹوں، مفتریوں، کذابوں سے کوئی دور غالی نہیں رہا۔ گو جس زحمت اور تھوک کے حساب سے
الذبح و انقرا سے کام لیتا ہے اس کی مثال نہیں دی جاسکتی اور پھر بد فہمی اور غیارت میں تو ان
اس دور اصل یہ سند یافتہ بیوقوف ہیں۔

○ ان اشرف علی تھانوی نے بالکل سچ کہا ہے:

○ میں بھی بیوقوف بول مثل ہر بد کے۔ (اناضات الیومیہ ج ۱ ص ۲۴)

○ جھپٹ جھپٹ کر تمام احمق میرے جتنے میں آگئے۔

(اناضات الیومیہ ج ۱ ص ۲۴)

○ بہانہ جناب دھاک ایک جگہ اعلیٰ حضرت پر معرض ہوتے ہیں۔ مگر پہلے اصل عبارت ملاحظہ
مائیں۔

○ مسلمانوں کو دنیا سے جانے کے بعد جو قرآن مجید کا تنہا یا کھانے کے ساتھ پڑھتے
ہیں اُسے فاتحہ کہتے ہیں اولیائے کرام کو جو ایصال ثواب کرتے ہیں اُسے تعظیماً
نذر نیا کہتے ہیں۔ (احکام شریعت ص ۱۲۱)

○ مولانا احمد رضا خان نے یہاں اولیاء اللہ کو مسلمانوں کے مقابلے میں ذکر کیا ہے۔ کب
اولیاء اللہ مسلمان نہیں ہوتے؟ (دھاک ص ۲۲)

دیکھا آپ نے یہ ہے جناب دھماکا کا مبلغ علم۔ آپ ہی فرمائیں اس جہالت کا کوئی کیا ہو سکتا ہے۔ ایسا نتیجہ اخذ کرنا تو صرف فاضلین دیوبند ہی کو زیب دیتا ہے۔ اور بس ایسے ہی ظ۔ اٹھا دو پردہ دکھا دو جلوہ کہ زور بادی جناب میں ہے۔ (حزاقی بخشش) جناب دھماکا معترض ہیں کہ بشریت کے پردہ میں آپ باری تعالیٰ کا نور ہیں پر وہ اٹھا دیں تو دگاہ کہ آپ خود حسد ہیں۔ (دھماکا ص ۲۰)

استغفر اللہ کیا اس سے بڑا افترا بھی ممکن ہے جناب دھماکا۔ یہ آپ نے اعلیٰ حضرت کے کاتر جبر کیا ہے؟ میں آپ کو اور آپ کے تمام بدفہم ساتھیوں کو چیلنج کرتا ہوں کہ امام اہلسنت اعلیٰ کسی مصدقہ شعر پر ہم سے بحث کر لیں اگر آپ خلاف شرع ثابت کر سکتے تو ہم آپ کی غلامی میں ہیں۔ بد فہمی کا ایک اور ثبوت ہمارا ملاحظہ فرمائیں۔

اعلیٰ حضرت کا شعر ہے ۔ نفعتیں بانٹنا جس سمت وہ ذیشان گیا
ساتھی منشی رحمت کا تکرار کیا

اس پر مصنف دھماکا یوں معترض ہیں کہ

مولانا احمد رضا خاں حدیث اِنَّمَا اِنْتَا فَاسِمٌ وَاللّٰهُ يَعْطٰی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے (کہ حضور بلانٹے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ دینے والے ہیں) فرماتے ہیں کہ حضور نفعتیں بانٹتے ہیں مگر یہ نہیں کہتے کہ دینے والا اللہ ہے بلکہ یہ کہتے ہیں کہ اللہ تو حضور کا منشی لگا ہوا ہے (دھماکا ص ۳۰)

دیکھ لیا آپ نے جناب دھماکا نے کیا نتیجہ اخذ کیا ہے (اللہ تو حضور کا منشی لگا ہوا ہے) فرما یکس چلے اور کس لفظ کا مفہوم آپ نے بیان فرمایا ہے۔ پھر سے کہیں جا کر پڑھیے مضر دھماکا۔ اشعار کا وہ بھی اعلیٰ حضرت کے آپ کے بس کی بات نہیں۔

ہاں البتہ اپنے شرائے کرام کے نوٹے ضرور دیکھتے جائیں۔ اس وقت میرے سامنے شیخ ابوبند محمد الحسن دیوبندی لکھلا ہوا ہے جو جناب گسنگوی صاحب کی وفات کے بعد لکھا گیا

ناتانے آخر میں ص ۲۸ پر لکھا ہے۔

سبے تک ہیں میرے اشعار گر تلخ نہیں

خالی از درد نہیں گرچہ ہیں ششم پشتم

میرے اشعار دیسے ہی جیسے اشرف علی صاحب تھانوی کے حافظ صاحب حبیب روٹی لگا کر دردِ دلین، اندیشی، تکرار دی کیلکچہ؟ اور پورے مرثیہ میں بس یہی ایک بات پچی کچی ہے کہ اشعار لشتم پشتم ہیں۔ ویسے جناب گسنگوی صاحب جانِ جاں بھی ہیں اور فیضِ یزدان بھی۔

ہی اور غوثِ اعظم ظلمِ سماوی بھی

ظ۔ خبر یہی ہے کہ اس جانِ جاں نے ہم سے منہ موڑا (مرثیہ)

ہنید و شبل و ثانی الوسعود انصاری ۔ رشید ملت و دیں غوثِ اعظم قطبِ بانی

(مرثیہ محمد الحسن دیوبندی ص ۵)

یہ گسنگوی صاحب جنہوں نے جانِ جاں ہوتے ہوئے بھی منہ موڑ لیا۔ جن کے غم میں پوری نئی نئی بات نام کنان نظر آتی ہے ان کے فتویٰ کے مطابق ذکرِ سیدنا امام حسین علیہ السلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ

○ ذکرِ شہادت کا ایام عشرہ محرم میں کرنا بشا بہت روافض کے منع ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ ج ۱ ص ۵۵)

○ محرم میں ذکرِ شہادت حسین علیہ السلام اگرچہ بروایت صحیح ہو۔ یا سبیل لگانا شریعت

لانا اور دھپلانا تادرس مت اور قشہ ردِ افض کی وجہ سے حرام ہیں۔

(فتاویٰ رشیدیہ ج ۳ ص ۱۳)

جناب رشید احمد گسنگوی رسول اللہ کے ثانی ہیں:

○ زبانِ بر اہلِ ہوا کے ہے کیوں اعلیٰ ہبلِ شاہد

اٹھا عالم سے کوئی بانی اسلام کا خانی (مرثیہ)

کہیں جناب دھماکہ اسے کہتے ہیں ملائچہ۔ ذرا بانی اسلام کے شافی کی تشریح کیجئے
تاشرفیت ہے۔

گسنگو ہی صاحب قبلہ حاجات میں۔ روحانی بھی اور جسمانی بھی :

○ سوال : خاکجہ دین و دنیا کے کہاں سے جائیں ہم یا رب

گیا وہ قبلہ حاجات روحانی و جسمانی (مرثیہ)

جناب محمود الحسن دیوبندی خدامی سے پوچھتے ہیں کہ دین و دنیا کی ضرورتیں اب ہم کو
کیونکہ گسنگو ہی صاحب قبلہ ہے۔ کیا یہ صریح خدا کی توہین نہیں ہے؟ کیا خیال ہے گسنگو
سے بھی زیادہ طاقتور تھے کہ جب قبلہ حاجات چلے گئے تو خدا میں بھی طاقت نہیں رہی؟ فرما
ہے کہ نہیں؟ اور حد یہ ہے کہ گسنگو ہی صاحب نے فساد فی رشید یہ میں متعدد جگہ قبلہ و کعبہ
و ناز و کہا ہے۔

○ سوال : خطیں القاب قبلہ و کعبہ کا درست ہے یا نہیں؟

جواب : قبلہ و کعبہ کسی کو کھتا درست نہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۹۸)

تو پھر فرمائیے جناب شیخ المہند پر آپ کیا فتویٰ لکھائیں گے؟

سیدنا یوسف علیہ السلام کی دل آزار توہین :

○ سوال : قبولیت اسے کہتے ہیں مقبول الیہ ہوتے ہیں

عبیدہ سود کا ان کے لقب ہے یوسف ثانی (مرثیہ)

یعنی یہ مقبولین و مقدرین لوگ اس مرتبہ تک جا پہنچے ہیں کہ ان کے کلمے بھیجے گئے
کاروبار رکھتے ہیں اس کے علاوہ اور کوئی تشریح نہیں۔ فیصلہ آپ کریں۔

خدا تجھے پاک کی تو ہیں :

○ خدا ان کا مرلہ مرلے تھے فلائق کے - میرے مولا میرے ماری تھے بیشک

جدھر کو آپ مائل تھے ادھر ہی جی بھی دائر تھا - میرے قبلہ میرے کعبہ تھے تھانی

ات اگر ہم نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے کعبہ میں تو ہمارے لئے مشرک سے کم کا فتویٰ

جناب گسنگو ہی کے لئے کہتے اوصاف گناہے گئے ہیں۔ خلافت کے مرلے، مولیٰ، ماری

تھے ادھر ہی حق بھی مائل ہوتا۔ قبلہ بھی اور کعبہ بھی۔ وغیرہ وغیرہ۔ اس کے باوجود یہ مقدس

ہے۔ لاجل ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم

ہے کہ اعظم قدرت کی ذات گرامی پر انفرادی باندھنے والے یہ حضرات کعبہ میں بھی گسنگو کا راستہ
دیتے ہیں۔

پھر سے ہیں کعبہ میں بھی پوچھتے گسنگو کا راستہ

جو رکھتے اپنے سینوں میں تھے ذوق و شوق عرفانی (مرثیہ ص ۱۱)

ابن خشت نے تو مکہ میں مدینے کا راستہ پوچھا تو مشرک کے تیر و سنا برسنے لگے مگر غضب خدا

کا راستہ پوچھنے پر بھی کوئی گرفت نہیں۔ خدا بارگزا سوچئے تو بھی، کعبہ کو گنگو سے کیا نسبت

دور بیت اعظم اور کہاں بھارتی گنگو۔ جیسے کہ آجکل تبلیغی جماعت والے رائے دہندہ کا راستہ

دیتے ہیں۔

گسنگو ہی صاحب صدیق بھی ہیں اور شہید بھی۔ قبلہ میں بھی ہیں اور کعبہ ایمان بھی اور حیات

فرار بھی۔

(شہید صالح و صدیق ہیں حضرت باذن اللہ - حیات شیخ کا سکر ہو جو ہے اس کی نادانی

ہے نہ آپ کی جانب تو بعد نظر ہی کیا ہے - ہمارے قبلہ و کعبہ ہو تم دینی و ایمانی

(مرثیہ ص ۱۱)

گسنگو ہی صاحب نور محمد تھے ان کی برت و ملت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نقشہ تھی اور آپ کی

سجائی کی نظیر تھی۔

○ چھپے جاؤ غافلوں کیونکہ شیخ روشن کو - تھی اس نور مجسم کے کفن وہ ہی عربیانی

وفات سرور عالم کا نقشہ آپ کی رحلت - قہقہہ ہستی گر نظیر مہستی محبوب سب

در شیعہ مسلک

کیوں؟ کیا ہے۔ ہم نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نور کہا تو پوری دوا دی بعد ہمارے
جھگڑیں اڑنے لگیں۔ بغض و غضب سے نادم جہنم بن گئے مگر گنگوہی صاحب نور عین ہوں تو کوئی
ہستی گر یعنی عدم سے وجود میں لانے والے ہوں تو کوئی قدر غن نہیں۔ گنگوہی صاحب کی موت کو
سے تشبیہ دی جائے تو کوئی حرج نہیں۔ محبوب جہانی بن جائیں تو کوئی مضائقہ نہیں۔ کیا یہی انصار
اگر غلامے دیر بند حق پر مست ہیں تو ان پر فتویٰ کیوں نہیں نکالتے؟

گنگوہی صاحب کے دم قدم سے بخاری و غزالی اور شبلی و شیبانی کی زندگی قہقہہ امام
نہیں اور آپ پیٹے گئے۔ اب امام مہدی کے فراموش کون اور کسے گا؟

○ فقط ایک دم سے نظر آتے تھے سب زندہ

بخاری و غزالی بصری شبلی و شیبانی

نہ آئے مہدی موعود اور تم بھی پٹے یاں سے

کسے گا گمشدہ اسلام کی کون اب نگہبانی (در خیر مسلک)

جناب دھماکا کیا آپ نے اس سرخیز کو بڑھا دیا نہیں؟ میرا خیال ہے نہیں۔ در نہ آپ
حمد اور ہرے کی جڑات نہ کرتے۔

گنگوہی صاحب کا حکم تھامے ہم تھا۔ معاذ اللہ استغفر اللہ - ملاحظہ ہو

○ نہ رکا پر نہ رکا پر نہ رکا پر نہ رکا

اس کا جو حکم تھا۔ تھا سیف تھا شمشیر

گنگوہی صاحب علی علیہ السلام سے بڑھ کر تھے۔ بالکل خدائی صفات کے حامل تھے یعنی
صرف مردوں کو زندہ کرتے تھے مگر جناب گنگوہی صاحب تو زندوں کو مرنے بھی نہیں دیتے

○ مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا۔ اس سیمائی کو دیکھیں وری ابن مریم

رسالت اور امام الانبیاء کے بارے میں

دھماکا ۲۵

سے پہلے کہ میں دھماکا کے معمول مصنف کے اکابرین کے متعلق کچھ عرض کروں خود جناب دھماکا
انفرا پر رازی پر آفریں مقرر رکھوں گا۔

جناب دھماکا کے پیکھوں نے نہیں کیا انھوں نے کوڑا لیا اور اپنے اکابرین کے دل دماغ کی تمام
ان کے مکروہ چہروں کی جو صحت اور ان کے ناشدہ اعمال کی تمام بدبختیاں، اعلیٰ حضرت کے روشن
دل کی کوشش کی ہے۔

○ حرج رہا ہوں کہ اتنے بڑے کذاب، بد فہم، انفرا پر رازی کی بخشش پر کئی ہے!

(الشرائع، شیطان کی وصعت ارضی حضور سے زیادہ ہے۔)

(حوالہ انوار ساطعہ دھماکا ۲۵)

(الشرائع، ابیس کا علم علم اقدس سے ہرگز وسیع تر نہیں۔)

(حوالہ خاص الامتداد دھماکا ۲۵)

رایہ سب کچھ انوار ساطعہ اور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے۔ حالانکہ یہ سب کچھ ان کے بڑوں
وال نے لکھا ہے۔ اور جو الزامات ان پر عائد ہوتے تھے نہایت بے حیائی سے اعلیٰ حضرت کے سر
دیتے۔ ملاحظہ ہو:

○ اہل صل و زور کا چاہیے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم

کو خلاف فصوص تطلیع کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے شرک نہیں تو کون سائیکان کا عقد

ظان و ملک الموت کو یہ وصت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وصعت علم کی کوئی نص قطعی ہے

یعنی تمام فصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرنا ہے (برایں قاطعہ عدیل احمد انیسوی مطبوعہ دیوبند ص ۵۷)

چونکہ انھوں نے استاد میں اپنی اردو کا ذخیرہ ختم کر لیا ہے اس لئے ان کی عبارتیں اگلا اور انھیں کی طرح ناقابل فہم ہوتی ہیں۔ اگر اس عبارت کے مختلف حصے کر لیں تو سمجھنے میں آسانی (الف) شیطان و ملک الموت کا علم تمام زمین کو محیط ہے۔ تو اس پر آپ یہ قیاس نہیں کر سکتے۔ کا علم بھی تمام زمین کو محیط ہو گا۔ ورنہ شرک ہو جائے گا۔

(ب) شیطان و ملک الموت کی وصعت علم کے لئے تو آیات موجود ہیں۔ رسول اللہ کی وصعت کہ ان ہی آیت سے لہذا رسول اللہ کے لئے وصعت علم ماننا شرک ہے۔

مسکو دھماکے کے محمول فرزند نے یہی الزام اعلیٰ حضرت پر رکھ دیا۔ یہی سوال اعلیٰ حضرت کو کیا شیطان و ملک الموت کا علم مہیا کر مالتے دیوبند کہتے ہیں رسول اللہ سے وسیع تر ہے۔ فرمایا ابلیس کا علم۔ علم اقدس سے ہرگز وسیع تر نہیں۔

اکابرین دھماکہ اگر اسی ایک عبارت پر مصر کر بیٹے تو شاید..... مگر انھوں سے تو وہ قول الامان والخیفہ دیکھتے چلیں۔

○ (حضور کا ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا اور میں ملک الموت کے برابر ہو چکا ہو زیادہ۔ (براہین قاطعہ ص ۵۲) (وجہ) اس موضوع پر جناب اشرف علی صاحب تھانوی رقمطراز ہیں،

○ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جاتا اگر تعقل زید صحیح ہو تو دریافت طلب اور ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے کل غیب۔ مگر بعض علم غیب مراد ہیں تو اس میں ضرورت کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید عمر و بکر و حسن و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔ (حفظ الایمان اشرف علی تھانوی مطبوعہ دیوبند ص ۵۲)

آپ ذرا میا و شریف کے متعلق بھی دیکھتے چلیں انھوں نے کیا کیا اللہ کہاں کہاں گل کھلائے ہیں۔

○ پس ہر روز اعادہ و ولادت تو مثل ہندو کے سانگ کہنیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں یا مثل رافضی کے نقل شہادت الہی بیت ہر سال بناتے ہیں معاذ اللہ سانگ آپ کو

نہراں خودیہ حرکت تیسرا تابل لوم و حرام و فسق ہے بلکہ یہ لوگ اس قوم سے بھی (براہین قاطعہ ص ۱۴)

لارو کہنیا کے جہنم دن سے کس نے تشبیہ دی۔ میلاد کو حرام و فسق کس نے کہا۔ میلاد کرنے کا حکم کس نے کہا۔ ہم نے یا آپ نے۔

جہاں الایمان کی پرتیزیوں بھی ملاحظہ فرمائیں۔

لارو ہر قوم کا چہرہ بری اور گاؤں کا زسیہ سوار سوان معنوں کو ہر بغیر اپنی قوم کا (تقویر الایمان ص ۵۲)

سب (انبیائے کرام) انسان ہیں اور ہندو سے عاجز اور ہمارے بجائے مگر اللہ نے ان ہی وہ چہرے بجائی ہوئے۔ ہم کو ان کی فرمانبرداری کا حکم ہے ہم ان کے چھوٹے (تقویر الایمان اسماعیل ص ۵۲)

یقین جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا ہوا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چہرہ سے (تقویر الایمان اسماعیل ص ۵۲)

ایک صاحب فخر عالم علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوئے تو آپ کو اردو میں است دیکھ کر پوچھا آپ کہ کلام کیاں سے آگئے آپ تو غری ہیں فرمایا کہ جب سے (دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا رسم کو یہ زبان آگئی)

(براہین قاطعہ ص ۵۲)

کہہ دیا جناب دھماکہ یہ ہیں آپ کے اکابرین متدسین جنہوں نے غالباً علوم کر لیا ہے۔ مت پر ہر صورت یقیناً کرتے رہیں گے چاہے کتنا ہی ذلیل و رسوا کیوں نہ ہونا پڑے۔

الفلسفہ ہے کہ اپنا جرم کسی اور کے سر قویپ دیا جائے۔ کیا انھیں داوید مسخر سے

صلی اللہ علیہ وسلم کا بغض نفیس قدم رنجہ فرمانا تو شک و شبہ کے باہر ایک نہیں سیکڑوں ہزاروں
دن کی کہیم نے اپنے خدام کے جنازوں میں شمولیت فرمائی اور مصیبت زدوں کی دستگیری کی۔

مکہ مبارک میں کہیں ذکر نہیں کہ برکات احمد کی خوشبو بلا مبالغہ حضور جیسی تھی۔

اپنے دل کی سیاہی دیکھئے کہ آپ کے اکابرین نے کیا گل کھلائے ہیں۔

انہوں نے جواب دیا کہ آپ کے پیر حاجی امداد اللہ صاحب ہیں پھر حاجی سے سن کر میں

جی یہی کہا پھر دریافت فرمایا کہ حاجی جی کے پیچھے کون ہیں؟ حاجی جی نے فرمایا کہ

تہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (اصدق الروایہ ج ۲ ص ۲۶)

نیز دیکھا کہ وہ بیخبر خدائے حسین..... برائے حضرت ایشاں اپنے مکان میں کھانا پکا

ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان مرحومہ کے پاس تشریف لے آئے اور فرمایا کہ تو اٹھ تاکہ

ہاتھ دھو کر کھانا پکاؤں۔

(رشانم امدادیہ ص ۲۱ اشرف علی تھانی)

یہ وہ بلا عبارات کا کوئی عنوان قائم نہیں کیا گیا ہے۔ یہ خدمت اہل دھما کہ لے پھڑتا ہوں۔

جہاں کہہ سکتے ہیں سبحان اللہ ہمارے اکابرین کو حضور خود کھانا پکا پکا کر کھلاتے تھے لہذا بارہی ہوئے

یہ موصوفہ پر ایک اور عجیبہ روزگار حوالہ ملاحظہ فرمائیں!

○ ایک مرتبہ جناب گنگوہی صاحب تصور شیخ کی بات کر رہے تھے کہ دفعۃً جوش میں آگئے اور

دیا کہہ دوں؟ عرض کیا گیا فرمائیے! پھر فرمایا کہہ دوں؟ عرض کیا گیا فرمائیے! پھر فرمایا کہہ دوں؟

مرض کیا کیا فرمائیے! — تو فرمایا تین سال کامل حضرت امداد اللہ کا چہرہ میرے قلب میں رہا

اور میں نے اس سے پوچھے بغیر کوئی کام نہیں کیا۔ پھر اور جوش آیا فرمایا کہہ دوں؟ عرض کیا گیا کہ

حضرت ضرور فرمائیے! فرمایا کہ اتنے سال حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے قلب میں رہے

اور میں نے کوئی بات آپ کے پوچھے بغیر نہیں کی۔ یہ کہہ کر اور جوش ہوا۔ فرمایا کہہ دوں؟

مرض کیا گیا کہ فرمائیے! مگر خاموش ہو گئے لوگوں نے اصرار کیا تو فرمایا کہ بس

آنحضرت پر چند اور الزامات

○ (الفتح) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت کا دعویٰ بریلوی مدہم

(الف) حضور میرے مقتدی تھے میں ان کا امام احمد رضا

(سب) برکات احمد کی خوشبو بلا مبالغہ حضور جیسی تھی

(دعا غدا ز دھما کہ ص ۱۸)

صاحب دھما کہنے مذکورہ بالا الزامات نامدکسے کے بعد آنحضرت علیہ السلام کی

مبارت پیش کی ہے:

مولانا احمد رضا خاں بریلوی ارشاد فرماتے ہیں جب ان کا انتقال ہوا اور میں

دقت میں ان کی قبر میں اترنا مجھے بلا مبالغہ خوشبو محسوس ہوئی جو پہلی بار دروغہ اند

قریب پائی تھی۔ ان کے انتقال کے دن مولوی سید امیر احمد صاحب مرحوم خواب میں

قدس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے کہ گھڑے پر تشریف لے جاتے

عرض کیا یا رسول اللہ کہاں تشریف لے جاتے ہیں۔ فرمایا: برکات احمد کے جنازے کی

الحمد شہید جنازہ مبارک میں سے پڑھایا۔

(دھما کہ ص ۱۸ حوالہ ملاحظہ ص ۱۲۰)

اب ذرا پھر اوپر کے عائد شدہ الزامات پر نظر ڈالیں۔ (حضور میرے مقتدی تھے میں

برکات احمد کی خوشبو بلا مبالغہ حضور جیسی تھی)۔ اور دیکھیں کہ کتنی بے حیائی کے ساتھ آنحضرت

باندھا گیا ہے۔

رہی بات اپنے غلاموں کے جنازوں میں حضور کی تشریف آوری اور اپنے غلاموں کی

کیوں جناب دھماکہ! گنگوہی صاحب کے دل میں حضورِ محمؐ تھے یا حضور کا نور تھا، اگر کسی سے کرتے تھے اور حضورِ محمؐ تھے تو مدینہ منورہ میں کون رہتا تھا۔ اور پھر حضور جناب گنگوہی میں ہاکیسے گئے۔ پھر یہ کہ جب حضور سے بڑے بھی بغیر کوئی کام نہیں کرتے تھے تو دروازہ ہونے سے پرچہ کر ہی حلال بلکہ کھانا ثواب فرمایا تھا۔ اور حبیب گنگوہی صاحب ذنان خانہ میں تشریف تھے تو..... ذرا ان شہسواروں کو بھی تو دیکھئے جو آپ لوگوں کی آنکھوں میں دھنسے ہوئے۔

○ ستائیسویں شب کو آپ نے (سید احمد نے) پاباک ساری رات جاگوں اور عبادت کر مگر عشا کی نماز کے بعد کچھ ایسا نیند کا غلبہ ہوا کہ آپ سو گئے۔ تہائی رات کے قریب دشمن نے آپ کا نام پکڑ کر جگایا، آپ نے دیکھا کہ آپ کی واسطی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بائیں طرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھے ہیں اور آپ فرما رہے ہیں کہ اہل چل اٹھ اور غسل کرو۔ سید صاحب دونوں حضرات کو دیکھ کر دوزخ کے سجدے کو عرض کی طرف گئے۔ (سیرت سید احمد شہید ص ۱۹۱) ابو الحسنؑ

○ (الزماخرؑ: حضور کو اچھے میاں کہنے کی گستاخی (دھماکہ)

مولانا احمد رضا خان کے ہاں میاں کا لفظ کوئی اچھا نہیں وہ اسے پسند نہیں کر صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وہ اچھے میاں کا لفظ برا استعمال کرتے ہیں۔

حوالہ:- نامہ سے رشک کے مٹ جاؤ بڑے کاموں۔ دیکھو میرے پلے میں وہ اچھے میاں آیا۔ میرے آقا حضرت اچھے میاں۔ ہو رضا اچھا وہ صورت یکینہ

(دھماکہ ص ۱۹۱)

حیران ہوں کہ اس کا ذبِ مغتری سے کہیں پڑھا بھی ہے کہ نہیں، جس کو یہ تک نہیں معلوم ہے اچھے میاں کس کو کہا ہے۔ علامہ دیوبند کو چاہیے کہ مصنف دھماکہ کی دھم چوکڑی روک کر ادرنہ یہ جاہل وکیل آپ لوگوں کا بیزار غریب کو دے گا۔

(الزماخرؑ: یہی وجہ ہے کہ اعظمِ شرف مرزا غلام احمد کے پیروں کو جو اپنے آپ کو احمدی ہے بہت رعایت فرماتے تھے۔ اور ان کی مسجدوں کو مسجد تسلیم کرتے تھے۔ تمام پر لکھتے ہیں)

زادہ مسجد احمدی پر درود

دولت جیشِ عمرہ پر لاکھوں سلام

یعنی احمدیوں کی مسجد کے جو زادہ ہیں ان پر بھی درود ہو اور لشکرِ عمرہ کے جو سردار تھے ان پر لاکھوں سلام ہوں۔ (دھماکہ ص ۱۹۱)

یہ کھٹے لے ملائے بندہ دیکھئے کتنا لائق اور ولیہ فرزند آپ نے جناب ہے۔ کتنے عجیب و غریب معنی بکتی موصافی اور بے حیائی دے باکی سے اپنے دل کی کالک دوسروں کے منہ پر لپٹا ہے۔ اس مومن نہیں زادہ مسجد احمدی سے کون مراد ہیں اور جیشِ عمرہ کے سردار کون تھے۔

ان نے زادہ مسجد احمدی سے قادیانی مراد لیا ہے۔ اسے لفظ احمد سے کہہ ہو گئی ہے اسے سنبھالئے۔ احمد سید احمد بھی قادیانی ثابت ہو جائیں گے۔ پھر آپ حب حضرات گنگوہی کے بجائے دہلوا اور اس سے ڈھونڈتے پھریں گے۔ جناب دھماکہ کی پوری کتاب اسی قسم کے دھماکوں سے بھری ہوئی ہے۔

بے گہرا غرض فرماتے ہیں:

بے گہرا غرض فرماتے ہیں:

مدینہ بھی مطہر ہے مقدس ہے علی پور بھی

ادھر آؤ تو اچھا ہے ادھر جاؤ تو اچھا ہے

(انوارِ صوفیہ تصور دھماکہ ص ۱۹۱)

کیدن جناب: اگر شاعر علی پور شریف کی بجائے گنگوہی کہہ دیتے تو بالکل درست تھا نا۔ آپ علی پور شریف سے تو نفرت ہوئی ہی چاہیے کیونکہ بزرگانِ علی پور نے تمہاری اور تمہارے آبا کی دینی اور ادب و انشراحِ بنیادیں اکھڑی ہیں۔ ذرا اپنے منہ کی سیاہی بھی تو دیکھئے۔

مدینہ عالیہ اور تھانہ بھون۔

○ جیسا مدینہ شریف میں روکر میل کیل والا نہیں رو سکتا۔ اللہ کا شکر ہے حضرت مانی کی برکت سے ایسا ویسا یہاں پر (تھانہ بھون) بھی نہیں رو سکتا۔

(انامات الیومیہ ج ۳ صفحہ ۲)

حالانکہ بقول تھانوی صاحب تھانہ بھون بے حیائوں کا گڑھ تھا۔

○ یہاں (تھانہ بھون) پر قوجو بہت ہی بے حیا ہو گا وہی ٹہر سکتا ہے۔

(انامات الیومیہ ج ۳ صفحہ ۲۹۵)

دوسرے نغلوں میں جو بہت بڑا ہے ایمان ہو گا وہی تھانہ بھون رو سکتا ہے کیونکہ نبی

علیہ وسلم نے فرمایا ہے **كَانَ الْحَيَاءُ شُعْبَةً مِّنَ الْإِيمَانِ** حیا ایمان کا ایک حصہ ہے۔ ایمان والے کی تھانہ بھون میں کوئی گنجائش نہیں۔

○ ایک دیوبندی نے خواب میں دیکھا کہ میں قرآن مجید پر پیشاب کر رہا ہوں وہ (اور تبصرہ اشرف علی تھانوی سے پڑھی تو جواب ملا۔

ان صاحب نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ قرآن مجید پر پیشاب کر رہا ہوں۔

آپ نے فرمایا کہ بہت مبارک۔ (انامات الیومیہ ج ۱، صفحہ ۱۳۳)

العیاذ باللہ اور اس پر سینہ زد رہ کر اس کی یہی تعبیر شاہ عبدالعزیز صاحب نے کی۔
خود تو دوسرے صفحہ صتم جمعہ کو بھی لے ڈوبیں گے

شاید ایسی کو کہتے ہیں حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب علیہ الرحمہ کو بھی لے مرے۔ حضرت ثناء کی تقریباً تمام کتابیں موجود ہیں حوالہ دیکھا میں کہ کہاں اور کب ایسی نامعلوم تعبیر فرمائی ہے۔ پھر اسی قسم کے بے شمار گمراہ کن کذب و افتراء و غوات و الزامات کا تسلسل ہے جو دھماکہ تک بولا جاتا ہے۔ مثلاً

○ (الشیخ) حضور کو بابا کہنے کی گستاخی۔ (دھماکہ صفحہ ۴۹)

بابا کا پھر تیرا کرم ہے۔ یہ منہ در نہ کس قابل ہے یا غوث

(حدائق بخشش)

(الشیخ) حضور کو حضرت غوث پاک کی نصیحت سننے کیلئے لانا۔ (دھماکہ صفحہ مذکور)

ایسا یہاں پر (تھانہ بھون) بھی نہیں رو سکتا۔

(حدائق بخشش)

(الشیخ) حضور کی ختم نبوت کا انکار۔ (دھماکہ صفحہ ۴۵)

فتح باب نبوت پر بے حد زور۔ ختم دہر رسالت پہ لاکھوں سلام

(حدائق بخشش)

(الشیخ) غوث پاک کی شان میں گستاخی۔

(الشیخ) حضور معین الدین چشتی کی شان میں گستاخی۔

(الشیخ) تمام اولیاء اللہ کی شان میں گستاخی۔

(الشیخ) اصحاب رسول کی برابری کا دعویٰ۔

(الشیخ) سیدنا محمد و آلہ و صحابہ کی شان میں گستاخی۔

(الشیخ) بیت اللہ خانہ کعبہ کی شان میں گستاخی۔

(الشیخ) حضرت عائشہ صدیقہ کی شان میں گستاخی۔

اور یہ سب کے سب الزامات اتنے ہی بوزے بے وقعت بے دلیل ہیں جن کی چپند

ہم نے پچھلے صفحات میں بیان کی ہیں۔ بلکہ خود اعلیٰ حضرت اہل اہلسنت بیان فرما چکے ہیں۔

ام الحوبین ص ۴۱-۴۲ جسے ہم نے ابتداً نقل بھی کر دیا ہے۔ البتہ دھماکہ میں ایک الزام اتنا

اور لرزہ خیز ہے جس کے تصور سے روح تک لرز اٹھتی ہے وہ ہے حضرت سیدہ عائشہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں کہ اعلیٰ حضرت نے ان کی شان میں گستاخی کی اور حوالہ میں اعلیٰ حضرت

قول دھماکہ (ص ۴۹) حسب ذیل اشعار پیش کرتے۔

اگرچہ یہاں بھی صاحب دھماکہ کی فطرت نفرت انگیزی کا درنا ہے اور وہی ناپاک ہے کہ اعظمت اور اہلسنت کو بدنام کر دیا جائے۔ مگر اس کا ذکر ضرور کریں گے تاکہ ان کی ذہنیت کا علم ہو جائے۔ حوالہ

۱۔ وہ تنگ دہشت ان کا بائیں دُجری کی بہار۔ مسکی جاتی ہے تیسرے کر تک یہ پھٹا پڑتا ہے جو دُجری میرے دلی صورت۔ کہ ہونے جلتے ہیں جامہ سے راز جناب دھماکہ نے مذکورہ بالا اشارہ لکھ کر ایک لبا تبصرہ بھی فرمایا ہے: ایک لفظ سے فہمی کجروی کا اظہار ہوتا ہے۔ اور یہ پھر خود ہی اسی دھماکہ میں انھیں اشارہ لکھتے ہیں۔

① مولانا مصطفیٰ رضا خاں (اعظمت کے صاحبزادے مفتی اعظم ہند) کہتے ہیں کہ۔ اعظمت کے نہیں۔

② مولوی مظہر اللہ کہتے ہیں کہ نقیر کو اس میں بھی تامل ہے کہ فاضل بریلوی نے یہ اشارہ

③ مفتی مظہر اللہ کہتے ہیں کہ میرے نزدیک زید بھی اس ناپاک الزام سے بری ہے اور کہ

④ بریڈ فورڈ کے مولویوں کی تحقیق ہے کہ کاتب دیوبندی تھا جس نے یہ اشارہ ام الدار کے نام درج کر دئے۔

⑤ مرتب مجموعہ عدائق بخشش کہتے ہیں کہ انھوں نے یہ اشارہ اعظمت کی بیاض سے احتیاط کے ساتھ نقل کئے اور تاویل یہ کی کہ یہ شعر ائمہ اربعین کے لئے نہیں ام زدہ کے میں کہے گئے تھے۔ (دھماکہ ص ۶)

ماخذ ہو۔ جناب دھماکہ کی دھاندلی اسے سینہ زوری نہیں تو اور کیا کہیں گے۔ اسپہی سے سب کچھ لکھنے کے باوجود اس بات پر یقین اور مصر ہیں کہ یہ اشارہ اعظمت کے اور معاذ اللہ اعظمت گستاخ ہیں۔ دلیل یہ دیتے ہیں کہ مذکورہ بالا بیانات میں تضاد اور الجھاؤ ہے لہذا ناقابل قبول ہے۔

الجھاؤ صرف جناب دھماکہ کے ذہن میں ہے در نہ معنی و مفہوم کے اعتبار سے تمام ہی مدعا ہے کہ یہ اشارہ اعظمت کے نہیں۔ یہ سراسر الزام ہے، بہتان ہے

۱۔ حال یہ ہے کہ عدائق بخشش حصہ سوم بالکلہ اعظمت کے اشارہ کا مجموعہ نہیں۔ اعظمت کے زمانے میں چھپا۔ نہ ہی صاحبزادگان میں سے کسی نے چھپوایا۔ نہ ہی منتقلین و سے کسی نے چھپایا۔ نہ ہی ملائے اہلسنت کے نزدیک قابل اعتماد ہے۔

۲۔ مرید اعظمت امام اہلسنت کی رحلت مبارکہ کے ۲۲-۲۳ سال بعد مولانا تاجی محمود جوبلیٹی میں غلیب تھے مختلف شعرا کے کلام کے ساتھ اعظمت کے کچھ کلام شامل کر دیا تھا (جیسا کہ آج کل عام رواج ہے) بے شمار مجموعے بازار میں ملتے ہیں جو مختلف نام پر منی ہوتے ہیں)

۳۔ سوائے کہ انھوں نے ناہنج پٹیلہ میں ایک پریس سے رجوع کیا جو مخالف اہلسنت تھا۔ اور جو دلی کے باعث کامپاں صبیح طریقہ سے نزدیک کر کے لہذا وہ اشارہ شامل ہو گئے جو سراسر کی اس مجموعے میں قطعاً گنہائش نہیں تھی۔

۴۔ ہمارے تو آج ان پر اعتراض کیا ہے۔ یہ فخر بھی اہلسنت ہی کو حاصل ہے کہ سب سے پہلے قی حضرت علامہ مشاق احمد مدیر پاسبان نے اس پر گرفت کی۔ چنانچہ مولانا محمود علی ب نے ۲۱ سال پہلے ۱۰ جولائی ۱۹۵۵ء کو اپنا توبہ نامہ شائع کر دیا۔ اس کے لئے روزنامہ بلی۔ سنی کھنڈ اور دیگر اخبار در سال کی فائلیں دیکھی جاسکتی ہیں۔ توبہ نامہ شائع ہونے اور دئے شریعت مولانا پر کوئی گرفت باقی نہیں رہتی۔ حاصل یہ کہ یہ اشارہ اعظمت کے دھماکہ کی نفرت انگیزی ہے اور کچھ نہیں۔

مسٹر دھماکہ کی چند اور بد تمیزیاں

اب ہے : جب کہ اُس شخص نے اپنی سالی کے ساتھ زنا کیا ہے اور اس کو اس کا
بہ تو سالی کی دختر سے اس کا نکاح درست نہیں ہے بالکل حرام ہے وہ نکاح نہیں
ایک کیا ہوا جانور اس کا جو اللہ کے نام پر ذبح کیا ہو حلال ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۱ ص ۹۴)

جیسا مذہب اسلام نے دیکھا آپ نے دیوبند کی سائیاں کتنی فار و در ہیں۔ عذرت کا بھی
تین۔ صرف کھانا پلانا ہی کافی ہے۔ اور وہ بھی شاید دو دو جگہ اور غضب ہے کہ بیٹی
ہے بھی اور بچھا بھی۔ اور پھر حرام کار زانی کے ذبیحہ کا تو کھانا ہی کیا ہے۔ یہ تو خیر تر امکار
لوگ تو حرام کو تو سے بھی گریز نہیں کرتے۔

لے مسٹر بیان تاہنوز زنا کار تار با پھر بھی خیر۔ فرمایئے منہ لال بھبھو کا

بندی نے جوانی کی خواہش کی ساتھ دختر دیوبند کی ٹانگ کو ہاتھ لگایا :

(والے : زید رات کو اپنی بی بی (بیوی) کو جگانے کے لئے اٹھا مگر غلطی سے

اس نے پیر پر ہاتھ پڑ گیا اور بی بی سمجھ کر جوانی کی خواہش کے ساتھ اس کو ہاتھ لگایا

لڑکی بہ سرات سال خیف لا عرس ہے۔ اس صورت میں حرمت مصاہرت ثابت

ہو گئی۔

الجواب ہے : لڑکی چونکہ کم عمر ہے سات سالہ اس لئے حرمت مصاہرت ثابت

ہو گئی یعنی اس کی بی بی اس پر حرام نہیں ہوئی۔ الخ

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ص ۱۱۱)

یہ وہی مسلمان ہے جیسا دھماکہ تھا۔ دراصل وہ تو اکھا کر اندھا ہو گیا ہو گا ورنہ بیوی

التمیز ضرور ہوتی۔

معلوم ہے کہ مولایان گندم ناجو فروش (بریلوی ساس) کے جملے پر خوب غلبیں

آپ کو یاد ہو گا جناب دھماکہ کہ ہم نے ابتدا میں آپ کے وعدہ کیا تھا کہ آپ کی
بریلوی ساس کی شہوار پر شہوت سے ہاتھ لگانے کا جو اب ضرور دیں گے۔ آپ نے جس
اور بے جیٹ سے بہتان تراشی کی ہے۔ اور آپ کی اس ناپاک جرأت پر آپ کے اکابرین نے جو
راہ دی ہے۔ ہمیں معلوم ہے۔ اب اپنا ہی ایک فتویٰ دیکھئے اور غیر کے معنی پر غور فرمائیے
ایک دیوبندی سالی اور اس کی بیٹی سے زنا کار تار با پھر بھی خیر :

○ ایک شخص کی عورت فوت ہو گئی ہے اور بعد ایک ہفتہ کے اس کی سالی کا خاوند بھی

مر گیا۔ تو اس شخص نے چند ایام کے بعد سالی کو گھر سے شادی کرنے کی تہنیت کو شٹل

کی۔ اس کی سالی اُس شخص کے گھر ہفتہ ہفتہ رہائش کر کے واپس میکے کو جاتی۔ جب ایام

عدت کے ختم ہو گئے تو اُسی عورت نے دوسرے آدمی کے ساتھ جا کر نکاح کر لیا۔ جب

شخص مذکور کو اس بات کا پتہ چلا تو وہ اپنی سالی کے گھر صبح دیگر شخص کے گیا تو راستہ میں

کوڑا نامی بوجی ملا۔ اس شخص نے کہا کہ اگر چہ تم نے اس کو بہت کچھ کھلایا لیکن اس نے

ترسے ساتھ عقد نہ کیا۔ تو اُس نے جواب دیا کہ اگر میں نے اس کو کھلایا ہی نہ ہے تو

اُس سے جماع بھی تاہنوز کرتا رہا۔ خیر بعد ہفتہ کے اُس شخص نے اُس عورت کی

سالی کو کہا کہ تم نے تو میرے ساتھ نکاح نہ کیا۔ اب مجھ سے اپنی لڑکی کا نکاح کر دو

عورت مذکور نے اپنی لڑکی کا نکاح کر دیا۔ اب وہ شخص شادی شدہ ہے۔

اب آپ فرمائیں کہ اس شخص کا عقد اس عورت یعنی سالی کی لڑکی سے جائز ہے یا نہ

اور اُس آدمی دھماکہ کا ذہن کیا ہوا جانور یا پرندے شریعت جائز کہتی ہے یا نہ ؟

بائی ہوں گی۔ قہقہے لگے ہوں گے۔ دل بھر کر واو دی گئی ہوگی۔ مگر اب ان سطور کے ذریعہ
حال ہوگا۔ خدا ہی بہتر جانتا ہے۔

آپ ہی جیسوں کے لئے جناب شورش نے کتنی سچی بات کہی تھی۔

○ حد ہوگئی کہ جن بزرگوں کی عزت بڑی تنگ و در سے ہم نے پاکستان میں
کی تھی وہ ان کی بدولت پھر سے زیر بحث آ رہے ہیں اور یار لوگوں نے ان کے
پر ہر بول دیا ہے۔ مشکریہ غلام فوٹ شکریہ۔

رجسٹر ۱۶ جولائی ۱۹۷۹ء

حقیقت یہ ہے کہ جناب دھاکہ اگر اعظمت اور دیگر بزرگان ملت پر تنقید نہ
پھران کی کھالیں کون اور چیڑتا۔ اب اس کا کیا کیا جائے کہ

۵۔ خود کردہ راغلا ہے نیست

دیوبندی مولوی کی بدحواسی اور سر پر عورت کا پاجامہ

○ مشہور ہے ناکوئی بزرگ تھے ان کی شادی ہوئی پہلی شب تھی کپڑے کیوں
اُتارے جاتے۔ علی الصبح جواٹھ کر وہ باہر گئے تھے تو اندھیرے میں غلطی سے
سمجھ کر بیوی کا پاجامہ سر پر لپیٹ لیا۔ باہر نکلے تو بڑا محو ہوا۔

راقاضات الیوم ۱۵۷ ج ۲ اشرفیہ

فرمائیے جناب دھاکہ یہ ملائچہ کیسا رہا۔ ایک مسئلہ آپ نے اور بیان کیا۔
یہاں میلاد پڑھنا اور اس کی شیرینی پر نانا تھم دھاکہ ص ۱ کا عنوان

مسئلہ: طوائف جس کی آمدنی صرف حرام پر ہے اس کے یہاں میلاد پڑھنا
پڑھنا اور اس حرام آمدنی کی تنگائی ہوئی شیرینی پر نانا تھم کر ناجائز ہے یا نہیں؟

الجواب: اس مال کی شیرینی پر نانا تھم کر ناجائز ہے مگر جب اس نے مال
کو مجلس کی ہو۔ اور یہ لوگ جب کوئی کاغذ کرنا چاہتے ہیں تو ایسا ہی کرتے ہیں۔

شہادت کی حاجت نہیں۔ اگر وہ کہے کہ میں نے قرض لے کر مجلس کی ہے

مال حرام سے ادا کیا تو اس کا قول قبول ہوگا۔ بلکہ اگر شیرینی اپنے مال حرام

کی اور خریدنے پر اس میں عقد و نقد جمع نہ ہوئی یعنی حرام روپیہ دکھا کر اس کے

روپی حرام روپیہ دیا اور اگر ایسا نہ ہوا تو نہ سب مفتی بہر پر وہ شیرینی بھی

را حکام شریعت حصہ دوم ص ۱۲۵ دھاکہ ص ۱۲۵

صاحب دھاکہ کا دل آزاد تبصرہ ملاحظہ فرمائیں۔

اور اسے کہ اعظمت طوائفوں کی ایسی مجلسوں میں اکثر جاتے تھے اور انہیں ان

پر تنقید کی ہے اس طرح آپ طوائفوں کی دلجوئی فرماتے ہوں تاکہ وہ راہ راست

(دھاکہ ص ۱۲۵)

مفسرے اکابر فرمادیوالی میں مٹھائی بانٹتے ہیں مسلمانوں کو لینا جائز ہے یا نہیں؟

مشاد: اس روز دسے ہاں اگر دوسرے روز دسے تو لے۔

دلفوظات اولی ص ۱۱۵ دھاکہ ص ۱۱۵

۶۔ دونوں مسائل اسی طرح ہیں جس طرح دسے ہوئے مگر جناب دھاکہ کا تبصرہ کتنا دل آزار

نہیں شاید نہ سمجھ سکے۔ اس پر ہم دھاکہ کے بھول مکتف سے اس کے علاوہ کیا کہہ سکتے ہیں

اتنا نہ بڑھا پاگئی داماں کی حکایت

داس کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ

ابھی آپ کے گھر میں کتنی گڑ بڑ ہے۔

ت شاہ عبدالعزیز صاحب علیہ الرحمہ (جو مشرک بزرگ ہیں) اگر میں کہوں کہ وہ کچھ یوں نذر یوں

ان کے آستانوں کو خط لکھا کرتے تھے تو کیا یہ اچھی بات ہوگی یا دل آزاری نہ ہوگی۔ مگر

ن علی صاحب کی ارواح ثلاثہ میں کیا لکھا

(تقیل نے کہا دلی میں ایک رہنمائی سے میری آشنائی ہے اور میں نے نہایت دماغ

سواری سے اپنی پوری قابلیت صرف کر کے اسے خط لکھا تھا۔ وہ رنڈی خط کو دلی کے واقع نائق لوگوں کے پاس لے گئی اور درخواست کی کہ اس کا جواب لکھ دیا جائے گا۔
 کے جواب کا کسی نے اقرار نہیں کیا مجبور ہو کر وہ اس خط کو شاہ صاحب کی خدمت میں لے گئی اور ظاہر کیا کہ میں تم جسکے پھر چکی ہوں مگر کسی نے جواب کی حامی نہیں بہرہ۔
 اب میں مجبور ہو کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئی ہوں حضور اس کا جواب لکھ دو۔
 شاہ صاحب نے سنتے ہی فی البدیہہ اس کا جواب لکھ دیا۔

(ارواحِ ثلاثہ ص ۵۷)

فرمائیے جناب دھاک یہاں کیا لکھا جاسکے کیا ہمارے تبصرے سے ایک ذی شان شہ
 مجروح نہ ہوگا؟ آپ نے جو اعظمت پر تبصرہ کیا ہے کیا وہ درست ہے؟ کسی پہلے آدمی
 ذمہ دیتی ہیں؟ ہرگز نہیں۔

اور پھر آپ کے مولانا سہیل تو رنڈیوں کے کوٹھوں پر وعظ فرمایا کرتے تھے۔
 میں نے اصرار کیا مگر وہ نہ مانے اور تنہا چلے گئے۔ میں بھی ذرا غلطی سے ان سے
 پیچھے پیچھے ہولیا۔ خانم کے بازار میں ایک بڑی مالدار مشہور رنڈی کا مکان تھا۔ اس کا
 نام مونی تھا۔ مولانا اس کے مکان پر پہنچے اور آواز دی۔ تھوڑی دیر میں مکان سے ایک
 لڑکی نکلی اور پوچھا کہ تم کون ہو اور کیا کام ہے..... مولانا صحن میں رومال بچھا کر بیٹھ گئے

(ارواحِ ثلاثہ ص ۵۹)

اعظمت نے تو صرف مسئلہ بیان کیا تھا تو پوری دنیا نے نجد تہجدوں میں زور بگائی تھی
 مزاج بے حالہ لگایا اور یہاں تو آپ کے حضرت کوٹھے پر جلیٹے ہیں۔ یہاں آپ کیا فرمایا
 اور آپ کے سید صاحب نے تو کال ہی کر دیا۔ دیکھتے جائیں۔

○ خانم بازار میں ایک کوچہ تھا اور کوچے کی نگوں پر ایک رنڈی کا مکان تھا اس کی
 ہر رنڈی رہتی تھی وہ نہایت حسین اور پر صحت لکھی تھی اور اس کے یہاں معمولی آدمیوں کا

نہا بکر بٹے بڑے لوگ بیٹھا کرتے تھے۔ سید صاحب جب اس مکان کے پاس
 کے قرائقی سے وہ اپنے دروازے پر کھڑی تھی..... سید صاحب ذرا ٹھٹھکے اور
 لڑکھیا۔ اس کے بعد گھوڑا بڑھا کہ آگے روانہ ہو گئے۔ آپ بیس پچیس قدم ہی
 ہوں گے کہ اتنے میں وہ رنڈی روتی ہوئی اور آواز دیتی ہوئی آئی۔ اے میاں سوار
 ہا کے واسطے ذرا گھوڑا روک لے۔ آپ نے گھوڑا روک لیا اور وہ بے ستارہ گھوڑے
 اگلے دونوں پاؤں کو پٹ لگائی اور پھوٹ پھوٹ کر روسنے لگی۔

(ارواحِ ثلاثہ ص ۱۲۲)

جناب دھاک کیسی نظر بازی تھی یہ؟ مگر ہم اس قسم کے کسی واقعہ پر تبصرہ مناسب نہیں
 یہ کوئی اچھی بات نہیں۔ یہ سب کچھ صرف آپ کی اور آپ جیسوں کی تعلیم و تربیت کے لئے
 آپ لوگوں کو علم اور احساس ہونا چاہئے کہ دوسروں پر کچھ اچھا کتنا خطرناک ہوتا ہے۔

اے اور نوٹ فرمائیں۔ صرف سکون طلب کیلئے اور بس.....

○ ایک بار ارشاد فرمایا کہ حافظ ضامن علی جلال آبادی کی مہارن پور میں بہت رنڈیاں
 (نفران) مرید تھیں۔ ایک بار یہ مہارن پور میں کسی رنڈی کے مکان پر ٹھہرے ہوئے تھے
 سب مرید خیاں اپنے میاں صاحب کی زیارت کے لئے حاضر ہوئیں مگر ایک رنڈی انہیں
 ان۔ میاں صاحب بولے کہ نکال کیوں نہیں آئی۔ رنڈیوں نے جواب دیا میاں صاحب ہم
 نے ہتیرا کہا کہ چل میاں صاحب کی زیارت کو ملیں۔ اس نے کہا میں بہت گنہگار ہوں اور
 بہت روسیہا ہوں میاں صاحب کو کیا منہ دکھاؤں میں زیارت کے قابل نہیں۔ میاں
 صاحب نے کہا نہیں جی تم اسے ہمارے پاس ضرور لانا۔ چنانچہ رنڈیاں اسے لے کر
 آئیں۔ جب وہ سامنے آئی تو میاں صاحب نے پوچھا جی تم کیوں نہیں آئی تھی؟ اس
 نے کہا حضرت روسیہا جی کی وجہ سے زیارت کو آتی ہوئی شرماتی ہوں۔ میاں صاحب
 بولے۔ جی تم کیوں شرماتی ہو اگر سنے دلا کون اور کراسنے دلا کون وہ تو وہی اللہ ہے

رہی یہ سنکر آگ بگولا ہو گئی اور خفا ہو کر کہا لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ اگرچہ میں اس
جوں گرا بیٹے پیر کے منہ پر پیشاب بھی نہیں کرتی۔ میاں صاحب تو شرمندہ ہو کر سر
رہ گئے۔ اور وہ اٹھ کر چل دی۔ (تذکرۃ الرشید حصہ دوم ص ۲۴۲)

(ذکر جناب دھاکہ: ۶ جولائی ۱۹۶۷ء کا ہفت روزہ چٹان اور ۲۷ جون کے
بھی پڑھو الیں غالباً وہی پھولی آشنائیاں کام آ رہی ہیں۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ ان ملاؤں
میں کون سی وجہ نسبت ہے۔ شاید بچنے کی۔ دونوں ہی بکا ڈال ہیں۔ کوئی جسم کا سودا کر تس
و روح کا۔ بہر صورت بچتے دونوں ہی ہیں۔ چنانچہ

○ جب آئین شریعت کا نفرس کا جلوس میرامنڈی سے گذرا تو وہاں کی کچھ ملاؤں
نے جلوس میں شریک علماء پر بھولوں کی پتیاں بچھا کر کے ان کا خیر مقدم کیا۔ تاہم بعد
انہیں روک دیا گیا اور اوپر سے کھڑکیاں بند کرادی گئیں۔

(چٹان ۶ جولائی ۱۹۶۷ء ص ۵)

اس خبر کے بعد اس امر بصری سکھنے ہیں۔

○ کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان نظام پنج اس مسئلے کے کہ آئین شریعت کے
اکابر پرانے بالا خانوں سے پتیاں بھیجی گئیں۔ اس کے بعد علماء پر غفل و واجب ہو گیا کہ
نہیں جبکہ یہ گمان ہوں کہ یہ پتیاں سچ کی ہیں اور انہیں شب باش لوگ پھینک کر چلے
گئے ہوں گے۔ وغیرہ وغیرہ

ہولی دیوالی کی مٹھائی کا مسئلہ تو وہ بھی سن لیجئے اور اپنے اکابرین کے گریبان پھونک
کیجئے کہ حضرات یہ کیا کیا آپ نے!

○ جو ہڑے چار کے گھر کی روٹی میں حرج نہیں اگر پاک ہو۔

و فتاویٰ رشیدیہ ص ۴۹۲

○ ہندو اپنے تہوار ہولی یا دیوالی میں اپنے استاد، حاکم یا فوکر کو گھیلے یا پوری

نابالغ و نفع بھیجتے ہیں۔ ان چیزوں کا لینا اور کھانا استاد و حاکم و فوکر مسلمان کو درست
ہیں؟

اے: درست ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۴۸۸)

سوال: ایک عورت حرام کی کٹائی یعنی مورد سے رو پیہ جمع کیا ہے اور اس رو پیہ
ایک کنواں بنایا ہے اور ایک مسجد اس کنوئیں کے متصل ہی بنوائی ہے۔ ایک مولوی
کہتے ہیں کہ اس کنوئیں سے پانی پینا وضو کرنا جائز نہیں ہے اور مسجد بھی جائز

نہیں ہے۔

الجواب: اس پانی سے وضو کر کے جو نماز ادا کی جاوے گی نماز اور اہو جاوے گی۔
(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ص ۴۳)

درخت اور اس کے پھل

اگر یہ صحیح ہے۔ اور یقیناً صحیح ہے کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے تو اس کے لٹے ہیں
کا ضرر در جائزہ لینا چاہیے جو نظام پر تو بڑے مقدس نظر آتے ہیں مگر ان میں ملاؤں کے ہزاروں
علائے پھرتے ہیں جو کس وقت بھی ملک و ملت کے لئے تباہی و بربادی کا سامان پیدا کر سکتے ہیں
ہیں بار بار کہتا ہوں کہ

ط عنادل لوط کے غافل نہ ٹھیں آشیانوں میں

اور نہ جلیے اگر آپ پاکستان ہی کی اُنٹیس سالہ زندگی پر نظر ڈالیں تو آپ دیکھیں گے کہ کوئی
اور نہیں گوراجس میں یہ امن و امان سے رہے ہوں۔ تہہ خیزی ان کی فطرت ہے۔ یہ آبائی فطرت ہیں
آج ہی امن و سکون سے نہیں رہ سکتے۔

چنانچہ جناب چوہدری حبیب احمد اپنی معرکتہ الاراکتہ تحریک پاکستان اور نیٹلسٹ علماء

میں نہایت فکر انگیز اعتبار فرماتے ہیں جو ہماری نظر میں کیا جاتا ہے۔

○ اس شیطانی دہن کا کیا علاج جو آج تک اپنی گمراہیوں اور باطل پرستی پر ن
و فرماں ہے۔ اپنی نکری و نظری، علمی و عملی شکست کو شکست سمجھنے کے لئے آماد
تیار نہیں..... ہم بعد ادب و احترام عرض کئے دیتے ہیں کہ اگر پاکستان
اصحاب اقتدار و ارباب اختیار نے ان عناصر و عوامل پر مجیدگی سے غور نہ کیا اور
ناصر و باطل نظریات کو حسین و درکش خوشنما و مبینہ بادوں میں پیش کرنے
دشمنانہ تحریک پاکستان کی پاکستان میں عزت و توقیر بڑھاتے رہے تو یہ پاکس
کے قیام کو اپنی اور اپنے بڑا ہٹوں کے ماضی کی تکذیب سمجھنے والے راہ رامت پر
آئیں گے اور ان کی ریشہ وانیوں کو پینپنے کا موقع ملتا رہے گا۔

(تحریک پاکستان اور نیشنلسٹ علماء و مشائخ)

ایک اور انتباہ

○ ہند میں مسلمانوں کی نمازوں کو مذہب میں کرنے والے ان مولاناؤں کے برگ و بار
پاکستان کے مختلف علاقوں میں پھیل پھول رہے ہیں۔ ارباب و اقتدار کی غیرت
فریاد ہے کہ ان کی سرگرمیوں سے غفلت اور بے نیازی کا ارتکاب نہیں ہونا چاہیے
یہ ہمیشہ ہمیشہ پیش نظر رہے کہ پاکستان کا قیام اور جوہان کے پیشرواؤں اور ان
ماضی کی تکذیب ہے یہ جذبہ کبھی سرد اور یہ حوصلہ کبھی پست نہیں ہونا چاہیے کہ جہاں
بیرونی دشمنوں سے اس ملک کو محفوظ و مصلحت رکھنے کے لئے ملت اسلامیہ کے
جرنیلوں اور سپاہیوں پر ناز و نفرت سے امیدیں وابستہ کئے ہوئے ہیں وہاں ہند کے
یکسٹنٹوں سے بھی باخبر و ہوشیار رہنا اور ارباب بست و کشاد کا اہم فریضہ ہے۔

(تحریک پاکستان اور نیشنلسٹ علماء و مشائخ)

چنانچہ مولوی حبیب الرحمن لدھیانوی صدر احرار کا بیان ہے

○ اسباب الرحمن لدھیانوی نے فرمایا میری اور میرے ساتھیوں کی یہ قطعی راستہ
پاکستان کی مخالفت کی جائے۔ (حوالہ ذکر صفحہ ۵۴۵)
شخصی نظریات انہیں ورثہ میں ملی ہے جیسا کہ ان کا تصنف کھینچتے ہوئے فرانسیسی محقق
کھینچتے ہیں۔

○ اہل بیان نجد کے خصائص بالکل دوسرے عربوں سے علیحدہ ہیں وہ نہایت مستعد ہیں
نہایت زہری انگ اور جوش پر کام نہیں کرتے لیکن سخت دیا کار اور حاسد ہیں۔
○ قابل دوسرے عربوں کے بخیل..... دشمنی میں سخت اور دوستی میں
دشمن کے ساتھ جو ان کے ہم قوم نہیں ہیں نہایت مشتبہ۔ ان کی خاموشی اور خشک بلکہ
سخت ترین شمالی عرب کے نیک اور سنسن مکھ چہروں کی یاد دلاتی ہیں۔ سوچی سمجھی چال
ہے کہ اپنے ہمسایوں پر ظالمانہ حکومت کر سکیں..... ان سے گفتگو کرتے
انسان کو ضروری ہے کہ وہ اپنے الفاظ و ارشادات کا دلیہا ہی خیال رکھے جیسا کہ
ان سے گفتگو کرتے وقت رکھنا پڑتا ہے۔

(تمدن عرب ڈاکٹر گستاؤلی بان صفحہ ۱۳۹)

○ اس سلسلے سے احمد جعفری سے سندویسے کہتے ہیں،

○ پاکستان کا مسئلہ یعنی مسلمانوں کی آزادی و خودماری کا مسئلہ لا با تھا کہ ان لوگوں کے
ذہن و دماغ میں نہیں ہونی چاہیے تھیں۔

○ لیکن غلاموں میں ایسے اصحاب علم و فضل ایسے ارباب فہم و دانش ایسے صاحبان زہد و
ایسے مالکان کتابت سنت بھی پیدا ہوتے رہتے ہیں جو کافروں اور مشرکوں کے زیر سایہ
لی ہر کرنے کے ذوق و شوق ہیں اپنے ہم مذہبوں اور ہم قوموں سے "جہاد" کر سکتے

○ غور و فکر امام اللہ خیر اللہ (رقائد اعظم محمد علی جناح اور ان کا عہد صفحہ ۲۹۵)

نیم دروں نیم برون

علمائے نجد (علمائے دیوبند) کی ابتدا ہی سے یہ سیاست رہی ہے کہ دوغلی یا ایسی باتوں اور نیم دروں نیم برون والی حرکت کا مسلسل جاری رکھا جائے۔ کچھ حزب اقتدار میں ہوں اور کچھ مخالفین میں۔ پھر جلد بھی گنناش نکالے ہاتھ مار لیا جائے۔ اور جس مورد ج کو چڑھتا دیکھا دیا جائے۔

اور یہ اپنے اس مکروہ فعل میں اتنے طاق اور چاک و چوبند ہیں کہ میرت ہوتی ہے پروا نہ رکھتے، صفت جیسا تک امداد میں غرائے، جھنجھوڑنے بھنبھوڑنے کے باوجود یہ ایک سے الگ نہیں ہوتے۔ وقت آنے پر سب اکٹھے ہو کر کاٹیں کاٹیں شروع کر دیتے ہیں۔ پھر ہوتے ہیں اور انھیں کی کر امتوں کے تذکرے ہوتے ہیں۔

چنانچہ آپ صرف ایک مدی کی تاریخ کا جائزہ لیں تو یہ بات آپ پر روز روشن کی طرح ہو جائے گی کہ ۱۸۵۷ء میں اگر چند ایک نے وقتی گھیراؤ کی وجہ سے تحریک آزادی کا ساتھ دیا تو بڑے زور و شور سے برٹش گورنمنٹ کی حدود شائع شروع کر دی۔

تحریک پاکستان کے وقت جب حق و خودارادی کی جنگ شروع ہوئی مسلمانوں کی زندگی کا سوال پیدا ہوا تو ان کا بالکل رد فیصد (وہ بھی علاوہ) تحریک پاکستان میں شامل ہوا۔ باقی کام کے چرنوں میں جا کر سبھی دھم توڑت کرستے اور بہار لوٹتے۔

پاکستان میں جب نظریہ پاکستان کی جنگ شروع ہوئی۔ وائس بائیں بازو میں موازنہ مصطفیٰ اور سوشلزم کی لڑائی ہوئی۔ ایک سو تیرہ علماء نے فتوے دے کر ان کا بڑا گروہ سوشلزم پر چسپم تلے ہینگ رہا تھا اور علمائے کرام کے فتوے کی محذوب کر رہا تھا۔

عین اس وقت جب پورا پاکستان قادیانیوں کے خلاف صف آرا ہوا تھا تو ان کا ایک گراں باب بست و کشاد کے ہاتھ پیر مضبوط کرنے کی فکر میں تھا۔ اور قادیانی ان کے معاون تھے وجہ یہ کہ چیت بھی میری اور پٹ بھی میری۔

ذرا گھر کے بھیدی درجہ تمام عمر انھیں کے ساتھ رہے ہر راستے بھی ملاحظہ فرمائیں

سے رقطرا ہیں:

قیامت یہ ہے کہ ان لوگوں کو سوشلزم یا کمیونزم یا تاریخ کے مادی نظریے کی سب کا بھی علم نہیں۔ یہ لوگ صرف پاکستان سے اپنا مذہبی انتقام لے رہے ہیں۔ پاکستان ان کی مرضی کے بغیر بنا تھا۔ تب کانگریس کے ساتھ مل کر انھوں نے آخری ایک کوشش کی کہ پاکستان نہ بنے لیکن پاکستان بن گیا۔ اب سرخوں کے ساتھ پاکستان کو توڑنے کے درپے ہیں ان کا منشا و مقصد یہ ہے کہ وہ پاکستان نہ سب جو بناسے..... خود مختار ریاستوں میں بٹ جائے۔ اور اس طرح اس کی حمایت ختم ہو کر کسی سوشلسٹ ریاستوں کی شکل اختیار کرے۔ یہ صرف ایک چیز ہے جس میں کہ پاکستان موجودہ پاکستان نہ رہے۔ عجیب بات ہے کہ جب پاکستان بننا تھا یہ لوگ حکومت الہیہ کا نعرہ لگا رہے تھے۔ ہیں بتاؤ دہلی قانون ربانی ہو گا تو نہیں؟ اس قانون ربانی کے لئے وہ انڈین نیشنل کانگریس میں ہندوؤں کے شانہ بش نہ بندے ماترم آلاپ رہے تھے۔

پاکستان بن گیا۔ اب اس کے آئین کو اسلامی بنانے کا مرحلہ درمیش ہے تو ان لوگوں نے سوشلزم سے انہما کر لیا ہے۔ جمعیۃ العلماء اس وقت بھی جمعیۃ العلماء آج بھی ہے اسلام کا نام اس وقت بھی بیچتے تھے آج بھی بیچتے ہیں لیکن علماء اس وقت ہندوؤں کے ساتھ تھے آج سوشلسٹوں کے ہاتھ میں ہیں۔ تب پاکستان بنانے کی راہ میں رد کاوش تھے تو پاکستان بن کے رہا آج اسلامی آئین کی راہ میں مزاحم ہیں لیکن اسلامی آئین بن کے رہے گا..... تب پاکستان کے دشمن تھے آج اسلام کے دشمن ہیں۔

○ (اور) جس وقت لوگ انھیں اکابر کے معزز لفظ سے یاد کرتے یا ان کے سامنے بعض سادہ لوح و ذوالوہو کر بیٹھتے۔ یا انھیں حضرت اور مولانا کے الفاظ سے مخاطب جانتے تو حقیقت ہے کہ ان الفاظ کی روح کلپنے لگتی ہے اور گنبد خضر اہل ہوا ہو جاتا ہے، کیسے کی ہمیں پریشان آجاتی ہے۔ قرآن کریم کے مقدس اوراق کھولنے کی ہوا تھپے کی ہوا ہو جاتی ہے۔

(ازراہ حکم ان درختوں اور ان کے گلے سے پھولوں پر ضرور وجود ہیں۔ اور خود کی حقیقت کیا ہے۔ اور یہ لوگ کتنے زبردست مکار و فریب کار ہیں۔ ہم ذیل میں ہفت سے چند اقتباسات پیش کرتے ہیں۔ نور فرمائیں اور فیصلہ کریں)

○ ہم جامعہ مدنیہ لاہور کے طالب علم ہیں..... ہمارے شیخ ہندوستان کی جمعیت العلماء کے سیکرٹری مولانا محمد میاں مصنف "مسلمانوں کا شاندار ماضی" کی زبردستی اور لاہور میں مرحوم کانگریسی ذہن کی باقیات کا حسب سے بڑا اڑھ مولانا صاحب جواس مدرسہ کے صدر مدرس ہیں ابھی تک ہندوستان کی تقسیم کو تسلیم نہیں کرتے گوگھڑا کے نہیں کہتے لیکن اشارۃً و کنایۃً قائد اعظم کی امانت کے علاوہ پاکستان کی تشکیل بھی کر جاتے ہیں الخ (دعا گو چند طالب علم جامعہ مدنیہ لاہور)

(چٹان ۶ جولائی سنہ ۱۹۴۷ء ص ۱۱)

○ میں شریعت کانفرنس میں شرکت کے لئے مردان سے آیا تھا میرے ساتھ بیس طالب علم اور تھے۔ اس لحاظ سے ہم جمیع خوش ہیں کہ ہم نے لاہور دیکھ لیا۔ ورنہ ہم کہیں لاہور کہاں۔ جتنا روپیہ اس کانفرنس پر خرچ کیا گیا اگر اس روپیہ سے غریب طلبہ کی امداد کی جاتی تو ان کی بہت سی مشکلیں آسان ہو جاتیں۔ سرمایہ داروں کے خلاف اس کانفرنس میں بڑا احتجاج کیا گیا لیکن ایڈروں کا یہ حال تھا کہ ہمیں وال روٹی اور بڑے گوشت کے سالن پر شرمائے رکھا خود مرغ، برائی، فرنی، بھنگوشت، بھیر، کونے اور شاہی قلعہ

تہ کیا میراث، نسب نامہ اسی کا نام ہے؟ ہم خود حیران ہیں کہ یہ روپیہ کہاں سے آیا۔ جب لاہور کے لوگ ہی کانفرنس میں شامل نہیں تھے تو وہ روپیہ کیوں کر دیتے۔ اگر کپتوان تھا..... الخ (چٹان گل مردان)

(ہفت روزہ چٹان ۶ جولائی سنہ ۱۹۴۷ء)

بہد کی یہ تاریخ ہے کہ انھوں نے اپنے ہر روز میں وقت فردوسی اور ضمیر فردوسی کی ہے۔ ام نہیں ہے۔ حقائق و مشاہدات اس کی گواہی دیں گے۔

میرا ذاتی تجربہ ان لوگوں کے بارے میں یہ ہے کہ ان کا اسلام سے

بہار و باری واسطہ ہے..... ان کے متعلق میرا یقین ہے کہ غایت درجہ

فردوس لوگ ہیں۔ (چٹان ۱۹ جنوری سنہ ۱۹۴۷ء ص ۱۱)

○ بالا اقتباس جناب شورش سے اس خط سے لیا گیا ہے جو انھوں نے مولوی دین پوری کو جمعیت العلماء کے اسلام سے الگ ہو جائیں۔ یہ فریب کاروں ضمیر فردوسی کی جماعت ہے لئے حسب ذیل والدجات کا مفہد فرمائیں:

ت اور بھیل،

(جنوری میں مسلم لیگ انتخاب ہو گئی اور اسی دوران کانگریس کی طرف سے مولوی حسین احمد

نی کے نام سے سات سو روپے کا سنی آرڈر ایک مسلم لیگی کلک نے پکڑ لیا۔ اور یہ واقعہ

انت مشہور ہو گیا۔ اس پر مولانا ظفر علی خاں مرحوم نے حسین احمد مذکور کو مخاطب

ایکے فرمایا:۔

ناروی وطن کا صد ساست موقوف - ایمان ہی پہنچا ہے تو ستارہ کیجئے

ہمراہی پیٹ ہے تو طریقے ہیں اور بھی - دو روٹیوں پر قوم کو بچا نہ کیجئے

(روزنامہ نولٹے دقت لاہور ۴ نومبر سنہ ۱۹۴۷ء)

○ کیا جمعیت العلماء ہزاروں انکار کر سکتی ہے کہ اس کا اگوتا شاعر ضحیٰ زوال و ضیاء تھا مگر

پیسلیوں اور مرزائیوں کے دسترخوانِ نعمت سے ٹکڑے مانگتا رہا اور اس خلاف جو کچھ لکھا وہ ٹکڑے ہی اس کا معاوضہ تھے۔
(چٹان ص ۲۳)

قادیا نیوں سے ساز باز

○ مفتی صاحب نے مزید فرمایا کہ غیر ملکی امداد پانے والی جماعتوں کو خلاف کیا دیا جاسکتا۔ (اسرارِ بصری لکھتے ہیں) اور اگر یہ امداد قادیانی اُمت کے توسط مفتی صاحب یہ بھی فرمادیتے تو اس غلط فہمی کا ازالہ ہو جاتا کہ آئین شریعت کا نہ کے زائروں کی تواضع کے لئے گو جانوالہ کے دوستوں نے جو پاؤں پکایا تھا اور جس کی دیکھیں پنج رہی تھیں ان کے لئے چاول دلوہ سے آئے تھے۔ ایندھن پیسپلز پارٹی دیا تھا۔ دیکھیں نیپ نے ہتیا کی تھیں۔ گھی محکمہ اوقاف سے سرحد پر منتقل جمعیت کا تو صرف پیٹ ہی پیٹ تھا۔

(ہفت روزہ چٹان ص ۱۰، ۱۱ اگست ۱۹۷۷ء)

○ قادیانی جماعت کے ہائی کمانڈ میں اس پر سخت بحث ہوئی کہ ہمیں ان لوگوں کو نہیں دینا چاہیے..... تو مرزا ناصر احمد نے کہا، دس ہزار روپیہ کوئی چیز نہیں غیر احمدی دوستوں یا غیر معروف احمدیوں کی معرفت یہ روپیہ ایک مشقت نہیں کہ اس سے انھیں کوئی پندرہ بیس ٹکڑیوں میں بانٹ کر انھیں دیا جائے۔

(چٹان ص ۲۰ جولائی ۱۹۷۷ء)

○ آئین شریعت کانفرنس میں جو پبلیشنگ کمپنی وہ سرفروں کی تھیں بد پھر ایک ہزار کے لئے قادیانی جماعت نے چندہ دیا تھا۔ راستے بھر جھنڈے بھی سرفروں یا پیسپلز کے لہا رہے تھے۔ جمعیت کا ایک بھی جھنڈا کسی کو نہ یا کر میں نہیں تھا..... یہ لوگ ان کی ناؤ کے شرعی چپو ہیں۔
(چٹان ص ۲۰ جولائی ۱۹۷۷ء)

○ ربوہ کی ایک خصوصی اطلاع کے مطابق ہفتہ وار مولانا کے درجہ ان اسلام ۱۰

ہفتہ مرزائی خرید کر تقسیم کرتے ہیں شلا پنجاب یونیورسٹی جرنلزم کلاس میں ایک مرزائی علم ہر ہفتہ پانچ پرچے اپنے ساتھی طلبہ میں تقسیم کرتا ہے مجلس انوار کے ایک اخبار القاسمی (وجہ شاہ جی مرحوم ازراہ تغین سنتو قوال کہا کرتے تھے) کا ماہنامہ "حالی سوچھتا ہے کیسے قادیانی جماعت نے خریدار مہیا کئے..... معلوم ہوا کہ نائن چوک کے ایک ریسٹوران میں اس ذراغ و خر کو ایک سکھ بند قادیانی نے رعیت دو سو روپے نقد نذر رکھے۔
(چٹان ص ۲۰ جولائی ۱۹۷۷ء)

(۱) جٹو نے قادیانی جماعت کے امام کو یقین دلایا ہے کہ وہ جمعیت العلماء ہزاروی کی کام لے رہے ہیں جو ان کا بھی مقصود ہے۔

(چٹان ص ۲۰ جولائی ۱۹۷۷ء)

ب ذیل بیان جمعیت العلماء اسلام ہزاروی کے ایک رکن محبوب الرحمن نے دیا۔
رات نے چھاپا۔ ہم یہ بیان چٹان سے نقل کر رہے ہیں۔

(۱) آئین شریعت کانفرنس کا ذکر کرتے ہوئے چٹان نے جمعیت پر ذوالفقار علی بھٹو کی معرفت مرزائیوں سے دس ہزار روپے لینے کا الزام لگایا ہے۔ بیان باز نے بھٹو امام ازغور شامل کیا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ لوگ کیا ہیں۔ کیا الحسنۃ (اللہ

(چٹان ص ۲۰ جولائی ۱۹۷۷ء)

جٹو صاحب کی معرفت وہی کسی اور ذریعہ سے بھی مرزائیوں سے روپیہ لینا ضرور ثابت ہے۔ ہمارا مدعا ہے کہ یہ لوگ ہاتھ مارنے میں بہت تیز ہیں۔

اب اور لڑہ نیز اقتباس ملاحظہ فرمائیں۔ یہ ایک مرزائی پرویز اختر کا خط ہے جو چٹان ۱۹۷۷ء کے پرچے میں چھپا ہے۔ خط نہایت طویل ہے ہم اس کا آخری حصہ قارئین کی

دیکھیں۔

○ خدا نے احمدیت پر میرے یقین کو اور پکا کر دیا ہے کہ جو لوگ احمدیت کے مفاد میں وہ غلامِ غوث کے لادشکر سے بیٹ رہے ہیں ہمارے کہنے کی حفاظت اللہ ان سے اس صنفِ خانہ کے برہمنوں سے کرائی ہے۔
انھیں پریرِ اختر

(چٹان ۳۱ اگست ۱۹۶۷ء)

اب آپ کو اندازہ ہو گیا ہو گا کہ علمائے نجد سرسبز کا ڈال ہیں۔ یہ اپنے جہنمِ دن سے تار و در میں اصحابِ زر کے ہاتھوں بکتے رہے۔ اور اپنی روسیاسی و دسروں کے چہرے پر شکر کرتے رہے۔ اب ہم اس موضوع پر ان کے تابوت میں آخری کیل ٹھوک کر آگے بڑھیں تو یہی ٹھ۔ جن چنگیہ قنادی پتے ہوا دینے لگے۔
علمائے دیوبند کے تابوت میں آخری کیل:

○ ہمیں جمعیتۃ العلماء ہزاروی کی ضرورت نہیں رہی۔ اس گروپ کے علماء پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔ بھٹو

مندائے وقت ۲۷ اگست۔ انھوں نے اپنے قابلِ اعتماد ساتھیوں سے کہا کہ ہزاروی گروپ جمعیت العلماء اسلام کے مولویوں کو درخورِ اعتناء نہ سمجھا کریں۔ اب یہی ان لوگوں کی ضرورت نہیں ہے ان پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔ ایک سوال کے جواب میں کہا۔ ہم جمعیت العلماء ہزاروی گروپ کی سرپرستی کرتے رہے ہیں کیونکہ اس وقت ایک سیاسی ضرورت کا تقاضا تھا کہ ہم ان علماء کو استعمال کریں۔

(چٹان ۲۲ ۳۱ اگست ۱۹۶۷ء)

اور اب ذرا چلتے چلتے بالکل تازہ خبر ملاحظہ فرماتے جائیں:

○ مجھے کوئی ہڈی نہیں ملی (مولانا عبدالحکیم)۔ تقریب سے خطاب کرتے ہوئے مولانا عبدالحکیم ایم این اے (دیوبند) جمعیت العلماء اسلام نے کہا کہ مظفر آباد کنونشن میں وزیر اعظم بھٹو نے مجھے بلایا لیکن میں نے انکار کر دیا۔ لیکن دروغاتی و زور

کہ وزیر اعظم کے وقار کا مسئلہ ہے میں نے سپینز پارٹی میں شمولیت اختیار کیا جا رہا ہے کہ مجھے ہڈی دی گئی ہے۔

(ہفت روزہ افیشیا ج ۱ شمارہ ۵۲ صفحہ ۲۴۔ ۲۵ جولائی ۱۹۶۷ء)

ات تک شامل نہ ہوئے جب تک ہڈی نہیں ڈالی گئی اور منہ میں ہڈی آتے ہی شامل ہو گئے۔ ان کا منی و حال ان ہی غلامتوں کٹافوں سے بھر رہا ہے۔

حسن نے کہا

مولویوں کو صرف کام پر لگایا جاسکتا ہے انھیں کوئی عزت و رت لفظ عزت ان سے۔
(چٹان ۲۶ اکتوبر ۱۹۶۷ء)

فرائ اور ان کے آستانے پر۔ تو یہ کہ لیجئے اللہ بھلی کرے گا۔

جہ سائی کیجئے۔

ایک اہم مسئلہ (۱) اس کا تجزیہ

عبوسا قطر یا کچھ دنوں سے۔ عوام الناس کو بھر کا رہے ہیں

خدا ان عالموں کی لاج رکھے۔ جو مٹروں سے دلیفہ پار رہے ہیں

کچھ عرصہ پہلے پاکستان میں پہلے مسجد نبوی کے ۷۱ م اور پھر سیرت کانگرس کے بعد حرام آئے۔ انھوں نے درہ فرمایا اور چلے گئے۔ کچھ لوگوں نے فتویٰ پوچھا کہ نماز کی صحت پر کیا نہیں؟ کچھ لوگوں نے جواب دیا کہ نجدی اور بابی خیالات کی وجہ سے انکی اقتدار دست نیو۔

(الجواب هو الموفق لصواب)

○ صورت مسئلہ منہا میں معلوم ہو کہ امام صاحبان مذکور وہابی عقائد رکھتے ہیں وہابی حضرات اہلسنت والجماعت کو مشرک قرار دیتے ہیں۔

ایسی صورت میں ان کی اقتدائیں اہلسنت والجماعت کس طرح نمازیں ادا ہیں اگر تفصیل دیکھنا ہو تو محمد بن عبد الوہاب نجدی کی کتب میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے اس کے بعد جو علماء اس مسلک کے شیعہ رہے ہیں ان کی کتابوں سے معلوم ہوگا ایسی صورت میں جو نمازیں پڑھی گئیں ظاہر ہے کہ ان کا اعادہ ضروری ہے۔

یہ میں نے اپنی معلومات کی بنا پر کہا ہے اور اگر یہ لوگ وہابی عقائد کے شافی یا ضعیفی ہوں تو بھی ان کے پیچھے حنفی آئمہ کی موجودگی میں ان کی اقتدا افضل مہر دارالعلوم محب مدینہ (سید شجاعت علی تہ)

دماخوذاں افریشیا ۹ اپریل ۱۹۴۶ء ج ۱ شماره ۱۵

سوال وجواب کے بعد اصولاً بات ختم ہو جانی چاہئے تھی۔ کیونکہ بات مسلک کی تھی مسلک کے لوگ دوسرے مسلک کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے تو انہیں مجبور نہیں کیا جاسکتا کبھی مجبور نہیں کرتے کونسی ان کی اقتدائیں نماز پڑھیں۔ نہ سنی شیعہ حضرات کو مجبور کرتے اقتدائیں نماز ادا کریں۔

یا پھر یہ بحث ہونی چاہئے تھی کہ ان نجدی وہابی آئمہ کی اقتدائیں نماز کیوں نہیں کیے کہتے ہیں؟ نجدی کون ہیں؟ ان کے کیا عقائد ہیں کہ ان کی اقتدائیں نماز صحیح نہیں و نظریات ہیں جن کی وجہ سے ان کے پیچھے نماز پڑھنے کو نادر و نادر مست کہا گیا؟

مگر ایسا نہیں ہوا اصل مسئلہ سے ہٹ کر شہدے پن کا مظاہرہ کیا گیا۔ ناشارع استعمال کیے گئے۔ اولاً اس کی تمام تر ذمہ داری ہفت روزہ افریشیا لاہور پر عائد ہونا مصلحت ذرا اندوزی و اشدت کے تحت اس مسئلہ کو خوب اٹھالا اور ہواوی مگر کی پرمسکون فضا مسوم و تشیں جھکڑوں سے لبریز ہو گئی تو بی جا لوگ کی طرح دیوار پر جا

۱۰۰ افریشیا جسے کوئی نہیں جانتا تھا اس کے ذریعہ نہ ہونے کے برابر تھے۔ اس قدر ہریان چڑھا۔ اور پاکستان کا پتہ پتہ جان گیا کہ افریشیا بھی ایک ہفت روزہ ہے۔ اسی بساط کے وہ وظیفہ خور شرعی بھانڈے ہیں جن کی لت فروشی و وطن دشمنی کی بے شمار نعمات میں مکھڑے آئے ہیں۔ جن کی وقعت اس سے زیادہ نہیں کہ وہ ہر کھلاڑی کے ہاتھ رہیں۔

سید القاسمی اور اس کے دیگر ہمنواؤں دہراوی گروپ) یا دوسرے نفلوں میں ملائے عیت پھر تک اٹھی ایک باہر شاطرنے اپنے اغراض و مقاصد کے لئے انہیں ہشکارا اور پھر آوازوں سے پورا گلشن جناح بے تاب ہو گیا۔

انی کا نگریسی و احراری زبان استعمال ہونے لگی جس کی ایک جھلک آپ گذشتہ صفحات میں ہے۔ اب ذرا خبید القاسمی (رکن اسلامی نظریاتی کونسل) کا ایک خطبہ ملاحظہ فرمائیں جسے نے بڑے غرور سے شائع کیا۔ عنوان ہے

کاسر قلم کردوں گا دضیاء القاسمی کا انتباہ

۱۰۰ ایک طبقہ دین فروشی و فتویٰ فروشی کے ذریعہ اسلام کی عمارت میں خشکاف پاکستان کے سینے میں نامور پسیدہ کر رہا ہے اس طبقہ کو یہ احساس ہی نہیں کہ کی زبان کی لذت اور کام و دہن کی شیرینی پر اسلام فوج خواں ہے اور اس کی زبان پتھاروں نے اندلس و بلقار اور صرب سے آخر میں ہندوستان کو تباہ کیا ہے۔

گذشتہ دنوں کراچی کے ایک شوریدہ سرمولوی نے یہ فتویٰ دیا کہ مسجد نبوی کے امام کی دوا میں سواۃظم اہلسنت والجماعت کی نماز نہیں ہوتی اور جن لوگوں نے نمازیں پڑھی ہیں وہ اپنی نمازوں کا اعادہ کریں۔

اولا نائنے کہا کہ میں آج کل تین سال کی مسلسل خاموشی کے بعد اس مسلسل مذہبی طبع سے خطاب کرنے آیا ہوں اب صرف ایک جلسہ نہیں بلکہ پورے ملک کے طول و عرض میں

جلے کئے جائیں گے اور جب تک گزرا سال پرستی کے ان مریضوں کا آپریشن نہیں ہوگا اس وقت تک میری زبان اس میدان جنگ میں تلوار کی طرح کاٹتی کراچی چلی جائے گی

(جواب) انگریزوں کے خوان میٹھا سے فیضیاب ہونے والے اور اس کی زلزلہ سانی اور کاسہ لیسٹی پر کرنے والے اس طبقہ نے پہلے تو اندرون ملک غلامی حق کی تکفیر کر کے اسلام کے گم کو آگ لگائی اور اب اس کی بیہودگی کی انتہا یہ ہے کہ اس نے آئمہ دین کو اپنی بد مذہبی شکار بنا کر پاکستان کو سعودی عرب کی نظر میں رسوا کرنے کی کوشش کی ہے۔

(جواب) میرا دل تڑپ رہا ہے میرا وجود لرز اور کانپ رہا ہے..... ہرگز یہ انہوں کی شان میں گستاخی کرنے والوں کو ہمیشہ کے لئے خاموش کر دیا جائے۔

(جواب) میں سیاست چھوڑ سکتا ہوں کو نسل کی مہری پر ملا ت مار سکتا ہوں لیکن محمد کریم ان اصناف کا راس ہرگز نہیں چھوڑ سکتا اور جو اتحاد ان دامن کو نوچنے کے لئے بڑھیں گے کاٹ دیا جائے گا جو دم ان کی طرف بڑھیں گے انھیں موڑ دیا جائے گا۔ اور جو زبان ان پر آمادہ دشنام ہوگی اسے ہمیشہ کے لئے خاموش کر دیا جائے گا۔

(جواب) میں پرجھتا ہوں کہ اگر ائمہ حرمین کی اقتدا میں نماز نہیں ہوتی تو پوری سردار سنگھ لائبریری کی اقتدا میں نماز کیسے جائز تھی..... چودھویں صدی کا جاہل مفتی وہاں کے سب سے بڑے اور با عظمت امام کے خلاف لب کشائی کر رہا ہے۔

(جواب) میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ اگر پاکستان میں یہ بات سچ ہے کہ دیوبندی مسلک کا امام اور خطیب بھی دیوبندی ہوتا ہے اور بریلوی مکتب فکر کی مسجد کا امام اور خطیب بریلی کا ہی کوئی "طفل مکتب" ہوتا ہے کوئی دوسرا نہیں ہوتا تو پھر کیسے ممکن ہے کہ مسجد نبوی کا امام اللہ اور اس کے رسول کی مرضی کے خلاف کوئی دوسرا آدمی جائے۔ تمہاری مرضی کے خلاف ہونا ممکن نہیں تو اللہ کی مرضی کے خلاف ہونا کیسے ہے؟..... خدا کا انتخاب ہرگز غلط نہیں ہو سکتا۔ اور جو خدا کے انتخاب کو

۴۔ اسے مفتی یا امام خطیب بنانے کی بجائے پاگل خانہ بھیجنا زیادہ مناسب

۵۔ اہل کی ابتدا خیر آباد کے ایک مولوی سے ہوئی وہ انگریز کا معروف ایجنٹ تھا۔ بعد انگریز نے ایک اور مولوی کو پیدا کیا اور انگریز کے اس خود کاشتہ پودے سے ہندوستان کے علماء کی تکفیر کی الخ۔ اس طرح اس سامری طبقہ کا ہر

۶۔ انتہہ خیر مفتی بن کر اسلام اور عالم اسلام کو ضعیف پہنچا رہا ہے۔ استاد خاں نیاززی اور مولانا شاہ احمد نورانی نے لندن جاکر شاہ فیصل کو کافر کہا۔ "دھوکہ" نامی کتاب ہے۔ اگر یہ لوگ شاہ فیصل کو مسلمان نہیں سمجھتے تو ان چھوڑ دیں..... جب تک یہ لوگ تائب نہیں ہوں گے اور علماء و اکابر کا شغلہ نہیں چھوڑیں گے اس وقت تک ان کا تقاب جباری رہے گا اور میں خیر لکراچی تک ان کا پیچھا کروں گا اور اگر انھوں نے یہ کافر گری کا شیوہ ترک نہ کیا

۷۔ ان کے مسلمان انھیں مار مار کر پاکستان سے نکال دیں گے۔ مابقی نتائج خواہ کچھ ہوں سیاست پر اس کا کیسا ہی اثر پڑے میں اس چیز سے باز ہوں..... اب پاکستان سے فتنہ تکفیر ختم ہو گا یا اہل تکفیر ختم ہوں گے کے بغیر کوئی دوسرا راستہ نہیں۔

۸۔ مجھ نہ دیش باز کا خطرہ ہے نہ ایش باز کا فائدہ..... میرے جانا باز میرے اب ہوں گے۔ جو طاقت میری مزاحمت کرے گی وہ پاش پاش ہو جائے گی..... مولانا قاسمی کے ہاتھ پر بیعت جہاں کی۔

ہفت روزہ افریشیا ج ۱ شمارہ ۴۲

۳۰ اپریل تا ۶ مئی ۱۹۹۹ء

صفحات ۱۳-۱۴

ہفتوات نجد دیابند کے چند اور نمونے

(۱) دیاب ترائد کو کہتے ہیں اور یاٹے نسبت ساتھ گادی..... تو یاٹے نسبت کے ساتھ اس کا معنی ہے اللہ والا دلہذا والی کے معنی ہوتے اللہ والا اب میں مفتی مذکور سے پوچھتا ہوں اگر اللہ والوں کے پیچھے نماز نہیں ہوتی تو شیطان پیچھے ہوگی؟

(۲) دراصل یہ لوگ ہندوستان میں انگریز نے اپنی ضروریات کے لئے پیدا کر لئے اور ان سے انگریز اپنے حق میں اور محرمکب آزادی کے علمبرداروں کے خلاف فتوے لکھاتا تھا۔ اب یہی لوگ جو انگریز کے یجنٹ ہیں امتر حرمین کے بارے میں فتوے دیتے ہیں۔

دائرہ شیعہ ص ۵۷ شمارہ ۲۵ - ۲۴ تا ۳۱ مئی ۱۹۷۹

ایک اور ہیں مولانا محمد دین شاگرد خاص شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی ان کی من وعن تاسمی کی سی ہے۔ وہی حوال و جواب وہی تندی و تیزی اور وہی جہالت و صفاہ ایک ہی جھاڑ کے پتے ہیں اور ایک ہی قبیلے کے چٹے بٹے۔ سر ملا کر بولتے ہیں۔ اب یہ ہے کہ بولتے بولتے بے سُر ہی ہانکنے لگتے ہیں۔

ضیاء القاسمی اور اس طبقہ کے لوگ کیا ہیں؟ ان کے متعلق بہر بہت کچھ لکھ آئے ہیں، صفحات ہیں آپ دیکھیں گے۔ اس جگہ ہم ضیاء القاسمی اور اس کے ہمنواؤں کے حوالات کا ذکر دینا چاہتے ہیں تاکہ صورت حال واضح ہو سکے۔

کسی دیابلی نجدی کے پیچھے نماز نہیں ہوتی،

یہ صرف ہمارا ہی نہیں بلکہ خود ملٹے دیوبند کا بھی فتویٰ ہے کہ وہابی جیٹ ہیں

ہوتی۔ چنانچہ حسین احمد مدنی۔ صدر دیوبند لکھتے ہیں۔

شہید یہ میں متعدد مقامات پر حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے طائفہ ملحدین کو فاسق تحریر فرمایا اور ان کی اقتدا کو مکروہ لکھا ہے۔ سلف صالحین امتر سم اللہ کی شان میں گستاخی کرنے کی وجہ سے فسق عائد ہوتا ہے۔

(الشہاب الثاقب ص ۶۵)

ی اور امتر حرمین جنابی ہیں،

و جواب بھی حسین احمد مدنی نے دیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

مذہب عرب اگر چہ بوقت اظہار دعویٰ جنابی ہونے کا کرتے ہیں لیکن عمل و آمد ان کا داخل میں امام احمد جنابی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر نہیں بلکہ وہ بھی اپنے فہم و اتق جس حدیث کو مخالف فقہ حنا بلہ خیال کرتے ہیں اس کی وجہ سے فقہ کو چھوڑ دیتے ان مابھی مثل غیر مقلدین ہند کا براست کی شان میں الفاظ گستاخانہ دے ادا ہوا استعمال ماحول ہے۔

(الشہاب الثاقب حسین احمد مدنی ص ۶۷)

دیاب ذرا مسلسل جناب حسین احمد مدنی کے الفاظ دیکھیں جناب دیوبند کے متعلق پڑھتے چلے جائیں

و یہ سہ کریں کہ کیا ایسے لوگوں کی اقتدا درست ہے یا نہیں؟

کے نزدیک حرمین شریفین کے وہابی علماء گستاخ رسول ہیں،

ہ حسین احمد مدنی لکھتے ہیں،

شان نبوت و حضرت رسالت علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام میں وہابیہ نہایت گستاخی ملات استعمال کرتے ہیں۔

(الشہاب الثاقب ص ۶۸)

ان کے بڑوں کا مقولہ ہے معاذ اللہ معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد کہ ہمارے لاکھکی لاکھی

ہر سرور کا خات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہم کو زیادہ نفع دینے والی ہے ہم اس

کتنے کو بھی دفع کر سکتے ہیں اور ذات غیر عالم صلی اللہ علیہ وسلم تو یہ بھی نہیں

کر سکتے۔

والشہاب الثاقب منہ

○ دبا یہ کسی خاص امام کی تہذیب کو شرک فی الرسالہ جانتے ہیں اور ان کے مقلدین کی

میں الفاظ و اسیرہ فیستہ استعمال کرتے ہیں..... غیر مقلدین اسی طائفہ شیعہ کے ہیں۔

والشہاب الثاقب منہ

جو لو اے سنتہ قرآن کے پیروکارو؟ ان عبارات کو جو تمہارے پرکھنے کے کھاتے

پھاڑ کذب بیانی کرنے سے کیا فائدہ؟ اپنے گریباں میں کیوں نہیں جھانکتے؟ اپنے غلط

ہونے و اسوں کا جائزہ کیوں نہیں لیتے؟

یہی نہیں بلکہ حسین احمد مدنی نے تو انہیں قاتل تک لکھا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

○ جبکہ انہوں نے غلبہ کر کے حرمین شریفین پر حاکم ہو گئے ہزاروں کو تہ تیغ کر کے

والشہاب الثاقب منہ

(آذر دلا دیکھئے مولانا مودودی سے آپ کے بزرگان دین کے متعلق کیا کہتے ہیں)

○ حرم کعبہ کے منظم پھر اسی طرح مہنت بن کر بیٹھ گئے۔ (خطبات مودودی ص ۱۷)

○ یہ بنارس اور ہمدان کے پند توں کی کسی حالت اس دین کے نام نہاد خدمت گزار

اور مرکز عبادت گاہ کے جمادوں نے اختیار کر رکھی ہے جس نے مہنت گری کی جڑ کا

دی تھی۔ (خطبات مودودی ص ۱۹)

حرمین شریفین کے متعلق جناب مودودی سے فرماتے ہیں:

○ ہر طرف جہالت گندگی طبع بے حیاء دنیا پرستی بد اخلاقی بد انتظامی اور عام باشندہ

کی طرح گری ہوئی حالت نظر آتی ہے۔ (خطبات مودودی ص ۱۹)

دیوبندی و بابی اور غیر مقلد و بابی دونوں ہی سے سوال ہے کہ فرمائیے جو لوگ اس فطرت

ان کے پیچھے نماز و رخصت سے یا نہیں؟

نسیزہ بھی فرمائیے کہ اگر حرمین کے رہنے والے نجدی بقول آپ کے خدا کے پسند ہوں

حسین احمد مدنی اور مولانا مودودی کو کیا کہیں گے؟

○ وہ اتنا تصور تھا کہ ہم نے ان کے پیچھے نماز مکروہ کہا تو دیوبندی و بابی اور غیر مقلد و بابی

ان آسمان ایک کر دیئے۔ اور کذب و افتراء کا طوفان برپا کر دیا۔ پوری سرزمین پاکستان کا

آرام رکھ دیا۔ مگر جب حسین احمد مدنی نے خبیثہ، شفیعہ، فاسق، جاہل کہا اور مودودی

مہنت، پندست، بے حیا، زبردست، بد اخلاق کہا۔ اور اس پاکیزہ سرزمین کو جہالت

والی کامر کر قرار دیا تو ان پر کوئی الزام نہیں آخر کیوں؟ کیا دیوبندی مکتبہ فکر کے دل دماغ

سمجائی قبول کرنے کا کوئی خانہ باقی نہیں رہا؟ ویسے تو یہ لوگ بڑے حق گو اور پارحائیں

والہ باشندہ اعلیٰ العظیم۔ اگر یہی حق گوئی و پارحائی ہے تو ہم ان پر لعنت بھیجتے ہیں۔ جو صحیح

سننے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔

○ اتنے نہیں ختم نہیں ہوتی۔ اسی الشہاب الثاقب مصنفہ حسین احمد مدنی صدر دیوبند

مندرجات ملاحظہ فرمائیں۔

○ صاحبزادہ محمد امین عبدالوہاب نجدی ابتداً تیسری صدی ہجری میں عرب سے نکلا ہوا۔ چونکہ

ت باطلہ اور فائدہ ناسدہ رکھتا تھا۔ اس لئے اس نے اہل سنت و جماعت سے

انقلاب کیا ان کو اپنے خیالات کی تکلیف دیتا تھا ان کے اموال کو غنیمت کا مال اور

ان کے مال کے قتل کو باعث ثواب و رحمت شمار کرتا رہا۔

○ (الشہاب الثاقب ص ۱۷)

○ محمد بن عبدالوہاب کا عقیدہ تھا کہ جملہ اہل عالم و مقام مسلمانان دیار مشرک و کافر ہیں

ان سے قتل و قتل کرنا ان کے اموال کو ان سے چھین لینا حلال اور جائز بلکہ واجب ہے۔

○ (الشہاب الثاقب ص ۱۷)

○ زیارت رسول مقبول و حضور آستانہ شریف و ملاحظہ مودودی مظهر کو یہ طائفہ

ہر وقت احرام وغیرہ لکھتا ہے اس طرف اسی تہمت سے سفر کرنا منکر و ممنوع

جانتا ہے۔ (الشہاب الثاقب ص ۴۴ حسین احمد مدنی)

○ اور بعض اپنے مفسر زیارت کو یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ کی زیارت کے درجے کو پہنچاتے ہیں۔ (الشہاب الثاقب ص ۴۶)

○ شہن تروت اور حضرت رسالت میں وہابیہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اور اپنے آپ کو ماضی ذات سرور کائنات خیال کرتے ہیں۔

(الشہاب الثاقب ص ۴۷)

○ وہابیہ خبیثہ کثرت صلوٰۃ و سلام و درود بر خیر الانام کو سخت قبیح و مکروہ جانتے ہیں (الشہاب الثاقب ص ۴۸ مطبوعہ رحیمیہ دیوبند)

کیا کسی اہل ایمان کی غیرت ایمانی ہر برداشت کر سکتی ہے کہ جن لوگوں کے عقائد و نظریات و جہاد حسین احمد مدنی نے بیان کیا) ان کے پیچھے غار پرٹھے۔ انہیں بزرگ جانے۔ انہیں اپنا پیشوا سمجھے۔ میں تمام دیوبندیوں سے کہتا ہوں کہ وہ یا تو اپنے حسین احمد مدنی کو مطعون کریں یا چہ حرکت سے باز آجائیں۔

ضیاء القاسمی کے مبالغہ میں آخری کیل

مولانا محمد انور کا شمیری شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند فیض السباری کے مقررین

○ (ما محمد بن عبد الوہاب نجدی فكانت كجلاً ببلند آفتاب العلم فکان كساراً الى الخلفیم بانك فخر محمد ابن عبد الوہاب نجدی ایک کم فہم بد عقل اور بے علم شخص تھا اور کفر کا حکم لگانے میں جلد بازی سے کام لیتا تھا۔

(دور پھر کیا ضیاء القاسمی اور ان کی ذریات یہ ثبوت دے سکتی ہے کہ آج تک حدودی

کسی دہانے کسی وزیر و صغیر نے بشمول امام الحرمین اپنے دورہ پاکستان میں کسی بھی مزار قائد ائمہ حاضری دی یا فاتحہ پڑھی۔ امام حرم عبد اللہ السبیل نے تو کراچی شہر پارک کے جلسہ میں خطاب کرتے یہاں تک کہ دیکر عبد اللہ الرحمن صلی اللہ علیہ وسلم مٹا نا جلسہ و جلوس نکالنا قومی دن منانے پر

جہ کراچی کے دیوبندیوں نے پوشش کی شکل میں مع ترجمہ کے شائع کیا۔ گویا تمام پاکستانی یہ عقیدہ پیر و کار کا فرو مشرک ہو گئے؛ اگر کوئی غیرت مند حکومت ہوتی تو اس قسم کی گفتگو کرنے سے نکال باہر کرتی مگر یہاں کے قورنگ روپی ہی فرالے ہیں۔ یہاں مرزا نیول اور غوث عثمانی ل پرورش اور حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ اور وہ لوگ جنہوں نے تمام زندگی ہندوؤں کے راتب پر ایمان فروشی و ملت فروشی کے کاروبار کیئے اب وہ جلسوں میں بڑیں مارتے پھرتے ہیں۔

اس کے غیلظ ہاتھوں پر بیعت جہاد کرنے والے مٹن لیں!

ان اقتادہ رکھنے والے کسی امام کے پیچھے چلے وہ کہ وہ مدینہ کا ہی کیوں نہ ہو کسی غیرت مند مسلمان ہرگز نہیں ہوتی۔ اگر قتلے دیوبند کی غیرت کا جنازہ نکل گیا ہے۔ اور سکون کی دھمکے ان کے حمایت تک روند ڈالے ہیں۔ خود اپنی ہی کتہیں دیکھنے کی صلاحیت نہیں رکھتے تو اس میں ہمارا کیا ہے!

ہائے ہم مان لیتے ہیں کہ نجدی حکومت خدایا مرضی سے قائم ہوئی ہے۔ اور نجدی ائمہ کی امامت اور رسول کی منظوری سے ہے۔ اس لئے کہ مسجد الحرام اور مسجد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے امام ہیں۔۔۔۔۔

ایمان نہیں دیوبند خلاف عادت ہمارے چند سوالات کے جوابات دینے کو اور فرمائیں گے!

سوال نمبر ۱: خاص خدا کے گھر غار کعبہ میں تین سو ساٹھ ٹہٹ رکھے ہوئے تھے اور ان کی پرستش آتی تھی۔ اور سینکڑوں سال بتوں کی پوجا پاٹ ہوتی رہی۔ کیا یہ بھی خدایا مرضی سے تھا؟ اور اگر نہیں تو یہ کیوں اُسے فوراً ہی نیست و نابود کر دیا۔ یا پھر خدا مجبور تھا جو بتوں کو اپنے گھر سے باہر نہ کر سکا۔ صاف اور واضح ہونا چاہیے۔

سوال نمبر ۲: دوسرا سوال بیت المقدس اور مسجد اقصیٰ کے بارے میں ہے جس پر اسرائیل کا قبضہ ہے اس کے متعلق آپ حضرات کا کیا خیال ہے۔ یہ قبضہ و غلبہ اللہ کی مرضی سے ہے یا نہیں؟ اگر ہے آپ مخالفت کیوں کرتے ہیں پھر تو آپ انہیں بھی پیشوا تسلیم کریں اور اگر نہیں تو پھر خدایا قدرت ہاں ہے؟ ان سے قبل اول کو غار غار کیوں نہیں کرانا؟ جواب قاضی لاہور تحریر فرمائیں۔

سوال ۱۳: حقیقتاً زید علیہ السلام اور آپ کے بڑے رحمت اللہ علیہ کی حکومت مجاز تھی بلکہ عجم کی سنگ باری سے خاندان کعبہ بخروج ہو گیا خلافت زید بھی برحق تھی؟ اگر برحق تھی تو آپ کے کیا خیالات ہیں۔ اور اگر برحق نہیں تھی تو پھر مسجد الحرام اور مکہ مدینہ پر قبضہ ہوں گے۔ جواب عنایت فرمائیے۔

سوال ۱۴: نجدی حکومت سے پہلے عجلہ مقدس پر ترکیوں کی حکومت تھی وہ کس کی ہوئی تھی۔ فرمائیے ترکی حکومت خدا و رسول کی مرضی سے قائم ہوئی تھی یا اللہ و رسول کی مرضی سے۔ اگر خدا و رسول کی مرضی سے قائم ہوئی تھی کیونکہ آپ کے اصول کے مطابق وہاں حکومت قائم ہونا، برحق ہونے کی دلیل ہے تو پھر آپ کے آباء نجدیوں نے ان کا قتل عام کیوں کیا؟ اور اگر خدا کی خلافت تھی تو پھر قائم کیوں ہوئی؟ اچھو وہاں پر جو اثر تھے وہ اثر عربین شرقیہ نے اگر تھے تو یہ تیرتیر کیوں کیا؟ عرب محترم میں خون کی ندیاں کیوں بہائی گئیں؟ وہاں کے باشندے قتل کیا گیا۔ ان لوگوں کے مال کیوں لوٹے گئے؟ مقامات مقدسہ پر تباہی کیوں نازل کی گئی؟ مسازات کیوں پامال کئے گئے؟ حضرت صدیق اکبرؓ کے مزار کو گولڈن کانشا کیوں بنایا گیا، ناطقہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر شریف کو کیوں روندنایا؟ مساجد کی بے حرمتی کیوں کی گئی؟ اور صلی اللہ علیہ وسلم پر گھوڑے کیوں باندھے گئے؟ وضاحت فرمائیے۔

سوال ۱۵: اور چلتے چلتے اس کا بھی جواب دے دیں کہ کفار مکہ اور منافقین مدینہ کیا وہاں کے باہر رہتے تھے؟ اگر نہیں تو پھر وہ کیوں معزز نہیں؟ وہ بھی تو اسی مقدس سرزمین کے رہنے والے۔ سوال ۱۶: فرمائیے کیا عربین پر نجدیوں نے بالجبر قبضہ نہیں کیا؟ چاروں حصے نہیں اپنا اپنے ہمسک کے امام مقرر نہیں کئے گئے؟ ہندوستان کی مسجدوں پر ہندوؤں نے قبضہ نہیں کیا وہاں نے مساجد کی بے حرمتی نہیں کی؟ اسے آپ کیا کہیں گے؟ کیا یہ رضائے الہی سے ہوئے؟ ہنر سب نے رضائے الہی اور فضلے الہی میں فرق نہیں جانا۔ میں بتا رہوں۔ کوئی دلوہندہ اس کا نہیں دے سکتا۔ یہ سب کچھ جو بڑا نقصانے الہی تو ہو سکتا ہے رضائے الہی نہیں ہو سکتا۔

کہا ہے کہ اگر شاہ فیصل کو نہیں مانتے تو پاکستان چھوڑ دیں وغیرہ وغیرہ۔

لہذا میں نے ایک جیب کٹڑا۔ امرتسر کے ایک بھانڈے اور لائیسپور کے دو صحیفے۔ سنو تو ال۔ (چٹان منہ ۳ اگست ۱۹۴۷ء) کو کیا۔ ہاشمی کی باہنسی۔ غلام غوث۔ مفتی محمود کی جھانجھ خیا و القاسمی (جولہ مذکور صلا) ہوں کہ کیا پاکستان شاہ فیصل نے بنایا تھا یا تمہارے پرکھوں نے۔ کیا تاریخ کے وہ تمام دیکھے جائیں جن میں تمہارے اور تمہارے اکابرین کے گھناؤنے کردار سطرے ہوئے دم کے لہجہ کھلا دے پھرتے ہیں۔ یہی بات دھکیوں کی تو جوا با مریض ہے۔

ان ذیل غنیمت قبہان ڈبل میم - برہم ہیں تو کیا سخت فضلے بھی لڑیں گے جبر کے نکالیں گے شتر گریہ کا جگر کس - دوسرے کی گلگوند قبہ سے بھی لڑیں گے عرب تعلقات کی تو ہم سے پہلے اپنے مرد حق کی بات سن لیں۔

ہم عربوں کے مخالف نہیں جناب مفتی صاحب ہی کی طرح ان کے حامی ہیں مگر ہم کبھی ایسی یہ گلہ عربوں سے ضرور کرتے ہیں کہ انہیں اشتراکیت کے بارے میں جو خوش نہیں ہے۔ عرب نہیں۔ ظاہر ہے کہ ہم مسلمان عربوں کے حامی ہیں نہ کہ عرب اشتراکیوں کے۔ اشتراکی وہی ہو جس قوم کا ہو۔ جس ملک کا ہو وہ اسلام کے موقف سے جدا ہے۔ اگر عرب کل قابل اشتراکی بن جائیں تو اسلام کے رشتے سے ہم میں ان میں کیا قرابت رہ جاتی ہے؟ مفتی محمود صاحب سوچیں پھر سوچیں۔ مفتی صاحب فرماتے ہیں پھر بھی قرابت جاری رکھو۔ صاحب ہم تو صرف اس سے قرابت رکھیں گے جو اسلام سے قرابت رکھتا ہو ورنہ معاملہ محض سیاسی تعلقات کا رہ جاتا ہے جیسا کہ امریکہ یا برطانیہ یا چین اور روس سے ہمارے تعلقات باہمی مفاد کے حوالے سے ہوں گے۔ کسی مذہبی روحانی یا نظریاتی رشتہ داری کی اس میں کوئی گنجائش نہیں۔

(مہنت روزہ چٹان منہ ۱۹ نومبر ۱۹۴۷ء)

بالکل بڑی خیال ہمارا ہے۔ اگر کسی کے خیالات بھدی ہیں رہا بیت کا پیر و کار ہے
فاسدہ رکھتا ہے تو اس سے ہمارا کوئی تعلق نہیں کیونکہ

محمد صریح کا بروئے ہر دوسرا صحت

کئے کو خاک و ریش نیست خاک ہر سہراؤ

شاہین رسول اور گستاخان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز نہیں جوتی چاہئے وہ
نہ جو۔ دہی بات پاکستان کی رسوائی کی تو اس کا خارجہ پالیسی سے کوئی تعلق نہیں۔ آپ کی بات
اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ہماری خارجہ سیاست میں تبدیلی مذہب بھی ایک شرط لازم بن جائے
تعلقات قائم کریں پہلے اس کے عقائد و نظریات قبول کریں۔ ورنہ اپنا ٹیٹ پیدا نہیں ہوا
یا عجیب ۵۔ ناطقہ سرگردیاں ہے اسے کیا کہئے

آخری ضرب

جناب داغ و غم (فیضانِ انقاسی) نے علامتِ اہلسنت کو انگریزوں کا ایکٹ بھی کہا
انگریزوں کا ایکٹ کون ہے؟ آپ خود فیصلہ کریں۔ حوالے ہم دیتے ہیں۔

۱۸۵۷ء کی جنگ میں جبکہ انگریز ہندوستان پر قبضہ کر رہے تھے اور آخری

مسلمان بادشاہ بہادر شاہ ظفر اپنی مسلمان فوج انگریزوں سے لڑا رہے تھے۔ مولوی کو

تاج محمد نافرمانی بانی دارالعلوم دیوبند رشید احمد گنگوہی مولوی ضامن یہ دیوبندی ٹولہ

انگریزوں کے ساتھ ہو کر مسلمان غازیوں سے مقابلہ کر رہا تھا چنانچہ مولوی ضامن مسلمانوں

بلکہ اہل حقوں مارا گیا تفصیل کیلئے دیکھیں (تذکرۃ الرشید مصنفہ عاشق الہی دیوبندی ص ۷۷)

○ نیز دیوبندیوں و بابائیوں کے مشترکہ پیشوا مولوی اسماعیل دہلوی نے انگریزوں سے

جہاد حرام قرار دیا۔ (تفصیل سوانح احمد ص ۷۷ پر ملاحظہ فرمائیں)

سید صاحب اپنے نام نہاد جہاد کے دوران رنجیت سنگھ کے پاس سفارت

کرتے ہیں تو پھر کیا ہوتا ہے

۱۔ سفارت کا جواب سید صاحب نے مولوی خیر الدین شہر کوٹی اور حاجی
کے ہاتھ بھجوا دیا سب سے پہلے جنرل ونٹورا کی ملاقات کو گئے اور یہ سفارت
سنگھ کے بجائے ونٹورا سے ملاقات کر کے واپس آ گئی۔

(موج کوثر ص ۲۷ ص ۲۸)

۲۔ جنرل ونٹورا سے کیا تعلق تھا؟ کیا اس سے ثابت نہیں ہوتا کہ یہ حضرات دراصل برٹش
کے ہاتھ بلکہ قطعی یقیناً انگریزوں کے وفادار و ذلیفہ غدار تھے۔ انہیں انگریزوں سے کبھی بھی
پرفاش نہیں رہی۔ اور یہی ڈاکٹر شیخ محمد اکرم صاحب ص ۱۱۱ میں جو سرتاپا دیوبند و آواز
کی کوثر ص ۲۷ پر تحریر فرماتے ہیں۔

۳۔ مولانا بشیر احمد جن کے مولانا مہر محمد مداح ہیں اور جنہیں امیر حبیب اللہ خاں

ہزار روپے سالانہ تنظیمی اخراجات کے لئے دیا کرتے تھے۔ دوسری قوتوں کے

اداکار تو نہیں بن گئے؟ امیر نعمت اللہ خاں کے زمانہ اہمیت کے جو چشم دید حالات

و نا محمد علی قصوری نے لکھے ہیں ان کو پڑھ کر طبیعت کو دکھ ہو رہا ہے۔

(موج کوثر ص ۷۷)

۴۔ دیکھنے والی باتیں یہی تھیں کہ مولانا بشیر احمد و دیگر اکر دار اواکر رہے تھے۔ امیر حبیب اللہ خاں

رہنمائی تھے اور انگریزوں کی نافرمانی بھی کرتے۔ یعنی چارہ امیر حبیب اللہ خاں کے استھان پر

انگریزوں کے کنٹرول میں۔

○ تو ایک شخص نے دریافت کیا (مولوی اسماعیل سے) کہ آپ انگریزوں پر جہاد کا فتویٰ

کیوں نہیں دیتے۔ آپ نے جواب دیا کہ ان پر جہاد کرنا کسی طرح واجب نہیں۔ ایک تو ہم ان

کی رعیت ہیں۔ دوسرے ہمارے مذہبی اداکار نے میں وہ ذرا بھی دست اندازی

نہیں کرتے۔ ہمیں ان کی حکومت میں ہر طرح آزادی ہے بلکہ اگر کوئی ان پر حملہ آور

ہو تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ اس سے لڑیں اور اپنی گورنمنٹ برطانیہ پر آئندہ

نے آئے ہیں۔ (حیات طیبہ از مرزا میرت ۲۹۲)

یہ زبان اور توضیح و تشریح خالص بکاؤ لوگوں کی ہوتی ہے۔ ہم اپنے دور میں اس توضیح سن رہے ہیں۔ اور اسماعیل دہلوی اور ان کے گروہ سے تو ناممکن ہے کہ وہ انگریز کریں۔ یہ انگریزوں ہی کی برکت تھی کہ نجدی ترکوں کے خلاف لڑکر جزیرۃ العرب میں وہابی میں کامیاب ہوئے۔ اور اب انھیں کے تعاون سے برصغیر میں وہابی اسٹیٹ کی بنیاد رکھی اور سکھوں سے جنگ کا قوصرف ایک بیان تھا۔ انگریزوں نے ان کے طریقہ کار کو سمجھا اور اس کے ایک تیر میں دوشکار کئے۔ سکھوں کی قوت ان کے ذریعہ کمزور کی اور پورے پنجاب اس کے ساتھ ہی حکمران بننا واد کو بھی ختم کر ڈالا۔ اور خود یہ بھی مٹ گئے۔ اور وہابی شیت مذہب ان سے زیادہ نہیں ثابت ہوا۔

○ یہ بھی روایت ہے کہ اٹھائے قیام کلکتہ میں ایک روز مولانا اسماعیل شہید وہاں رہے تھے کہ ایک شخص نے مولانا سے یہ فتویٰ پوچھا کہ سرکار انگریزی پر جہاد کرنا درست ہے کہ نہیں۔ اس کے جواب میں مولانا نے فرمایا۔ ایسی غیر متعصب سرکار پر کسی طرح جس کو نادرست نہیں۔ (تواریخ عجیبہ منشی جعفر متاغمیری)

اور ذرا تذکرہ از سفید بھی دیکھ لیں کہ مجاہدین آزادی کے متعلق گورنمنٹ برطانیہ کے اکی کیا رائے تھے کہتے ہیں:

○ بعض کے سروں پر موت کھیل رہی تھی۔ انھوں نے کہنی کے امن و عافیت کا زما کی نگاہ سے نہیں دیکھا اور اپنی دم دل گورنمنٹ کے سامنے بغاوت کا علم بلند کیا۔ (تذکرۃ الہر)

(اور جب مجاہدین کا یہ قول انگریزوں کی دعوتیں اڑا تا میدان جنگ کی طرف بڑھتا حکومت کے مقدمۃ الجیش کے فرانسس انجام دے سکے تو پھر

○ اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ ایک انگریز گھوڑے پر سوار چند باکیوں میں کھانا رکھ

دیا۔ اور پوچھا کہ پادری صاحب کہاں ہیں۔ حضرت نے کشتی سے جواب دیا۔ مجھ وہیں۔ انگریز گھوڑے پر سے اُترا اور ٹوپی ہاتھ میں لئے کشتی پر پہنچا اور ان کے بعد کہا کہ تین روز سے میں نے اپنے ملازم یہاں کھڑے کر رکھے تھے کہ آپ وہاں آج انھوں نے اطلاع کی کہ اغلب یہ سب کفر مت فائدہ کے ساتھ آج ان کے سامنے پہنچیں۔ یہ اطلاع پاکر میں غروب آفتاب تک کھانے کی تیاری کر رہا تھا۔..... سید صاحب نے حکم دیا کہ کھانا اپنے اپنے برتنوں میں منقل کر اور کھانا لے کر فائدہ میں تقسیم کر دیا گیا اور انگریز تین گھنٹہ ٹھہر کر چلا گیا۔

(سیرت سید احمد از ابوالحسن ندوی ج ۱ ص ۱۹)

○ کیا ہے! یوں تو سبے شرع شیخ ہمارے تو تھوکتے بھی نہیں

مگر اندھیرے اُجالے میں چوکتے بھی نہیں

○ میں آپ کے مدحق کے دو اور حواس دکھاؤں۔ تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ دیوبندی اور یہائی اور دیدہ دلیری سے ہندوؤں سے رقیں وصول کرتے۔ اور بے خرمی سے شہم کر جاتے

○ اب مولانا غلام غوث دھنکا کر کہنے لگے تو شاہ جی نے روک لیا۔ مولوی جی

○ کہاں جا رہے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ آپ کے خلاف شور و شش کچھ چارچ

○ ہے۔ مولوی صاحب رک گئے۔ میں نے ترتیب وار چارچ لگانے شروع کیے

○ س کاروپیر ساٹھ ہزار، دس ہزار کی ایک قسط اور پچاس ہزار کی دوسری قسط

○ ان سنٹ پارٹی..... ابھی فقرہ پورا بھی نہ ہوا تھا کہ مولانا غلام غوث نے

○ ایک شق پر زور دیا۔ کچھ دیر تو سنا چھاپا ہوا پھر سکوت ٹوٹا۔ مولانا نے تسلیم کیا

○ دیکھ لیا گیا ہے..... مجھے صاحبزادہ فیض الحسن شاہ مولانا مظہر علی اظہر کے

○ ہاں پرے گئے۔ رات وہیں کاٹی۔ مولانا اس افشا کو برا خیال کرتے تھے۔ اور

○ اضطراب بھی تھے..... مولانا مظہر علی اظہر نے تسلیم کیا کہ روپیہ لیا گیا ہے۔

لیکن اس کے سزاوار وہ تنہا نہیں بلکہ باقاعدہ مشورے سے رقم قبول کی گئی۔ دس ہزار روپیہ راؤ دتھنوی نے دیا تھا۔ اور شیخ حسام الدین اس وقت موجود تھے دوسری قسط بھی انہیں حضرات کے مشورے سے حاصل کی گئی۔ یعنی شیخ حسام الدین مولانا حبیب الرحمن کو لکھنا خط لکھا کہ وہ گلگت میں کانگریس بائی کمانڈ تک پہنچے مولانا حبیب الرحمن گلگت گئے۔ مولانا ابوالکلام ایک لاکھ روپے کے لگ بھگ رقم کو تیار ہو گئے مگر سردار پٹیل جو کانگریس کے خازن تھے۔ اس سے اختلاف کیا پچاس ہزار کا چیک لاکھ بھیم سین سچر کی تحویل میں دیا گیا۔ جوان کی معرفت دفتر اور پہنچا۔ پھر اس رقم کی بندر بانٹ کی گئی۔

د تفصیل کیلئے دیکھیں تحریک پاکستان اور نیشنلسٹ علماء ص ۱۲ تا ۱۷

آب ذرا ہندوؤں کی تعریف اور مسلمانوں کی تذلیل بھی ملاحظہ فرمائیں۔

۲۱ دسمبر ۱۹۴۵ء کی شب کو بمبئی کی مجلس احوار کے اجتماع میں تقریر کرتے ہوئے مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری نے فرمایا،

○ پاکستان کے دونوں اجزاء ایک دوسرے سے علیحدہ ہوں گے۔ اور ان کے درمیان ۲۶ کروڑ ہندوؤں کی ایک ذبردست حکومت ہوگی جس کے پاس سرمایہ ہوگا۔ زمین اور صاحب دماغ آدمی ہوں گے۔ جو اس پر عمل ہوگا۔ گاندھی جی مہاراج ہوں گے۔ کالا ناگ راج گوبال اچاریہ ہوگا۔ مالوی جی ہوں گے۔ برخلاف اس کے بنگال، پنجاب، سندھ، سرحد کے مسلمان زیادہ تر کہیں ہیں۔ یعنی نو بار۔ بڑھئی۔ موچی، کسان، مزارع و تفصیل کیلئے دیکھئے۔ قائد اعظم محمد علی جناح اور ان کا ہمراہ ۲۸۳ مصنفہ رئیس احمد جعفری